اترپردیش اردو اکادمی
उत्तर प्रदेश उर्दू अकादमी

تذکرہ

نکات الشعراء

مصنفہ

میر تقی میر

مرتبہ

ڈاکٹر محمود الٰہی

صدر شعبۂ اردو
گورکھپور یونی ورسٹی

اترپردیش اردو اکادمی، لکھنؤ

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

سلسلۂ مطبوعات: ۱۶۵

تذکرۂ

نکات الشعراء

مُصنّفۂ

میر تقی میر

محمد اقبال مجددی ذخیرہ

مُرتّبۂ

ڈاکٹر محمود الٰہی

صدر شعبۂ اردو، گورکھپور یونی ورسٹی

اتر پردیش اُردو اکادمی لکھنؤ

Marfat.com

© اتر پردیش اردو اکادمی

نکات الشعراء

میر تقی میر

مرتبہ

ڈاکٹر محمود الٰہی

پہلا اکادمی ایڈیشن : ۱۹۸۴

تعداد : ۱۰۰۰

قیمت : -/۸ روپے

ستیش چندر سریواستو، سکریٹری اتر پردیش اردو اکادمی نے میسرس ایسوسی ایٹڈ جرنلس لمیٹڈ پریس، بشیشر ناتھ روڈ، لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر اکادمی بلہرہ ہاؤس، قیصر باغ، لکھنؤ سے شائع کی۔

Marfat.com

پیش لفظ

کسی زبان میں شائع ہونے والی کتابوں کے موضوعات میں تنوع اس زبان کے فعال اور اس کے ارتقائی عمل کے جاری و ساری ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ زندہ زبان کی ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ اس کی کتابیں عہد جدید کے تقاضوں کو پورا کرتی ہوں اور قارئین کو ہمہ جہتی معلومات بہم پہنچاتی ہوں۔

دنیا کی دوسری جدید ترقی یافتہ زبانوں کی طرح اردو میں بھی ادبی، سماجی، سائنسی علوم وغیرہ پر کتابیں ملتی ہیں۔ بعض جدید ترین علوم کے اظہار و ابلاغ کے لیے اس کے پاس ابھی وافر ذخیرہ الفاظ نہیں ہے مگر برصغیر کے مختلف اداروں میں اصطلاحات سازی کا کام منصوبہ بند طریقے پر چل رہا ہے اور امید ہے کہ یہ کمی جلد پوری ہو جائے گی۔

اپنے محدود بجٹ اور طباعت وغیرہ کے لیے مقامی طور پر مہیا ناکافی وسائل کے باوجود اتر پردیش اردو اکادمی سال بہ سال جو کتابیں شائع کر رہی ہے ان کو کیفیت اور کمیت دونوں اعتبار سے قابل لحاظ کہا جا سکتا ہے۔ ان کی قیمتیں بھی بازار کی بہ نسبت کافی کم رکھی جا رہی ہیں۔ بچوں میں مطالعے کا شوق پیدا کرنے کے لیے ان کی دلچسپی کی کتابوں، یونی ورسٹی سطح کی نصابی اور حوالے کی کتابوں، تراجم، شعری اور نثری انتخابات اور جدوجہد آزادی سے متعلق ادبی سرمائے کی اشاعت اکادمی کے زیر اہتمام

Marfat.com

چل رہی ہے۔

اس کے علاوہ اکادمی کا ایک انتہائی اہم کام، جس کی طرف بالعموم کم توجہ کی جارہی تھی، قدیم ادبی شہ پاروں کی بازآوری اور دوبارہ اشاعت ہے تاکہ ان بنیادی مآخذ تک، جن پر تحقیق و تنقید کا دارومدار ہے، اردو والوں کی رسائی آسان ہوجائے۔

اشاعت کتب کا یہ سلسلہ لامتناہی ہے اور برابر جاری رہے گا۔ زیرِ نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اور امید ہے کہ اکادمی کی دوسری مطبوعات کی طرح اس کتاب کو بھی پسند کیا جائے گا۔

اتر پردیش اردو اکادمی،
لکھنؤ

محمّد رضا انصاری
چیرمین

Marfat.com

ترتیب

مقدمہ مرتب ۹

مقدمہ مصنف ۲۳

تراجم شعراء ۲۴

خاتمہ ۱۶۳

ترقیمہ ۱۶۴

Marfat.com

فہرست شعراء

آبرو، نجم الدین (عرف مبارک شاہ) ۳۰
احسن اللہ ۴۴
احمد گجراتی ۹۹
آرزو، سراج الدین علی خاں ۲۵
آزاد ۹۵
اشتیاق، شاہ ولی اللہ ... ۲۸
اشرف ۱۰۳
اُمید، قزلباش خاں ... ۲۸
انسان، اسد یار خاں ... ۱۲۴
بسمل ۱۴۴
بہار، لالہ ٹیک چند ... ۱۳۰
بھید، میر میراں سید نوازش خاں ۱۰۶
بیتاب، محمد اسمٰعیل ۸۲
بیچارہ ۱۰۵
بیدار، محمد علی (میر محمدی) ۱۲۶
بیدل، مرزا عبدالقادر ... ۲۴
بیرنگ، دلاور خاں ... ۱۴۶
بے نوا ۴۵
پاکباز، میاں صلاح الدین ... ۸۱
پیام، شرف الدین ... ۴۳
تاباں، میر عبدالحی ۱۰۹
تجرد، میر عبداللہ ۱۰۷
تمکین، میاں صلاح الدین ۱۳۴
ثاقب، میاں شہاب الدین ۸۹
جعفر ۱۰۴
جعفر زٹلی ۴۶
جگن ۱۳۴
حاتم، شیخ محمد حاتم ... ۷۷
حزیں، میر محمد باقر ۱۰۸
حسن، میر حسن ۱۳۲
حسن ۱۰۶
حسیب ۱۰۶
حشمت، محمد علی ۱۰۹
حشمت، میر محتشم علی خاں ۷۴

Marfat.com

خاکسار، محمد یار ۱۱۴
خسرو، امیر خسرو .. ۲۴
خوشنود ۱۰۴
دانا، فضل علی ۱۳۳
داؤد، مرزا داؤد ۱۰۶
درد، خواجہ میر ۶۰
درد، کرم اللہ ۷۵
دردمند، محمد فقیہ .. ۱۱۶
راقم، بندرابن ۱۳۸
رسوا ۱۱۹
زکی، جعفر علی خاں .. ۱۳۳
سالک ۱۰۱
سجاد، میر سجاد ۶۶
سراج ۹۵
سعادت، سعادت علی ۴۴
سعدی ۱۰۵
سلام، نجم الدین ۱۲۹
سودا ۴۸
شاغل ۱۴۶
شعوری ۱۰۰
شوق، میاں حسن علی ۱۱۷
صبائی ۱۰۱
ضیا، میاں ضیاء الدین .. ۱۳۷
ضیا، مرزا عطا بیگ ۹۹
عاجز، عارف علی خاں ۹۷
عاجز ۱۴۲
عارف، محمد عارف ۱۲۵
عاصمی خواجہ برہان الدین ۱۱۷
عبدالبر ۱۰۴
عبدالرحیم ۱۰۴
عزلت، سید عبدالولی ۹۳
عزیز اللہ ۱۰۵
عشاق ۱۴۳
عطا ۴۶
غریب، محمد امان اللہ (محمد زماں) ۱۳۴
غواصی ۱۰۳
فخری ۱۰۲
فضلی ۱۰۰
فغاں، اشرف علی خاں ۷۵
قاسم، مرزا ۱۰۰
قائم، محمد قائم ۱۲۰
قدر ۱۴۱

Marfat.com

قدرت، قدرت اللہ ۱۴۷
کافر، میر علی نقی ۱۴۱
کلیم، محمد حسین ۵۵
کمترین ۱۴۰
گرامی، مرزا ۲۹
لطفی ۱۰۲
محسن، محمد محسن .. ۱۳۵
محمود ۱۰۱
مخلص، رائے آنند رام ۲۹
مضمون، شرف الدین ۳۴
مظہر، مرزا جان جاں ۲۶
معز، فطرت، موسوی ۳۶
ملک ۱۰۲
موزوں، خواجہ قلی خاں ۱۰۷
میر گھاسی ۱۴۳
میر، (میر سوز) ۱۴۴
میر، میر محمد تقی ۱۴۷
ناجی، محمد شاکر ۴۰
نثار، عبدالرسول ... ۱۳۱
ولی ۹۱
ہاتفی ۱۰۳
ہاشم ۱۰۳
ہدایت، ہدایت اللہ .. ۱۲۵
یکدل، میر عزت اللہ ۱۴۷
یکرنگ، مصطفےٰ خاں ۳۶
یکرو ۸۱
یقین، انعام اللہ خاں ۸۲
یونس، حکیم یونس ۱۰۷

Marfat.com

مقدمۂ مرتّب

شعرائے اردو کے ان دستیاب تذکروں میں جو شمالی ہند میں لکھے گئے ہیں، نکات الشعرا، تذکرہ ریختہ گویاں اور مخزن نکات کو قدامت کے لحاظ سے اوّلیت حاصل ہے۔ جہاں تک مخزن نکات کا سوال ہے، اس میں ایسے واضح اشارے موجود ہیں جن سے متیقن ہوتا ہے کہ یہ ۱۱۶۸ھ سے پہلے پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا۔ نکات الشعرا اور تذکرہ ریختہ گویاں میں تقدم زمانی کسے حاصل ہے۔ موجودہ مواد کی روشنی میں اس سلسلے میں کوئی حتمی بات نہیں کہی جاسکتی۔ تذکرہ ریختہ گویاں میں ترقیمہ موجود ہے جس پر اعتماد کرتے ہوئے یہ کہنا چاہیئے کہ یہ پانچ محرم الحرام ۱۱۶۶ھ کو مکمل ہوگیا تھا، نکات الشعرا میں نہ تو ترقیمہ ہے اور نہ کوئی دوسری داخلی شہادت جو اس کے زمانۂ تکمیل کی نشاندہی کرسکے۔ ہم زیادہ سے زیادہ اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ۱۱۶۵ھ میں یہ تذکرہ زیر تسوید تھا اور اگر بعض اہم قرائن کے پیشِ نظر ہم ۱۱۶۵ھ کو اس کا نقطۂ تکمیل تسلیم کرلیں تو یہ حقیقت بھی سامنے آئے گی کہ نکات الشعرا کو تذکرہ ریختہ گویاں پر جو تقدم [illegible] ہے وہ چند یوم یا چند ماہ سے زیادہ نہیں۔ نکات الشعرا ۱۱۶۵ھ میں زیر تسوید تھا اور تذکرہ ریختہ گویاں اس وقت مکمل ہوا۔ جب ۱۱۶۵ھ کو گزرے ہوئے صرف چار دن ہوئے تھے، ان دونوں تذکروں کے ضمن میں تقدم زمانی کی بحث کو زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیئے۔ اہمیت ہے اس طرز فکر کی جس کے عمل اور ردِ عمل کے یہ دونوں

Marfat.com

تذکرے مظاہر ہیں !!

گردیزی نے بڑے معصوم اور نیاز مندانہ انداز میں اپنی تذکرہ نگاری کے محرکات سے دیباچے میں بحث کی ہے۔ ان کی نظر سے بعض تذکرے گزرے تھے جن میں معاصرین کے ساتھ ستم ظریفی روا رکھی گئی تھی اور ہم سروں کی نکتہ چینی کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ اچھے شاعروں کو ان میں جگہ نہیں ملی تھی انھیں ایک ایسا تذکرہ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی جو انصاف پر مبنی ہو۔ میر نے بھی نکات الشعرا کے سبب تالیف پر روشنی ڈالی ہے لیکن انھوں نے ذہانت سے کام لیا اور کہا کہ وہ تذکرہ اس لئے لکھ رہے ہیں کہ صفحۂ روزگار پر ریختہ گویوں کا نام اور کام باقی رہے۔ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ان کا تذکرہ کسی اور جذبے کی غمازی کر رہا ہے ـــــ وہی جذبہ جس پر گردیزی چیں بہ جبیں نظر آتے ہیں۔

میر نے جس زمانے میں دہلی کو اپنا وطن ثانی بنایا۔ وہاں کے شعرا، ذہنی طور پر دو الگ الگ حلقوں میں تقسیم ہو رہے تھے۔ ایک حلقہ خان آرزو کے تلامذہ پر مشتمل تھا اور دوسرے حلقے میں وہ لوگ شامل تھے جو یا تو مرزا مظہر جانِ جاں کے شاگرد تھے یا ان کے معتقد۔ مرزا مظہر کو ایک روحانی پیشوا کی حیثیت سے جو مقام حاصل تھا، اس کا علم سب کو ہے۔ اس حلقے میں شعر گوئی کا کیا معیار تھا، یہ الگ بات ہے۔ کہنا صرف یہ ہے کہ اس حلقے کو حسنِ قبول حاصل کرنے کے لئے مرزا مظہر کی نسبت ہی کافی تھی۔ ایسے قرائن نہیں ملتے جن سے ہم یہ شبہ بھی کر سکیں کہ یہ حلقہ میر کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ اس کے برعکس، اس حقیقت کے جگہ جگہ اشارے ملتے ہیں کہ میر اور حلقۂ تلامذۂ مظہر ایک دوسرے سے کشاں کشاں رہے۔ میر جس شعر گوئی کو عرفان اور اپنے حسنِ فکر کا بجا طور پر ناز تھا، اسے کیونکر [illegible] مظہر جانِ جاں

Marfat.com

جیسے کسی بزرگ کی پشت پناہی تو حاصل نہیں تھی لیکن خان آرزو کی "قرابت قریبہ" بھی کمتر درجہ کی چیز نہیں تھی۔ خان آرزو کا شمار عمائدین میں ہوتا تھا ان کے بارے میں خود میر کا یہ خیال تھا کہ "ہمہ اُستاداں مضبوط فن ریختہ شاگرد آں بزرگوارند۔" میر نے اپنا رشتہ خان آرزو کے حلقۂ تلامذہ سے جوڑا۔ وہ اپنے گھر شعر گوئی کی مجلسیں منعقد کرنے لگے اور رفتہ رفتہ اس حلقے کے سربراہ بھی ہو گئے۔ نہ صرف مرافقہ کی مجلسوں میں بلکہ سفر کی ملاقاتوں میں بھی معاصرین کے افکار پر نکتہ چینی کی جاتی تھی ——— اور یہی نکتہ چینی ان دونوں تذکروں کو وجود میں لانے کا سبب بنی۔

یہ دونوں تذکرے معاصرانہ چشمک کے مظاہر ہیں اور ایک کا مطالعہ دوسرے کے مطالعے کے بغیر نامکمل رہے گا۔ ان دونوں کو صدائے احتجاج کی حیثیت حاصل ہے۔ میر نے نکات الشعرا کے ذریعہ انعام اللہ خاں یقین اور مرزا مظہر جانِ جاں کے دوسرے تلامذہ کو ان کی حیثیت سے بلند مقام دیے جانے پر احتجاج کیا ہے، اور گردیزی نے تذکرۂ ریختہ گویاں میں حلقۂ میر کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالے کی کوشش کی ہے۔ ہمعصروں پر اظہار رائے کرنا یوں بھی بڑا نازک کام ہے اور جب اظہار رائے میں معاصرانہ چشمک کا عمل دخل ہو تو اس میں عدم توازن کا راہ پا جانا ناگزیر سا ہو جاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ نکات الشعرا اور تذکرۂ ریختہ گویاں دونوں میں اعتدال و توازن کی کمی ملتی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ میر کا موقف بڑی حد تک صحیح تھا اس لئے عدم توازن کے باوصف ان کے تذکرے میں ایک وقار ملتا ہے۔ گردیزی کا احتجاج انفعال آشنا ہے اور یہ اپنی شکست کی آواز معلوم ہوتا ہے۔ وہ شاعری کی بساط پر جن مہروں کی مدد سے یہ کرامات دنیا چاہتے تھے وہ درماندہ و پا شکستہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ گردیزی کے تذکرے کی قدر و قیمت میر سے کمتر ہوتی گئی اور میر کا نکات الشعرا زیادہ سے زیادہ اہمیت حاصل کرتا گیا

Marfat.com

اس اجمال کی تفصیل کہ یہ تذکرے معاصرانہ چشمک کا نتیجہ ہیں، یہ ہے۔ میر نے صرف یہی نہیں کیا کہ احسن اللہ بیان، خواجہ محمد ظاہر خاں ظاہر، شیو سنگھ ظہور، سیتا رام عمدہ اور سلسلۂ مظہر جان جاں کے بعض دوسرے شعراء کا ذکر نہیں کیا بلکہ انعام اللہ خاں یقین، میر محمد باقر حزیں اور محمد فقیہ دردمند کے ساتھ جو مظہر جان جاں کے ارشد تلامذہ میں تھے اور جن کی شاعرانہ حیثیت مسلّم ہو چکی تھی، انصاف نہیں کیا۔ اس زمانے میں مظہر جان جاں شاعری ترک کر چکے تھے اور ان کے حلقۂ تلامذہ کی قیادت انعام اللہ خاں یقین کے حصے میں آ چکی تھی۔ میر نے سخت ترین حملہ یقین ہی پر کیا کہ میر کارواں کو زیر کرنا سب سے بڑی جیت ہوا کرتی ہے۔ میر نے چن چن کر اس حلقے کے شعراء کو ہدف طعن و تشنیع بنایا۔ خاکسار جو براہ راست جان جاں کے شاگرد نہیں تھے لیکن ان کے معتقدوں میں تھے، ان کے ذکر میں بڑے لطیف پیرایے سے مظہر جان جاں کا نام شامل کر دیا گیا ہے تاکہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ مظہر جان جاں کی تقلید خاکسار جیسے لوگ کرتے ہیں! اسی طرح قدرت اللہ قدرت کے ترجمے میں "عاجز از سخن است" کا جملہ لکھ دیا گیا۔ مصطفےٰ خاں یک رنگ جو تذکرے کی تسوید کے وقت زندہ نہیں تھے، میر نے ان کو بھی نہیں چھوڑا۔ چونکہ ان کا تعلق مظہر جان جاں سے رہ چکا تھا اس لیے ان کے بعض اشعار کی اصلاح کر دی۔ جب یک رنگ مورد عتاب ٹھہرے تو ان کے شاگرد کیوں بخشے جاتے، میر صلاح الدین عرف کھن پاکباز کے ترجمے میں "مزاجش خالی از وحشت نیست" کا جملہ بھی جگہ پاتا ہے۔

نکات الشعراء میں میر نے ان شعراء کو بھی اچھے الفاظ سے یاد نہیں کیا جن سے بوجوہ وہ خوش نہیں تھے۔ محمد علی حشمت کے ترجمے میں "اشعار پا بیاضی گفت کہنا دارد" جیسے جملے ملتے ہیں کیونکہ یہ اکثر میر جیسے شاعروں پر بیجا اعتراضات کیا کرتے تھے۔ کمترین سے ان کی نہیں بنتی تھی (کمترین نے میر کی ہجو بھی لکھی ہے)

Marfat.com

اس لئے ان کے ترجمے میں یہ جملہ لکھا گیا" بندہ شعر معقول او نہ شنیدہ ام"۔ عاجز اپنے اُستاد کمترین کی وجہ سے ہدفِ ملامت بنتے ہیں۔

میر نے جن شعراء کی تعریف کی ہے یا جن کے ساتھ ہمدردانہ رویہ اختیار کیا ہے، انھیں مندرجہ ذیل گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:۔

(الف) خان آرزو کے تلامذہ

(ب) میر کے اعزا اور تلامذہ

(ج) میر پر جن کے احسانات تھے

(د) جن سے میر کے ذاتی روابط تھے اور جو میر کے تلامذہ تھے۔

ٹیک چند بہار اور حسن علی شوق خان آرزو کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کر چکے تھے اس لیے ان کی تعریف کی گئی۔ محمد حسین کلیم اور محمد محسن محسن میر کے قریبی رشتہ داروں میں تھے اور عبدالرسول نثار اور میاں جگن ان کے تلامذہ میں تھے اس لئے ان کے ساتھ اچھا رویہ اختیار کیا گیا۔ ہاں بندرابن راقم ان کی شاگردی سے نکل گئے تھے اس لئے بڑے اچھے انداز میں ان پر سرقے کا الزام عائد کیا گیا اور انھیں نومشق کہا گیا۔ میر درد کے حلقے میں ان کے شاندار مستقبل کی بشارت دی گئی، اس لیے ان کی تعریف کی گئی۔ اسی بنیاد پر درد کے شاگرد ہدایت اللہ ہدایت بھی تعریفی کلمات کے مستحق قرار پائے۔

اسد یار خاں انسان، سعادت علی سعادت، شرف الدین پیام، اور نجم الدین سلام میر کے محسنوں میں تھے، اس لئے ان کو اچھے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ کرم اللہ درد، اشرف علی فغاں، میر حسن اور عارف وغیرہ سے ان کے ذاتی مراسم تھے، اس لئے ان کی مدح لازم تھی۔ یہی نہیں، میر گھاسی کے ساتھ بھی ہمدردانہ رویہ روا رکھا گیا ہے کیونکہ خود ان کے الفاظ میں میر گھاسی

Marfat.com

"با من آشنا است"۔

اس تفصیل سے یہ واضح کرنا مقصود نہیں ہے کہ میر نے جن کی مذمت کی ہے وہ لائق تحسین تھے یا جن کی تعریف کی گئی ہے وہ مذمت کے قابل تھے میں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ اس طرح کی تحسین و تنقیص کا محرک صحیح جذبۂ تنقید نہیں بلکہ یہ تذکرہ محض معاصرانہ چشمک کی وجہ سے منصۂ شہود پر آیا ورنہ میر کی تنقیدی بصیرت ایسی نہیں تھی کہ وہ میاں جگن اور میر گھاسی کی تعریف کرتے اور بندرابن راقم اور قدرت اللہ قدرت کی تنقیص! نکات الشعرا میں شمالی ہند کے صرف چند شعرا ملتے ہیں جن کی میر نے تحسین کی ہے لیکن سبب تحسین واضح طور پر نہیں معلوم ہو سکا یا جن کی تنقیص کی گئی ہے مگر محرک تنقیص کا پتہ نہیں چلتا۔ جب تک تنقیص و تحسین کے واضح اسباب کا علم نہیں ہو جاتا انھیں مستثنیات میں شمار کرنا چاہیے۔

اسی طرح کی افراط و تفریط گردیزی کے یہاں بھی ملتی ہے مگر ذرا تجیدہ لہجے میں۔ چونکہ گردیزی فکر و نظر کے لحاظ سے میر کے عشر عشیر بھی نہیں تھے اس لئے نہ تو ان کی تحسین میں کوئی وقعت ہے اور نہ تنقیص میں کوئی وزن۔ ان کا سارا زور عبارت آرائی میں صرف ہو کر رہ گیا۔ یہی کیا کم ہے کہ وہ مسجع اور مقفیٰ جملوں میں اُن شعرا کی تعریف کر لیتے ہیں جنھیں میر نے ہدف ملامت بنایا تھا۔ گردیزی کے یہاں اگر کوئی خوبی ہے تو یہی لب و لہجہ کا اعتدال۔ وہ میر کی طرح جارح اور حملہ آور نہیں، وہ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر پاتے کہ میر کے لئے ملائم کے تعریفی جملے استعمال کریں اور ان کا صرف ایک شعر مثال میں پیش کر سکیں یا انعام اللہ یقین کے لئے خوب صورت الفاظ صرف کر کے ان کے کلام کا صرف اقتباس پیش کر لیں۔ دراصل میر نے اپنی پسند اور ناپسند کو جیتی جاگتی صورت میں اور مؤثر طور پر صفحۂ قرطاس پر منتقل کر دیا، گردیزی اپنے دل کی بھڑاس بھی نہیں نکال سکے۔

Marfat.com

—— اور جن کے پاس تخلیقی صلاحیت نہیں ہوتی، ان سے اس سے زیادہ کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی!(۱) ——

قرائن یہ بتاتے ہیں کہ نکات الشعرا اور تذکرہ ریختہ گویاں بیک وقت زیر تسوید تھے اور دونوں کے مصنفین کو ایک دوسرے کے مجوزہ مشمولات کا کسی نہ کسی ذریعے سے علم ہوتا رہتا تھا۔ ختم پہلے کس نے کیا، یہی سوال اب تک حل نہیں ہوا لیکن میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس سوال کی چنداں اہمیت نہیں۔

میر نے یہ تذکرہ بڑی روا روی میں لکھا۔ ان کے سامنے شعرا کی ترتیب کا کوئی اصول نہیں تھا۔ انھوں نے نہ تو شعرا کی تقسیم طبقات کے لحاظ سے کی اور نہ ان کا ذکر حروف تہجی یا حروف ابجد کی ترتیب سے کیا۔ شعرائے دکن کا ذکر یکایک ایک مختصر سی تمہید کے ساتھ وسط کتاب میں آجاتا ہے اور پھر اس کے بعد کسی تمہید کے بغیر شمالی ہند کے شعرا جگہ پاتے ہیں۔ شعرائے دکن والے حصے کی بات کسی قدر سمجھ میں آجاتی ہے۔ یہ حصہ عبدالولی عزلت کا رہین منت معلوم ہوتا ہے۔ عزلت ۱۱۶۴ھ کے وسط میں دہلی آئے۔ ان کی ملاقات میر سے بھی ہوئی۔ میر نے ان کی بیاض سے بھرپور استفادہ کیا۔(۲) جوں ہی میر کو عزلت کی بیاض ملی ہوگی انھوں نے

---

(۱) یہاں اس حقیقت کا اعادہ بے محل نہ ہوگا کہ صاحب مجموعۂ نغز قدرت اللہ قاسم کا سلسلۂ تلمذ و تتبع (شاعری میں بھی اور مسلک میں بھی) مظہر جان جاں سے ملتا ہے خود گردیزی سے قاسم کا تعلق بڑا گہرا رہا ہے۔ ایسی صورت میں میر کے نکات الشعرا کے سلسلے میں قاسم کے بیانات کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ بنیاد حقیقت سے قریب ہے کہ میر کے خلاف جو غبار گردیزی نکالنا چاہتے تھے وہ قاسم نے نکالا۔

(۲) میر نے سعدی کے ترجمے میں اس کی [illegible]

ممکن ہے کہ یہ بات [illegible]

Marfat.com

اس کی مدد سے اپنے تذکرے میں شعرائے دکن کا حصہ شامل کر لیا اور پھر شمالی ہند کے باقی شعراء کا ذکر مکمل کیا۔ میر کی اس روش سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ وہ جلد از جلد اس کام کو جیسے تیسے ختم کر لینا چاہتے تھے۔ ذکر میر میں انھوں نے اپنی جن مصروفیات اور مہمات میں شرکت کی تفصیل فراہم کی ہے۔ اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ زیر بحث زمانے میں انھیں دہلی میں جم کر کام کرنے کا موقع نہیں ملا۔

نکات الشعراء کی خصوصیات پر اہلِ نظر نے بہت کچھ کہا ہے یہاں ان کا اعادہ تحصیل حاصل ہوگا۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت تو یہی ہے کہ یہ ہمارے ایک ایسے شاعر کے رشحات قلم ہیں جس نے غزل کی تقدیر بدل دی۔ ایسے شاعر کا ایک ایک جملہ بلکہ ایک ایک حرف ہمارے کام آسکتا ہے اور پھر نکات الشعراء میں تو میر کی شخصیت بھرپور طریقے سے جلوہ گر ہوئی ہے اس لئے اس کے مطالعے کی اہمیت کبھی کم نہیں ہوگی۔ یہ دراصل دوسرے شاعروں کا تذکرہ کم اور خود میر کا اپنا تذکرہ زیادہ ہے۔

نکات الشعراء کو اگرچہ قبول عام ملا لیکن اس کے قلمی نسخے تعجب خیز حد تک کمیاب ہیں۔ انجمن نے اسے دو بار شائع کیا۔ پہلی بار ۱۹۲۲ء میں مولوی حبیب الرحمٰن خاں شیروانی کے مقدمے کے ساتھ اور دوسری بار ۱۹۳۵ء میں مولوی عبدالحق کے حواشی اور مقدمے کے ساتھ۔ شیروانی مرحوم کے مقدمے میں اس بات کا کوئی اشارہ نہیں ملتا کہ یہ نسخہ انجمن کو کہاں سے ملا تھا اور اس کی کتابت کب اور کہاں ہوئی تھی۔ مولوی عبدالحق نے اپنے مقدمے میں نسخے کی تفصیل دی ہے لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں اشاعتوں کا متن ایک ہی خطی نسخے پر مبنی ہے۔ نامکمل اور مبہم عبارتیں بھی دونوں میں [illegible] ہیں۔ ہاں کہیں کہیں ایسے اختلافات ضرور ملتے ہیں جن سے شبہ ہو سکتا ہے کہ دونوں اشاعتوں کا متن دو مختلف خطی نسخوں پر

Marfat.com

مبنی ہے لیکن یہ اختلافات الفاظ کے حذف و اضافہ تک محدود ہیں جنھیں سہو کتابت پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔ یہاں دوسری اشاعت کے چند جملے نقل کئے جاتے ہیں۔ جن الفاظ پر خط کھینچ دیا گیا ہے۔ وہ نسخۂ شیروانی یعنی اشاعت اول میں محذوف ہیں :-

ص ۱ :- مسمی بہ نکات الشعرا است

ص ۸ :- پسر غنی بیگ

ص ۱۸ :- بندہ از احوال او

ص ۵۰ :- حسنِ سلوک او عام

اسی طرح نسخۂ شیروانی کے بعض الفاظ اشاعت ثانی میں محذوف ہیں مثلاً اس کے ص ۲۲ پر "با او یک دو ملاقات کردہ بودم" ہے اور اشاعت ثانی میں "با او یک ملاقات کردہ ام" ہے۔ اس طرح نسخۂ شیروانی کے ص ۱۴۳ پر "شعر بمشورت من می گوید" ہے اور اشاعت ثانی میں لفظ شعر محذوف ہو گیا ہے۔

کہیں کہیں کئی جملے محذوف ہو گئے ہیں لیکن یہ سارے محذوفات سہو کتابت کے ذیل میں آجاتے ہیں۔ دونوں اشاعتوں میں ایک ہی مفہوم کی دو مختلف روایتوں کی مثالیں نہیں ملتیں اور نہ جملوں کی ساخت اور ترتیب کا کوئی فرق ملتا ہے۔ اس لئے یہ گمان ہوتا ہے کہ دونوں اشاعتیں ایک ہی خطی نسخے پر مبنی ہیں۔ ہاں اگر دونوں اشاعتیں دو دو الگ الگ نسخوں پر مبنی ہیں تو اتنی بات یقینی ہے کہ ان میں سے ایک کو منقول عنہ اور دوسرے کو نقل کی حیثیت حاصل ہے۔ بہرحال مسئلہ کا مقصد یہ ہے کہ نکات الشعراء کے خطی نسخوں کی کمی کی وجہ سے اب تک ان عبارتوں کی تصحیح نہیں ہو سکی جو متداول اشاعتوں میں مبہم تھیں (۱)۔

---

(۱) رضا لائبریری رامپور میں نکات الشعراء کا ایک ناقص نسخہ موجود ہے [illegible]

Marfat.com

پیرس کے قومی کتب خانے میں نکات الشعراء کا ایک خطی نسخہ موجود ہے۔ اگرچہ اس کے کاتب نے دکن کے اکثر شعراء کا ذکر جان بوجھ کر حذف کر دیا ہے۔ پھر بھی کئی حیثیتوں سے اہم ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں ترقیمہ موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی کتابت ۱۱۷۰ھ میں سورت میں ہوئی تھی۔ نکات الشعراء کی اشاعت ثانی جس خطی نسخے پر مبنی ہے، اس کی کتابت ۱۱۷۲ھ میں ہوئی تھی، نسخۂ پیرس کی کتابت اس کے چھ سال بعد ہوئی۔ ۱۱۷۲ھ والا نسخہ سید عبدالولی عزلت کی فرمائش پر لکھا گیا تھا، ان کا سورت سے گہرا تعلق تھا، یہ بعید از قیاس نہیں کہ نسخۂ پیرس کی کتابت کے سلسلے میں عزلت کا تعاون و مشورہ شامل رہا ہو۔ نسخۂ پیرس کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مطالعے سے وہ بیانات واضح ہو جاتے ہیں جو مطبوعہ نسخہ میں کسی وجہ سے مبہم اور غیر واضح رہ گئے ہیں۔ اس طرح مطبوعہ نسخہ کی تصحیح و توثیق کے لئے اسے قدیم ترین مآخذ کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔ دونوں نسخے کے متن میں کہیں کہیں معمولی اختلافات بھی ہیں جو اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ میں نے تذکرے پر نظر ثانی کی تھی لیکن ان دونوں میں اصل متن کی نقل کون ہے اور کون اصلاح شدہ متن کی نقل، اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

نسخۂ پیرس میں ۵۰ اوراق ہیں۔ پہلے ورق کا بالائی حصہ ضائع ہو گیا ہے مگر اچھی بات یہ ہے کہ اس کی وجہ سے کتاب کا متن متاثر نہیں ہوا۔ پہلے صفحے پر دو عبارتیں ہیں، ایک ناقص اور ایک مکمل۔ پہلی عبارت سے کتاب کا نام واضح ہوتا ہے،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) ایک تذکرے کے چند اوراق ملتے ہیں لیکن ان نسخوں کی متن کی تصحیح کے لئے ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

Marfat.com

کتاب کے مصنف کا نام ضائع شدہ حصے میں رہا ہوگا مگر "تلمیذ قدوۂ اہل معانی، سراج الدین علی خاں صاحب آرزو" کا فقرہ واضح ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ کاتب میر کو خان آرزو کا شاگرد سمجھتا تھا۔ دوسری عبارت سے اس کتاب کی ملکیت واضح ہوتی ہے۔ عبارت یہ ہے:

"ایں کتاب تذکرۂ میر را حاجی میر جعفر محمد قبلہ بمیر گوہر علی مرحمت نمود، بتاریخ بست یکم ماہ شعبان ۱۲۱۴ھ ہجری کہ از گجرات آمدہ بودند"۔

صفحہ ۲ سے اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔ اس صفحے پر مقدمہ ہے اور امیر خسرو کے ترجمے کے ابتدائی فقرے۔

اس کا ورق نمبر ۲ (صفحات ۳ و ۴) غائب ہے۔ ورق نمبر ۳ سے آخر کتاب تک اوراق مسلسل ہیں۔ آخری صفحے پر یہ ترقیمہ ہے:

"بتاریخ ہفدہم شہر شوال روز چہارشنبہ ۱۱۷۸ھ ہجری در بندر سورت بموجب خواہش جمیع دوستاں بہ اتمام رسید"

نسخۂ انجمن میں ۱۰۳ شعراء کا ذکر ملتا ہے، اس میں صرف ۷۷ شعراء کو جگہ ملی۔ کاتب نے دکن کے اکثر شعراء کا ذکر یہ کہہ کر حذف کر دیا:

"واکثر مذکور شعرائے متقدمین و آیہ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنَ ۝ در شانِ شاں ست مؤلف ایں تذکرہ اذکار شاں را معہ شعرہائے بروپوچ لایعنی نوشتہ بود۔ چوں کاتب را تصدیع بود۔ اوقات عزیز خود را ضائع نمود و ہمیں احمد گجراتی و قاسم گجراتی اکتفا نمود بقول قدیم مشتے نمونہ خروارے"

کاتب نے جن شعراء کا ذکر حذف کیا ہے، ان کی فہرست یہ ہے:

Marfat.com

شعوری ، فضلی، صبائی احمد آبادی، محمود ، سالک،
ملک ، لطفی ، فخری ، ہاشم ، ہاتفی، اشرف،
غواصی ، خوشنود ، جعفر ، عبدالرحیم ، عبدالبر،
عزیزاللہ ، سعدی ، بیچارہ ، حسن ، مرزا داؤد،
خواجم قلی خاں ، میر گھاسی ، عشاق ۔

ان کے علاوہ ورق ۲ کے غائب ہوجانے سے عبدالقادر بیدل، سراج الدین علی خاں آرزو اور مرزا معز فطرت موسوی کے ترجمے بھی معدوم ہوگئے۔ گویا ۱۰۴ شاعروں میں ۲۷ شعراء کا ذکر نسخۂ پیرس میں نہیں ہے۔ اس میں ایک نئے شاعر عطا بیگ ضیا کے ترجمے کا اضافہ ہے (۱)۔ اس طرح شامل تذکرہ شعراء کی تعداد ۷۷ ہوجاتی ہے۔

اس ترتیب نو میں نسخۂ انجمن ہی کو بنیاد بنایا گیا ہے، کیونکہ یہ مکمل بھی ہے اور قدیم تر بھی۔ نسخۂ پیرس سے متن کی تصحیح کی گئی ہے۔ متن کی تصحیح و توثیق میں کہیں کہیں تذکرۂ شورش کے اس خطی نسخے سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جو کتب خانہ رشیدیہ جون پور میں محفوظ ہے۔ شورش نے میر کے بیانات کو کہیں کہیں من وعن نقل کرلیا ہے اور اس کا حوالہ بھی دے دیا ہے۔ اس طرح اس کی مدد سے نکات الشعرا کے

(۱) صاحب گلشن سخن کے ایک بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ ان کے سامنے تذکرۂ میر کی کوئی ایسی روایت تھی جس میں جنوں کا ترجمہ بھی شامل تھا لیکن جو شعر انھوں نے تذکرۂ میر کے حوالے سے جنوں کی طرف منسوب کئے ہیں وہ دراصل جنوں الہ آبادی کے ہیں (دیکھئے ریاض الفصحاء، گلزار ابراہیم، تذکرۂ عشقی) عشقی نے جنوں الہ آبادی کے بارے میں لکھا ہے کہ "جوانے طالب العلم مستعد است"، ص ۷۰ — ۱۶۹
ان تذکروں کے بیانات کی روشنی میں صاحب گلشن سخن کا بیان قابل اعتنا نہیں رہ جاتا۔

Marfat.com

بعض حصوں کا متن تیار کیا جا سکتا ہے۔ نسخۂ شورش میں نیر کے جو بیانات نقل ہوئے ہیں وہ مطبوعہ نسخوں کے متن سے زیادہ مماثل ہے۔ اگرچہ نسخۂ انجمن کے متن کو بنیاد بنایا گیا ہے لیکن کہیں کہیں نسخۂ پیرس کے الفاظ کو متن کے لئے ترجیح دی گئی ہے اور نسخۂ انجمن کے الفاظ حاشیے میں لکھ دیے گئے ہیں۔

متن کی ترتیب میں ذیل کا طریقۂ کار اختیار کیا گیا ہے:۔

(الف) جو حروف یا فقرے یا جملے نسخۂ انجمن میں ہیں لیکن نسخۂ پیرس میں نہیں ہیں ان پر خط کھینچ دیا گیا ہے۔

(ب) نسخۂ پیرس کے اہم اضافوں کو متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔ امتیاز کے لئے یہ اضافے قلابین ( ) میں درج کئے گئے ہیں۔

(ج) اختلاف نسخ کی وضاحت حاشیے میں کی گئی ہے۔ مختلف نسخوں کے لئے یہ علامتیں کام میں لائی گئی ہیں:

نکات الشعراء کی پہلی اشاعت = شیروانی

نکات الشعراء کی دوسری اشاعت = انجمن

نکات الشعراء کا نسخۂ پیرس = پیرس

تذکرۂ شورش نسخۂ جونپور = شورش

(د) نسخۂ انجمن اور نسخۂ پیرس کے اشعار کا متن بھی کہیں کہیں مختلف ہے لیکن اصل کتاب میں نسخۂ انجمن کا متن دیا گیا ہے۔

(ہ) دونوں نسخوں کے اشعار کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ نسخۂ پیرس میں جن اشعار کا اضافہ ہے وہ انھیں متن میں شامل کر لیا گیا ہے اور امتیاز کے لئے ان کا اندراج قلابین میں ہوا ہے۔

Marfat.com

جو اشعار نسخۂ انجمن ہیں لیکن نسخۂ پیرس سے غیر حاضر ہیں، ان کے شروع کے الفاظ پر خط کھینچ دیا گیا ہے۔

میں اپنے عزیز دوست مرزا سعید الظفر چغتائی، اُستاد شعبۂ طبعیات، مسلم یونی ورسٹی علیگڑھ کا شکر گزار ہوں۔ ان کی کوششوں سے اس نسخے کا عکس مجھے ملا۔ موصوف ۱۹۶۳ء میں گورکھپور یونیورسٹی چھوڑ کر اعلیٰ تعلیم کے لئے فرانس روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچتے ہی انھوں نے پیرس کے قومی کتب خانے میں محفوظ اُردو مخطوطات کا مطالعہ کیا اور ان کی تفصیلات سے مجھے مطلع کیا۔ میری درخواست پر انھوں نے نکات الشعراء کا عکس بھی فراہم کر دیا۔

اس کتاب کی ترتیب و اشاعت میں میرے رفیق کار ڈاکٹر احمر لاری اور شعبۂ اُردو، دہلی یونیورسٹی کے اُستاد ڈاکٹر عبدالحق صدیقی کا خلوص بھی شامل رہا ہے۔ میں ان کا شکر گزار ہوں۔

جناب نسیم احمد، مالک دانش محل، لکھنؤ کا شکریہ ادا کرنا میرے فرائض میں داخل ہے جن کی توجہ سے اس کتاب کی اشاعت کی نوبت آئی۔

محمود الٰہی

شعبۂ اُردو، گورکھپور یونی ورسٹی
۲۷ دسمبر ۱۹۷۰ء

Marfat.com

مقدّمۂ مصنّف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد سخن آفریں کہ اوست سزاوار تحسین و درودِ نامحدود بر آں شفیعِ المذنبین و علیٰ آلہ اجمعین کہ مقصود بود از آسماں و زمین۔

پوشیدہ نماند کہ در فن ریختہ کہ شعریست بطور شعر فارسی بزبان اُردوئے معلّٰی شاہجہان آباد دہلی، کتابے تاحال تصنیف نشدہ کہ احوالِ شاعرانِ ایں فن بصفحۂ روزگار بماند۔ بناءً علیہ ایں تذکرہ کہ مسمّٰی بہ نکات الشعرا، است، نگاشتہ می شود۔

اگرچہ ریختہ از دکن (۱) است، چوں از آں جا یک شاعرِ مربوط برنخواستہ لہٰذا شروع بنام آنہا نکردہ و طبع ناقص مصروف ایں ہم نیست کہ (از) احوال اکثر آنہا ملال اندوز گردد مگر بعضے از آنہا نوشتہ خواہد شد، اِنْ شاء اللہ تعالےٰ۔

امید کہ بدست ہر صاحب سخنے بیاید، بنظرِ شفقت بکشاید۔

Marfat.com

امیر خسرو

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ[1] ۔ مجمع کمالات وصاحب حالات (و) فضائل او اظہر من الشمس است[2] ۔ احوال امیر مذکور تذکرہ ہا مسطور، نوشتن ایں احقر العباد فضولیست ۔

اشعار ریختہ آں بزرگ بسیار دارد ۔ دریں خود تردد ے نیست ۔ ازانجملہ یک قطعہ تیمناً نوشتہ آید :۔

زرگر پسرے چو ماہ پارا ۔ کچھ گھڑیئے سنوار یئے پکارا
نقد دل من گرفت وبشکست ۔ پھر کچھ نہ گھڑا نہ کچھ سنوارا

بیدل

مرزا عبدالقادر بیدل ۔ شاعر پر زور فارسی، صاحب دیوان پنجاہ ہزار بیت ومثنویات وغیرہ ۔ اوائل[3] جوانی نوکر شاہزادہ محمد اعظم شاہ بود ۔ بعد از چندے ترک روزگار گرفتہ فروکش کرد ۔ از مذاق شعر او دریافتہ می شود کہ بہرۂ کلی از عرفان داشت ۔ احوالش مفصلاً در تذکرہ ہا مرقوم است ۔ دو شعر ریختہ بنام او شنیدہ می شود ، شاید بتقریبے گفتہ باشد، از دست :۔

---

(۱) پیرس : قدس سرہ ۔

(۲) اس فقرے پر نسخۂ پیرس ۲ صفحہ ۲ ختم ہوتا ہے ۔ اس کے بعد کی عبارت نہیں ملتی، کیونکہ اس نسخے سے ورق ۲ غائب ہے ۔

(۳) شورش : در اوائل ۔

Marfat.com

مت پوچھ دل کی باتیں وہ دل کہاں ہے ہم میں
اس تخم بے نشاں کا حاصل کہاں ہے ہم میں
جب دل کے آستاں پر عشق آن کر پکارا
پردے سے یار بولا بیدل کہاں ہے ہم میں

آرزو

سراج الدین علی خاں آرزو۔ آب و رنگ باغ نکتہ دانی، چمن آرائے گلزار معانی۔ متصرف ملک زور طلب بلاغت، پہلوان شاعر عرصۂ فصاحت، چراغ دودمان صفائے گفتگو کہ چراغش روشن باد، سراج الدین علی خاں آرزو سلمہ اللہ تعالیٰ ابدًا۔ شاعر زبردست قادر سخن عالم و فاضل تا حال ہمچو ایشاں بہندوستان جنت نشان بہم نرسیدہ بلکہ بحث در ایران می رود۔ شہرۂ آفاق، در سخن فہمی طاق صاحب تصنیفات دہ پانزدہ کتب و رسالہ و دیوان و مثنویات۔ حاصل کمالات او شاں از حیزۂ بیان بیروں است۔ ہمہ استاداں مضبوط فن ریختہ ہم شاگرداں آں بزرگوارند۔ گاہے برائے تفنن طبع دو سہ شعر ریختہ فرمودہ، ایں فن بے اعتبار کہ ما اختیار کردہ ایم، اعتبار دادہ اند، تبرکًا نوشتہ آمد:۔

جان تجھ پر پھر اعتماد نہیں زندگانی کا کیا بھروسا ہے
مے خانہ بیچ جا کر شیشے تمام توڑے
زاہد میں آج اپنے دل کے پھپھولے توڑے
رکھے سپارۂ گل کھول آگے عندلیبوں کے
چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے
وعدے تھے سب خلاف جو تجھ لب سے ہم سنے یہ لعل قیمتی دیکھو، جھوٹا نکل گیا

Marfat.com

ہر صبح آ دتا ہے تیری برابری کو کیا دن لگے دیکھو خورشید خاوری کو

معز فطرت موسوی

مرزا معز فطرت موسوی ا[illegible] موسوی خاں خطاب است۔ معز و فطرت و موسوی ہر سہ تخلص می کند۔ احوال او من وعن در تذکرۂ سراج الدین علی خاں صاحب کہ استاد و پیر مرشد بندہ است، مسطور ہمچو مسموع است کہ ایں شعر ریختہ شاعر مرقوم گفتہ، واللہ اعلم۔

از زلف سیاہ تو بدل دھوم پڑی ہے
در خانۂ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

مظہر جانجاں

مرزا جانِ جاں، مظہر تخلص، مرد بیست مقدس، مطہر، درویش، عالم، صاحبِ کمال، شہرۂ عالم، بے نظیر، معزز، مکرم۔ اصلش از اکبر آباد است، پدرِ او مرزا جان نام داشت۔ از فرط شفقت (۱) (پدری) مرزا جانِ جاں می گفت۔ ازیں سبب ہمیں اسم موسوم است (۲)۔ بندہ بخدمت او (شاں) رفتہ سعادت اندوز گشتہ است۔ اکثر اوقات در یاد الٰہی صرف می کند (۳) (و) خوش تقریر بمرتبۂ است کہ در تحریر نمی گنجد۔ دیوان مختصر شعر فارسی او (شاں) بنظر فقیر مؤلف آمدہ است۔ از (شعر) سلیم و (کلام) کلیم پاے کمی ندارد۔

(۱) نسخۂ پیرس کا ورق ۳ یہاں سے شروع ہوتا ہے۔

(۲) پیرس : گشت

(۳) پیرس : نمی کنند

Marfat.com

اگرچہ شعر (ہندی) گفتن دون مرتبہ است لیکن گاہے متوجہ ایں فن بے حاصل نیز می شود۔ (۱) (و) انعام اللہ یقین و حزیں کہ شاعر (ان) ریختہ اند، شاگردان اویند (۲)۔ غرض مرزا (جانِ جاں مظہر) عجب کسے است، (من کلامہ):۔

خدا کے واسطے اس کوں نہ ٹوکو یہی ایک شہر میں قاتل رہا ہے
جواں مارا گیا خوبوں کے اوپر میرزا مظہر
بھلا تھا یا برا تھا، زور کچھ تھا، خوب کام آیا

(غزل)

(اوس گل کو بھیجنا ہے مجھے خط صبا کے ہات
اس واسطے لگا ہوں چمن کی ہوا کے ہات)

(کب چھوٹتا ہے، پھر کے جو مفلس گرو رکھے
اب تو پھنسا ہے آن دل اس بیوفا کے ہات)

مرتا ہوں سرزانیٔ گل دیکھ ہر سحر
سورج کے ہات چوزی و پنکھا صبا کے ہات

(آزاد ہو رہا ہوں دو عالم کی قید سے
مینا لگا ہے جب سے میں مجھ بے نوا کے ہات)

(مظہر چھپا کے رکھ دل نازک کتیں ترے
یو شیشہ بیچتا ہے کسی میرزا کے ہات)

کسی کے خون کا پیاسا، کسی کی جان کا دشمن
نہایت منھ لگایا ہے سجن نے بیڑہ پاں کو

---

(۱) پیرس: می شدند

(۲) پیرس: اوشاں اند

Marfat.com

م نے کی ہے توبہ اور دُھو میں مچاتی ہے بہار
ہائے کچھ چلتا نہیں کیا مفت جاتی ہے بہار
نش کہو، شرارہ کہو، کوئلا کہو مت اس ستارہ سوختہ کو دل کہا کرو
رگل کو گل کہوں تو ترے رو کوں کیا کہوں
بولوں نگہ کو تیغ تو ابرو کوں کیا کہوں

اشتیاق

شاہ ولی اللہ اشتیاق۔ مردے بود ذی علم۔ از اولاد شیخ (مجدد)[1]
ت ثانیست۔ نبیسۂ شاہ محمد گل، مولد او سرہند است۔ در کوٹلہ فیروز شاہ
ونت داشت۔ درویش متوکل، گاہے فکر ریختہ می کرد (وایں اشعار) از وست:۔
کوں کے پتھروں کی لگے کیونکہ اس کو چوٹ
ہر ایک گرد باد ہے مجنوں کو دھول کوٹ
وڑ کر تجکو ہمیں اور سے جو لاگ لگی
نہیں مہندی یہ تیرے تلووں سیتی آگ لگی
ں جو، ہجر کی باتیں ہمیں سناتے ہیں کچھ ان کا دوس نہیں یہ خدا کی باتیں ہیں

اُمید

قزلباش خاں امید۔ مردے مغلے بود۔ شاعر غرّاے فارسی، نکتہ پرداز، بذلہ سنج
ب دل، عزیز دلہا، یار باش، خوش اختلاط، ہمیشہ خنداں و شگفتہ رو (۲)۔۔ اوقات عزیز

) نسخے میں مجدد ہے۔

۱) نسخہ میں الفاظ واضح نہیں ہیں۔

Marfat.com

خود را بخوشی و خرمی) بسر (می) برد۔ داخل ذیل امرا (و خوانین) بود۔ در ہر سیر و تماشا می رفت و صحبتہا (با یاران یک دل و صاحب طبع) می داشت۔ چنانچہ یک روز در عرس سید حسن رسول نما صاحب قدس سرہ العزیز بندہ نیز بتحریک یاران موافق رفتہ بود (م) ۔ و او ہم تشریف می داشت۔ چون مرا از دور دید، گفت کہ خوش باشد کہ من ہم دریں ایام دو شعر ریختہ موزوں کردہ ام، بشنوید، از وست:۔

در و دیوار سے اب صحبت ہے　　یار بن گھر میں عجب صحبت ہے
تیری آنکھوں کو دیکھ ڈرتا ہوں　　الحفیظ الحفیظ کرتا ہوں

مرزا گرامی

مرزا گرامی ۔ پسر غنی بیگ کشمیری است کہ قبول تخلص می کرد۔ نقل احوال او در تذکرۂ خاں صاحب مرقوم است ۔ چون دید کہ ہنگامۂ ریختہ گرم شدہ، خود نیز شعر ریختہ گفت و بطورے کہ داشت و آں اینست:۔

حاضری بن محل نہیں کھاتا
بیگمی ہے پنیر منعم کا

مخلص

رائے آنند رام مخلص تخلص مشہور۔ از شاہجہان آباد ست ۔ (و) وکیل نواب وزیر اعتماد الدولہ مغفور و مرحوم، شاعر مقررے فارسی۔ در عنفوان جوانی مشق سخن بخدمت مرزا بیدل می کرد (و) دریں ایام اشعار خود را از نظر خاں صاحب سراج الدین علی خاں می گزرانید (و) از مدت آزار نفث الدم داشت ۔ قریب یک سال است کہ درگذشت ۔ احوالش در تذکرۂ خاں صاحب

Marfat.com

مذکور مفصل مسطور است :-

دھوم آونے کی کس کی گلزار میں پڑی ہے
ہاتھ از گجے کا پیالہ نرگس لئے کھڑی ہے

آبرو

میاں نجم الدین عرف شاہ مبارک متخلص بآبرو متوطن گوالیار، نبیسۂ حضرت محمد غوث گوالیاری است، نور اللہ مرقدہ (۱)۔ از ابتدائے جوانی در شاہجہان آباد آمدہ۔ چنانچہ مشق سخن ہم اینجا کردہ۔ شاگرد خاں صاحب سراج الدین علی خاں است۔ از چشم پوشی روزگار دجال۔ شعار یک چشمش از کار رفتہ بود۔ شاعر نادرہ گوے ریختہ۔ می گویند کہ طبعے شوخے داشت۔ غرض مستغنی (۲) وقت خود بود کہ عہد محمد شاہ (۳) پادشاہ باشد۔ خدا اش مغفرت بہ کند (چند اشعار متفرق) از وست:

آیا ہے صبح نیند سے اُٹھ رسما ہوا — جامہ گلے میں رات کا پھولوں بسا ہوا
جوانی کے زمانہ کی میاں کیا زیادتی کیئے — کہ اس ظالم کی جو ہم پر گھڑی گذری سو جگ بیتا
بوسہ لبوں کا دینے کہا، کہہ کے پھر گیا — پیالہ بھرا شراب کا افسوس گر گیا
قول آبرو کا تھا کہ نہ جاؤں گا اس گلی — ہو کر کے بے قرار دکھو آج پھر گیا
مشتاق عذر خواہی نہیں آبرو تو کیا ہے — یہ روٹھ روٹھ چلنا، چل چل کے پھر ٹھٹھکنا

فرہاد کا دل کوہ کو مے کا بھرا پیالا ہوا
مستی سے بس کے شوق کی ہر سنگ متوالا ہوا

---

(۱) پیرس : قبرہ

(۲) پیرس : مستثنیٰ

(۳) پیرس : ودر عہد محمد شاہ پادشاہ باشد

Marfat.com

دل کے اوپر بہار میں احوال سخت دیکھ
دے مارتی ہے باغ میں سر کو کلی اُٹھا
یہ سبزہ اور یہ آب رواں اور ابر یہ گھرا
دوانائیں کہ میں گھر میں رہوں اب چھوڑ کے صحرا
گریہ ہے مسکرانا تو کس طرح جئیں گے
تم کو تو یہ ہنسی ہے پر ہے مرن ہمارا
یارو ڈرو کمر سے مرڈرو نہ بھر کے انگ
آجا کہیں لچک تو ابھی لاگ جائے لنگ
دُور خاموش بیٹھ رہتا ہوں
اس طرح حال دل کا کہتا ہوں
سر سے لگا کے پاؤں تلک دل ہوا ہوں میں
یہاں لگ ہنر میں عشق کے کامل ہوا ہوں میں
دل کب آوارگی کو بھولا ہے
چاک اگر ہو گیا بگولا ہے
آغوش میں بھواں کی کرتی ہیں قتل آنکھیں
کوئی پوچھتا نہیں ہے مسجد میں خوں ہوا ہے
کرتے تو ہو تغافل پر حال آبرو کا
دیکھو تو تم بھی پیارے بے اختیار کو دو
نہیں یہ تارے بھرے ہیں شاک کے نقط
اس قدر نسخۂ فلک ہے غلط
اگر بجائے اس قدر، کس قدر می گفت، ایں شعر بآسماں می رسید۔
مجھ ناتواں کی حالت وہاں جا کے ہے اُوڑ کر
سراپا رنگ رو ہے گویا کھی کبوتر
عالم آب میں آساں نہیں اے شیخ گزر
خوف سے غرق کے یہاں بحر ہے کشتی میں سوار
خوب تیری شکل آسکتی نہیں تصویر میں
مدتیں گزریں مصور کھینچتا ہے انتظار

Marfat.com

کریں جو بندگی ہو ویں گنہگار — بتوں کی کچھ نرالی ہے خدائی
آبرو کے قتل پر حاضر ہوا کس کر کمر — خوں کرنے کوں چلے عاشق پہ تہمت باندھ کر

زندگی ہے سراب کی سی طرح — باؤ بندی حباب کی سی طرح
تجھ اوپر خون بے گناہوں کا — چڑھ رہا ہے شراب کی سی طرح
کون چاہے گا گھر بسے تجھ کو — مجھ سے خانہ خراب کی سی طرح

کیوں چھپا ظلمت میں گر تجھ لب سے شرمندہ نہ تھا — جان کچھ پانی مرے ہے چشمۂ حیواں کے بیچ

مجلس رنداں میں مت لے جا دل بے شوق کو
شیشۂ خالی کو کیا عزت ہے میخواروں کے بیچ

کچھ ٹھہرتی نہیں کہ کیا ہوے گی — اس دل بے قرار کی صورت

نہ تھا کچھ اور میرے شوق کا حسن وصفا باعث
یہی پیاری طرح موجب بنی کافر ادا باعث

تم اور گل رخاں سے اب آنکھ جو لگائے
بادام کو پیارے پھولوں کے بیچ باسا

دل تو دیکھو آدم بے باک کا — عشق سے پتلا بھرا ہے خاک کا

سجن اوروں کا تشنہ ہو کے سنتا اور سب کہتا
مگر ایک آبرو کی بات جب کہتے تو پی جاتا

انسان ہے تو کبر سے کہتا ہے کیوں انا
آدم کو تو سنتے ہے کہ ہے خاک سے بنا

رہتے ہیں جیو میں مصرع دلچسپ کی طرح — گھر بار ہو ہے سرو قدوں کا برائے بیت

کیوں ملامت اس قدر کرتے ہو بے حاصل ہے یہ
لگ چکا اب چھوٹنا مشکل ہے اس کا دل ہے یہ

Marfat.com

(قطعہ)

زلف کی شان کہ اوپر دیکھو کہ گویا عرش میں لٹکتی ہے
کیا ہوا مر گیا اگر فرہاد روح پتھر سے سر پٹکتی ہے
تمہاری لوگ کہتے ہیں کمر ہے کہاں ہے، کس طرح کی ہے، کدھر ہے
یوں آبرو بنا دے دل میں ہزار باتیں جب روبرو ہو تیرے گفتار بھول جائے
اب دین ہوا زمانہ سازی آفاق تمام دہریا ہے
جیونا مثل حباب اس جگ میں دم کا پیچ ہے
یہ گرہ کھل جا تو دیکھو زندگانی ہیچ ہے
زندگانی تو ہر طرح کاٹی مر کے پھر جیونا قیامت ہے
اٹھ چیت کیوں جنوں ستی خاطر پنجنت کی
آئی بہار تجکو خبر ہے بسنت کی
جہاں تجھ خو کی گرمی تھی نہ تھی کچھ آگ کو عزت
مقابل اس کے ہو جاتی تو آتش لکڑیاں کھاتی
لٹک چلنا سجن کا بھولنا نہیں اب تلک مجھکو
طرح وہ پانوں رکھنے کی میری آنکھوں میں پھرتی ہے
اس کی کنجی زبان شیریں ہے دل مرا قفل ہے بتاشے کا

حسن ہے پر خوبرویاں میں وفا کی خو نہیں
پھول ہیں یہ سب پر ان پھولوں میں ہرگز بو نہیں
قیامت کیا تم ٹک ایک ہنس کے بولے
مجھے بات کی بات میں مار ڈالا

Marfat.com

مضمون

میاں شرف الدین، مضمون تخلص، مردے بود نوکر پیشہ۔ متوطن جاجمو کہ قصبہ است متصل اکبرآباد۔ حریف (د) ظریف، ہشاش (د) بشاش، ہنگامہ گرم کن مجلسہا، ہرچند کم گو بود لیکن بسار خوش فکر و تلاش لفظ تازہ زیادہ۔ دیوانش بہمہ جہت دو صد بیت خواہد بود۔

از شروع جوانی بہ شاہجہان آباد آمدہ و در زینت المساجد سکونت داشت۔ آخر الامر ہمیں (۱) جا فوت کرد۔ از احفاد حضرت شیخ فرید شکر گنج بود نور اللہ مرقدہ، چنانچہ خود میگوید (فرد)

کریں کیوں نہ شکر لبوں کو مرید
کہ دادا ہمارا ہے بابا فرید

شاگرد خاں صاحب سراج الدین علی خاں است۔ چو دندانِ او بسبب نزلہ ہمہ افتادہ بودند، خاں صاحب مذبور (۲) او را شاعر بیدانہ می گفتند (فقیر (۳) او را در اواخر زمان او دریافتہ بودم) بسار گرم اختلاط (بود) اگرچہ برودت پیری غلبہ داشت۔ اغلب کہ خدا آتش بخیر مبدل کردہ باشد۔ (دریں (۴) ولا از دیوانِ او منتخب نمودہ، نوشتہ شدہ)۔ از وست:۔

---

۱ - پیرس: بہیں

۲ - پیرس: مردم

۳ - انجمن: فقیر زماں آخر او را دریافتہ بودم۔

۴ - یہ عبارت پیرس سے لی گئی ہے۔ انجمن کی عبارت مبہم ہے۔ مولوی عبدالحق نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ کتابت کی غلطی سے اصل عبارت مسخ ہو گئی ہے۔ بہرحال نسخۂ پیرس کی عبارت واضح اور با معنی ہے۔

Marfat.com

جو دو پیالہ سحر کو بھر کے اور دو شام کو لے گا
وہ تخت اپنے میں جوں خورشید چاروں جام کو لے گا

ہم نے کیا کیا نہ ترے غم میں اے محبوب کیا صبر ایوبؑ کیا، گریۂ یعقوبؑ کیا

(ایہام)

ایک تو تھا ہی وہ مہرو خود پسند ہو گیا دیکھ آرسی کے تین دو چند
ہنسی تیری پیارے پھلجھڑی ہے یہی غنچہ کے دل میں گل چھڑی ہے

(ایہام)

میکدہ میں گر سراسر فعل نامعقول ہے مدرسہ دیکھا تو وہاں بھی فاعل و مفعول ہے

(ایہام)

ناحق ستم کسی پر وہ وہ شوخ کد کرے ہے
دیتا ہے ٹانگ اُس کو جو فعل بد کرے ہے

(ایہام)

جھوٹے سینوں سے یوں ہوا معلوم تیری آنکھوں کے (ٹک) دو پلکے ہیں
میرا پیغام وصل اے قاصد کہیو سب سے اسے جدا کر کر

اتفاقاً من اشعار ایشاں را انتخاب می زدم، میاں محمد حسین کلیم کہ احوالِ او شاں نیز خواہد آمد، ان شاء اللہ تعالیٰ، او شاں نیز نشستہ بودند۔ من آں شعر را پیش مشارٌ الیہ خواندم و شعر ایں قسم (در دیوانش نوشتہ) بود:

میرے پیغام کو تو اے قاصد کہیو سب سے اسے جدا کر کر

(گفتند[1] کہ اگر بجائے 'پیغام' کو 'پیغام وصل' می گفت، ایں پست رتبہ

(۱) انجمن میں یہ عبارت ناقص ہے جس کی وجہ سے یہ گمان کیا گیا ہے کہ اس شعر پر بھی میر کی اصلاح ہے لیکن اب اس مکمل عبارت سے صحیح بات سامنے آگئی ہے۔ تذکرہ شورش سے بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ اصلاح محمد حسین کلیم کی ہے شورش کے الفاظ یہ ہیں: "میاں محمد حسین کلیم اصلاح نمودہ اند از نوشتہ تقی میر معلوم شدہ"۔

Marfat.com

اعلیٰ بہم می رسید(۱) چوں ایں حرف موافق سلیقۂ شعرا بود، لہٰذا ہمچناں نوشتہ آمد(۲)۔

کرے ہے دار بھی کامل کو سرتاج ہوا منصور سے نکتہ یہ حل آج
کیا سمجھ بلبل نے باندھا ہے چمن میں آشیاں
ایک تو گل بے وفا اور تس پہ جورِ باغباں
اگر پاؤں تو مضموں کو رکھوں باندھ کروں کیا جو نہیں لگتا میرے ہاتھ
مہ رونے بوجھ پکڑا مشکل ہوا ہے جینا
یارو خدا کرے خیر بھاری ہے یہ مہینا
خط آگیا ہے اس کے میری ہوئی سفید ریش
کرتا ہے اب تلک بھی وہ ملنے میں شام و صبح
چلا کشتی میں آگے سے جو وہ محبوب جاتا ہے۔
کبھی آنکھیں بھر آتی ہیں کبھی جی ڈوب جاتا ہے
مرا یہ اشک قاصد کی طرح یک دم نہیں تھمتا
کسی بے تاب کا گویا لئے مکتوب جاتا ہے
مضمون تو شکر کر کہ ترا اسم سن رقیب غصہ سے بھوت ہو گیا لیکن جلا تو ہے

شاعر مسطور بجائے 'اسم' 'نام' موزوں کردہ بود۔ اسم اصلاح خاں صاحب است (وچہ(۳)) اصلاح زیرا کہ اہل دعوت اسم می خوانند نہ نام، فافہم۔

یکرنگ

مصطفےٰ خاں، یک رنگ (تخلص) شاعر ریختہ، معاصر میاں آبرو۔

---

(۱) نسخے میں می رسند ہے۔ (۲) پیرس: شد

(۳) انجمن: وہ چہ (کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے)

Marfat.com

می گویند کہ بسیار چسپاں اختلاط و آشنائے درست بود۔ از احوال او خوب اطلاع ندارم۔ از وست:

(قطعہ)

لب شیریں سے بے زبانوں کو بولنا تلخ کام ہے تیرا
ہاتھ اٹھا جور اور جفا سے تو یہی گویا سلام ہے تیرا
ترک عاشق نہیں ننگ و نام کیا کام اپنا جو تھا تمام کیا
اس قدر کیا ہے حمایت غیر کی ہم بھی تو تم سے کبھی تھے آشنا
جب سیتی گل رخوں سے یار ہوا خلق کی میں نظر میں خوار ہوا
خلق یک رنگ کی ہوئی دشمن جب سے تیرا وہ دوستدار ہوا

در مرثیہ امام حسین صلوٰۃ اللہ علیہ (نیز گفتہ است):۔

(مرثیہ)

زخمی برنگ گل ہیں شہیدان کربلا گلزار کے نمط ہے بیابان کربلا
کھانے چلا ہے زخم ستم ظالموں کے ہاتھ دھو ہاتھ زندگی سے مہمان کربلا
اندھیر ہے جہاں میں کہ اب شامیوں کے ہاتھ ہے سر بریدہ شمع شبستان کربلا

(ریختہ)

سنتا نہیں ہے بات کسی کی تو اے سجن تجکو ترا غرور نجانوں کرے گا کیا
خون دل کا مجھے شراب ہوا جگر سوختہ کباب ہوا
اِتا ہے مست اپنے حسن کی مے سے سجن میرا
کہ کھاتا ہے بیاں کرنے سیتی لغزش سخن میرا
ذکر گوہر سیتی ہرگز برابر اگر معلوم ہے رتبہ سخن کا
مت بوجھ پیارے اپنا دشمن کوئی دشمن بھی ہو ہے اپنی جان کا

---

(۱) پیرس: حضرت ابا عبد اللہ الحسین

Marfat.com

اگر آوے مرے گھر وہ پیارا　　کروں اس ماہ کو پتلی کا تارا
مرا دشمن ہوا یکرنگ وہ شوخ　　ہوگیا کیوں عشق میں نہیں آشکارا
کم نہیں کچھ بوئے گل سے تی فغان عندلیب
برگ گل سے ہے گی نازک تر زبانِ عندلیب

زبانِ شکوہ ہے مہندی کا ہر پات　　کہ خوبوں میں لگائے ہیں مجھے ہات
مسخّر حسن کے شاہ و گدا ہیں　　رکھے ہیں خوبرو ظاہر کرامات
خیال چشم و ابرو کر کے تیرا　　کوئی مسجد گیا کوئی خرابات
یاد آتی ہے تازگی بہار　　دیکھ ہر خشک خار کی صورت
سچ کہے جو کوئی سو مارا جائے　　راستی ہیگی دار کی صورت

باعتقاد فقیر بجائے (لفظ) سچ حرف حق اولیٰ است (برائے مناسبات درست می افتد)

پھر گیا ہائے ہم سے وہ مہرو　　سرد مہری ستی ہوا کی طرح
ہوا نہ راحتِ جاں مہرباں حیف　　مری محنت گئی سب رائیگاں حیف
بنا بر مصلحت ہے یہ جو تم سے　　رہا ہے روٹھ دن دو چار یکرنگ
محبت کا عجب یکرنگ ہے رنگ　　کبھی عاشق کبھی معشوق ہیں ہم
برنگ شمع دائم تجھ لگن میں　　سجن روتے پھرے ہم انجمن میں
تا گلے تیرے لگوں اے یار میں　　روٹھتا ہوں اس سبب ہر بار میں
کیوں کھینچتے ہو تیغ سجن ہم میں دم نہیں
پنہاں نگہ تمہاری یہ گیتی سے کم نہیں
کہتے ہیں ہم پکار سنو کان دھر سجن　　گو غیر سے ملوگے تو دیکھوگے ہم نہیں
تجھ زلف کا یہ دل ہے گرفتار بال بال
یک رنگ کے سخن میں خلاف ایک مو نہیں

Marfat.com

دل مرا لے کے جو دبدھا میں پڑے ہو اس بھانت
کیا سجن اس کا کوئی جگ میں خریدار نہیں
پارسائی اور جوانی کیونکے ہو ایک جاگہ آگ پانی کیونکے ہو

(فرد، ایہام)

اس پری پیکر کو مت انسان بوجھ شک میں کیوں پڑتا ہے اے دل جان بوجھ

(ایہام)

برگِ حنا او پر لکھو احوال دل میرا شاید کبھی تو جاگے اس دلربا کے ہاتھ
جو کوئی توڑتا ہے غنچۂ گل دل کو میرے شکستہ کرتا ہے
نہ کہو یہ کہ یار جاتا ہے میرا صبر و قرار جاتا ہے
گر خبر لینی ہے تو لے صیاد ہاتھ سے پھر شکار جاتا ہے
لگے ہے جا کے کانوں میں بتوں کے سخن یک رنگ کا گویا گہر ہے
کیا جانئے وصال تیرا ہو کسے نصیب ہم تو ترے فراق میں اے یار مر گئے
نہ تو ملنے کے قابل اب رہا ہے نہ مجھ کو وہ دماغ اور دل رہا ہے
اب تو تمھیں بنا ہے ہی ہم سے سجن پڑے
ہم سب طرف سے ہار تمھارے گلے پڑے
یک رنگ پاس کیا ہے سجن اور کچھ بساط
رکھتا ہے دو نین جو کہو تو نظر کرے
جس کے دردِ دل میں کچھ تاثیر ہے گر جواں بھی ہو تو میرا پیر ہے
چشم پیارے کی دیکھ مژگاں میں گویا سبزے کے بیچ آہو ہے
اس کو مت بوجھو سجن اوروں کی طرح مصطفےٰ خاں آشنا یک رنگ ہے
اگر شعر من می بود پیش مصرع ایں (۱) قسم موزوں کردم :

---

(۱) پیرس : چنیں می کردم

Marfat.com

مست تلوّن اس میں سمجھے آپ سا

(الفت[1] نے سانوری کی رُسوا کیا ہے ہم کو جامے کو اپنے ہم نے گویا اگر میں باسا)

(اہلِ دل کے تیں ضرر ہے خرمی سیں دیکھ لے

کھلکھلا کر جو ہنسا غنچہ، پریشاں ہو گیا)

(مداح خوش قدوں کا یک رنگ ہے عزیزاں

اس سیں ہوا ہے اوس کا ہر جائے بول بالا)

(میرے دل سے اُٹھیں کیوں نہ بھبھوکے

خیال از بسکہ ہیں اوس شعلہ خو کے)

(رقیب اس طور جلتے ہیں مجھے دیکھ گویا رشتے میں ہیں اوس شمع رو کے)

(جن صاحبوں کو کام نہ تھا عشق سے کبھی

یک رنگ اس جہاں میں وہ آرام کر گئے)

(نہ ہو سرکش جو مقصد پر نظر ہے [2] سرکشی میں بے ثمر ہے)

(رکھے ہے ..... [3] سنو یارو گرہ میں جس کے زر ہے)

(جدائی میں تیری اے صندلی رنگ [4] میں زندگانی درد سر ہے)

ناجی

محمد شاکر ناجی (تخلص)، جوانے بود (ہ) آبلہ رو، سپاہی پیشہ، مزاجش بیشتر مسائل بہ ہزل بود۔ معاصر[5] میاں آبرو (بودہ) بندہ با او یک[6] ملاقات کردہ ام۔

(۱) آخری نو شعر نسخۂ پیرس کے حاشیے پر درج ہیں۔

(۲، ۳، ۴) نسخے میں الفاظ واضح نہیں ہیں۔

(۵) ہمعصر با میاں آبرو۔ (۶) شیروانی : یک دو ملاقات کردہ بودم

Marfat.com

(شعر[1] ہزل خود را خود می خواند) و مردماں را بخندہ می آورد و خود نمی خندید مگر گاہے تبسمے می کرد۔ وطنش شاہجہان آباد جوان از جہاں رفت، (خدا اش رحمت کند) اشعار جستہ جستہ او انتخاب[2] کردہ نوشتہ می شود۔ (من کلامہ):۔

رواکب ہے مجھ اوپر تیغ کو ہر دم علم کرنا
میری تقصیر کچھ کی ہے ثابت یا ستم کرنا

بلند آواز سے گھڑیال کہتا ہے کہ اے غافل
کٹی یہ بھی گھڑی تجھ عمر سے اور تو نہیں چیتا

نمکیں حسن دیکھ کر پی کا رنگ گل کا لگا مجھے پھیکا
دیکھ ہم صحبت کی دولت سے نہ رکھ چشم کرم
لب صدف کے تر نہیں ہر چند ہے گوہر میں آب

بر متامل پوشیدہ نیست کہ پیش مصرع ایں چنیں می بایست (اصلاح مؤلف) مصرع:

مت رکھے چشم کرم دولت سے اپنے خورد کی
گر سلیماں کا تخت دیں، مت لے کہ سب آخر کو جائے گا برباد

تیری نگاہ کی کثرت سے اے کماں ابرو
ہمارے سینہ میں تو وا ہوا ہے تیروں کا

پیالہ پیوے ہے سو غوروں سے کھولے ہے [illegible]

کرے کرم اے مہرباں پھر ہم کہاں اور تم کہاں
نہیں دیکھ سکتا آسماں پھر ہم کہاں اور تم کہاں

---

(۱) انجمن: شعر ہزل خود را می داند

(۲) پیرس: منتخب۔

Marfat.com

تکلیف کھینچے حد سے زیادہ رکھے جو فیض
گو نام کو ہما ہے پہ کھاوے کیا اپنے ہاڑ

ملنے کو نو خطاں کے واعظ بُرا کہے ہے مجھول ہیں یہ باتیں ہم خوب جانتے ہیں
عید ہوتی تھی جو کوئی افطار کرتا جس کے گھر
اب بتا دیں طے کا روزہ دیکھ کر مہمان کو

آج تو ناجی سجن سے کر تو اپنا عرض حال مرنے جینے کا نہ کر وسواس ہونی ہے سو ہو
غم نہیں گر دلبری سے دل کو لے جاتا ہے وہ
پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ

کیا فردا کا وعدہ سرو قد نے قیامت کا جو دن سُنتے تھے کل ہے
ہوا جب آئینہ میں جلوہ گر تب میں لیا بوسہ
جو آیا اپنے قابو میں تو پھر منھ دیکھتا کیا ہے

موجی ہے اپنے دل کا مجھی نہ دے کہے سے
اور اب مخالفوں میں وہ بات ہی ڈبوئی

نہ جانا یہ کہ اس پر کئی مرے ہیں عبث کرنے گیا میں گور پر گور
نرگس کے تئیں میں ہرگز لاتا نہیں نظر میں
دیکھیں ہیں میں نے آخر پیارے تمھاری آنکھیں

دیکھ دلبر تیری کمر کی طرف پھر گیا مانی اپنے گھر کی طرف
حشر میں پاکباز ہیں ناجی بدعمل جائیں گے سقر کی طرف

مجکو باتوں میں لگا معلوم نہیں کیا کہہ گیا لے چلا جب دل کے تئیں منھ دیکھتا میں رہ گیا
ڈوب گئے کئی ملک جب کھولی لبِ دریا پہ زلف
حیف ناجی کو نہ پوچھا کس نہر میں بہہ گیا

Marfat.com

اغنیا کے در بدر مقدور جب تک ہو نہ جا
سخت حاجت ہو تو جا، لاچارگی ہے جا ضرور

چاہیئے اشراف کو مفلس ہو مجلس میں نہ جا
گو کہ وہ بلا نہ ہو پر بوجھتے ہیں سب حقیر

جہاں دل بند ہو ناجی کا وہاں آوے خلل کرنے
رقیب لاولد ناصح گویا لڑکوں کا باوا ہے

(رکھیں[1] ہیں جب سیں وو پیارے نیں قلمیں
پڑا ہے نو خطاں کا دل خلل میں

تیور آنکھوں کے دیکھی آج اوری
زمانہ کچھ کا کچھ پھر جائے پل میں

فقط لا کفر ہے اسلام دیں پر
مسلمانی رکھی ہے حق کے کلمیں

قفس ہے شہر دیوانوں کے حق میں
(بن آئی[2] سیر) مجنوں کے جنگل میں

یہ دل رسوا کرے ہے آدمی کو
بڑا دشمن ہے اے ناجی بغل میں)

پیام

(شرف الدین[3]) علی خاں پیام۔ شاعر قرار داد شاعراں فارسی عہد خود بود صاحب دیوان ریختہ نیز (ہست)۔ از خاک پاک اکبر آباد است۔ بندہ اکثر ملاقات کردم[4] چنانچہ با میاں نجم الدین علی سلام (تخلص) کہ خلف الصدق اوست

(۱) نسخۂ پیرس کے حاشیے پر یہ غزل درج ہے۔

(۲) نسخے میں الفاظ واضح نہیں ہیں۔ متن کی تکمیل دیوان شاکر ناجی (مرتبہ ڈاکٹر فضل الحق) سے کی گئی ہے

(۳) انجمن : اشرف الدین۔

(۴) پیرس : کردہ ام۔

Marfat.com

حقیر را اخلاص دلیست۔ ہمیشہ اتفاق باہم نشستن و فکر شعر کردن و گپ[1] زدن (اکثر) می افتد۔ احوال او ہم نوشتہ خواہد شد، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ از دست (پیام):

بات منصور کی فضولی ہے ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے

(قطعہ)

دلّی کے کج کلاہ لڑکوں نے کام عشاق کا تمام کیا
کوئی عاشق نظر نہیں آتا ٹوپی والوں میں قتل عام کیا

احسن اللہ

میاں احسن اللہ۔ مردے بود معاصر[2] میاں آبرو۔ طبعش بسیار مائل بہ ایہام بود۔ ازیں جہت شعر او بے رتبہ ماند۔ دیگر احوالش معلوم من نیست۔ از دست[3]

یہی مضمون خط ہے احسن اللہ
کہ حسن خوبرو یاں عارضی ہے

سعادت

میاں سعادت علی، از سادات امروہہ بود۔ مردے سلیم الطبع، کم سخن، متواضع، سعادت تخلص می کرد۔ فی الجملہ چاشنی درویشی داشت۔ شعر او خالی از لطف نیست۔ با ہندو ربط بسیار داشت۔ (چند ابیات) از دست (سعادت):۔

کسی سے پوچھوں دل مرا چوری گیا زلفوں میں رات
ایک جو شانہ ہے سو وہ تیل میں ڈالے ہے ہات

---

(۱) پیرس: داختلاط داشتن (۲) پیرس: ہم عصر
(۳) پیرس: من کلام

Marfat.com

ہوش کھو دیتی ہیں میرا اس کی آنکھیں مے پرست
بسکہ ہوں کم ظرف دو پیالوں میں ہو جاتا ہوں مست

کیا صید آ ہوئے دل آ سواری سے میاں تم نے
کمر کی ڈاب نہیں کھولی گویا چیتے کی ڈوری تھی

واللہ جو سرِ لوح تیرا نام نہ ہوتا — ہرگز کسی آغاز کا انجام نہ ہوتا
یار سے جو رقیب لڑتے ہیں — یہ ہمارے نصیب لڑتے ہیں
اہلِ زر کے سیم تن ہوتے ہیں رام — صید ہو ہیں جس جگہ دیکھیں ہیں دام
پپیہے کی طرح دارو کے شیشے — زبانِ حال سے کہتے ہیں پی پی

بے نوا

بے نوا تخلص۔ احوال او بہ تحقیق نمی پیوندد۔ در وقت محمد شاہ بادشاہ سنکرن نامی جوہری جوتی فروشے را کشت۔ بابت[1] او بلوا شد چنانچہ جوتی فروشاں در جامع مسجد مانع خطبہ گشتند۔ ظفر خاں[2] روشن الدولہ بہ طرہ باز [illegible] دارد۔ جوہری مذکور را پناہ داد۔ آخر ہنگامہ برپا شد و جنگ عظیم [illegible] امرایان عظام افتاد۔ بسیار از طرفین بقتل[3] رسیدند (و) ظفر خاں روشن الدولہ [illegible] گریخت۔ ازیں سانحہ ایں قسم خفت کشید کہ از آں باز [illegible] قصہ را شاعر مسطور در مخمس بست[6] کہ ہنوز بر السنہ [illegible]

---

(۱) پیرس: [illegible] خواست [illegible] خطبہ ادا [illegible] شدند

(۲) پیرس: نواب طرہ باز خاں روشن الدولہ [illegible] مذکور [illegible]

(۳) پیرس: کشتہ شدند [illegible]

(۵) [illegible]

Marfat.com

(مخمس)

یہ کیا ستم ہے اے فلک ہرزہ نابکار　　مریخ بھر کے تیز کیا ہے خنجر کی دھار
جوتی فروش مرد مسلمان دیندار　　مردود جوہری نے لیا ہے ستم سے مار
سنگِ جفا سے چور کیا لعل آبدار

(جوتی فروش بیچ پڑی آ کے کھلبلی　　کیئوں کی کشتی ڈھیلی ہوئی اور عقل ٹلی
بے حد شمار مرحلہ سے جوتیاں چلی　　کیا نئی و کیا پرانی پشوری و گھیتلی
لاہوری، سیف خانی، چرن منڈی، پٹی دار)

کتنوں کو مار جی سے قضا نے گرا دیا　　کتنوں کو جی بچا کے بہت ہڑ بڑا دیا
کاغذ پہ بے نوا نے یہ سُن کر چڑھا دیا　　گنتے ہی مار جوتیوں طرہ گرا دیا
تا حشر ہر زباں پہ رہے گا یہ یادگار

عطا

عطا نام او باشے گزشتہ(۱) است در عہد عالمگیر بادشاہ۔ (دو بیت)
از دست :-

اے در نبرد حسن تو کشتہ بچار چشم　　زیر مژہ نہفتہ چو آہو بچار چشم
(در کوے عشق خواجہ عطا بھیڑ بھاڑ ہے　　تو بھی کھسر پھسر کر و ربڑ کھسار چشم)

جعفر زٹلی

میر (محمد) جعفر، بہ جعفر زٹلی مشہور است۔ نادرۂ زماں و اعجوبۂ دوراں خود بود (ہ)۔ زبان گزندہ داشت۔ وضیع و شریف ہمہ از و ملاحظہ می کردند

(۱) پیرس: درجہان آباد دہلی در عہد بادشاہ عالمگیر بودہ۔

Marfat.com

چیزے می دادند۔ چوں[1] بخانۂ کسے می آمد و کاغذ ہمراہ گرفتہ می آمد، بریک پارچہ (کاغذ) ہجو صاحب خانہ و (پارچۂ) دیگر مدح او را۔ اگر[2] مدارا ازو می دید، مدح می خواند وگرنہ[3] پرچۂ کاغذ ہجو را بال شہرت می داد۔ (چنانچہ) ہجو (شاہزادہ) محمد اعظم شاہ پسر عالمگیر پادشاہ کہ در رقعات عالمگیری بہ عالی جاہ امتیاز دارد، کردہ:۔

(ہجو اعظم شاہ)

چہارم پسر ڈومنی کا جنا برج میں رہے جوں .....

القصہ شعر ہزل بسیار دارد۔ چوں پیش اعظم شاہ باریاب شد، ایں شعر در مدح او بداہتاً[4] گفت:

(مدح)

نگین سلیماں کہ تابندہ بود
ہمیں اسم اعظم برآں کندہ بود

صلہ[5] لائق بہ جائزہ ایں مطلع یافت۔ (چوں اشعار ہاے میر مذکور در ہر شہر و ہر مکان مشہور اند، براے ایں نوشتہ نہ شد)

نقل ست کہ روزے بخانۂ مرزا (عبدالقادر) بیدل آمد و بر روے مرزا (معزی الیہ) ایں مصرع خواند:

چہ عرفی چہ فیضی بہ پیش تو پیش

مرزا ازیں معنی بسیار (خفہ شدند بلکہ) تر آمد (ند) و زود رخصت کرد (ند)۔

---

(۱) پیرس: چوں بخانۂ کسے می رفت دو کاغذ ہمراہ خود می برد۔

(۲) پیرس: اگر صاحب خانہ بہ مدارات و سلوک پیش ... [illegible] خواند۔

(۳) پیرس: واگر کم بختی صاحب خانہ نہ آمد و ہیچ مدارات و مراعات [illegible] پارچۂ کاغذ ہجو را [illegible] خواستن

Marfat.com

سودا

مرزا (محمد) رفیع (سلمہ اللہ) المتخلص بہ سودا کہ جوانیست، خوش خلق (و) خوش خوے، گرم جوش، یارباش، شگفتہ روے۔ مولد او شاہجہان آباد است، نوکر پیشہ، غزل و قصیدہ و مثنوی و قطعہ و مخمس و رباعی ہمہ را خوب می گوید۔ سرآمد شعرائے ہندی اوست۔ بسیار (خوش فکر و) خوشگو است۔ بلاگردان ہر شعرش طرف لطف رستہ رستہ، در چمن بندی الفاظش گل معنی دستہ دستہ، ہر مصرع برجستہ اش را سرو آزاد بندہ، پیش فکر عالیش طبع عالی شرمندہ۔ شاعر ریختہ، چنانچہ ملک الشعرائی ریختہ او را شاید۔ قصیدہ در ہجو (اسپ) گفتہ (مسمّٰی) "تضحیک روزگار"۔ و در از حد مقدور در او صنعتہا بکار بردہ مطلعش اینست :۔

(بیت)

ہے چرخ جب سے ابلق ایام پر سوار رکھتا نہیں ہے دست عناں کا یک قرار

اکثر اتفاق طرح غزل باہم می افتد۔ غرض از مغتنمات روزگار است۔ حق تعالےٰ سلامتش دارد۔ از دست :۔

بیکس کوئی مرے تو جلے اس پہ دل مرا گویا ہے یہ چراغ غریبوں کی گور کا
ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا پانی بھی پھر پیوں تو مزا ہے شراب کا

---

(۱) پیرس : بحضور طبع عالیش فکر عالی شرمندہ

(۲) پیرس : چنانچہ باید ملک الشعرائیست کہ وصفش در تحریر باید

شورش: چنانچہ می باید ملک الشعرائی او را شاید

(۳) انجمن : است

(۴) پیرس: واکثر اوقات [illegible]

Marfat.com

موج نسیم گرد سے آلودہ ہے نپٹھ — دل خاک ہو گیا ہے کسی بے قرار کا
آہ کس طرح تیری راہ میں گھیروں کہ کوئی — سارہ رہ ہو نہ سکے عمر چلی جاتی کا
زباں ہے عمر میں قاصر شکستہ بالی کے — کہ جن نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا
سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن — بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا
کس مونھ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

نہ کھینچ اے شانے ان زلفوں کو یہاں سودا کا دل اٹکا
اسیر ناتواں ہے یہ نہ دے زنجیر کو جھٹکا
پڑے رہ برق خار آشیاں میرے سے کہتا ہوں
اُڑے گا دھجیاں ہو کر ترا دامن جو یہاں اٹکا
سودا ہوے جب عاشق کیا پاس آبرو کا
سُنتا ہے اے دیوانے جب دل دیا تو پھر کیا

موج آتش ہے سیل آنکھوں کا — دل کا شاید کہ آبلہ پھوٹا
نہ جیا تیری چشم کا مارا — نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا
پھرے ہے شیخ یہ کہتا کہ میں دنیا سے منھ موڑا
الٰہی ان نے اب داڑھی سوا کس چیز کو چھوڑا

جو گزری ہم پہ مت اس سے کہو ہوا سو ہوا — بلاکشانِ محبت پہ جو ہوا سو ہوا
مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریباں گیر — مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا
ترا جیو مجھ سے نہیں ملتا مرا دل رہ نہیں سکتا — غرض ایسی مصیبت ہے کہ مجھ کو نہ سکتا
ترے آگو سحر آنکھوں سے آنسو کیوں کہ چلتے ہیں

Marfat.com

(قطعہ)

تجھ بن عجب معاش ہے سودا کا ان دنوں
تو بھی تک اس کو جا کے ستم گار دیکھنا
نے حسن و نے حکایت و نے شعر و نے سخن
نے سیر و باغ و نے گل و گلزار دیکھنا

(خاموش اپنے کلبۂ احزاں میں روز و شب
تنہا پڑے ہوئے گو دیوار و در دیکھنا)

یا جا کے اس گلی کو جہاں تھا ترا گزر
لے صبح تا بشام کئی بار دیکھنا
تسکین دل نہ اس میں بھی پائے تو پھر شغل
پڑھنا یہ شعر گر کبھی اشعار دیکھنا
کہتے تھے ہم نہ دیکھ سکیں تجھکو غیر پاس
پر جو خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا
کسی دیندار و کافر کو خیال اتنا نہیں آتا
سحر کیا ہو چکی سودا کے جیو پر شام کیا ہوگا
سودا سے یہ کہا میں دل میں اسطرح سے کھونا
کہنے لگا کہ ناداں کیا پوچھتا ہے ہونا
گل میرے مشہد پہ کب بھیجے ہے وہ ابرو کماں
طرح غنچہ کے کھلے جب تک نہ پیکاں تیر کا
سودا سے میں یہ پوچھا دل میں بھی دوں کسی کو
وہ کر کے بیاں اپنی روداد بہت رویا

کیوں اسیری پر مری صیاد کو تھا اضطراب
کیا قفس آباد ہو گئے کون سے گلشن خراب
ہندو ہیں بت پرست مسلماں خدا پرست
میں پوجتا ہوں اس کو جو ہو آشنا پرست
کل رخصت بہار تھی شبنم صفت میں زور
رویا ہر ایک گل کے گلے لگ چمن کے بیچ
یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گاہے پیام
کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کو سمجھانے کی طرح
[illegible] بنائے عمارت کی فکر میں
یہ سب حویلیاں تھیں جہاں تک ہے اب اجاڑ

Marfat.com

گزری جس غم سے مجھے زندگیِ دو روزہ رکھے اس غم کو خدا شہر محرم سے دُور

(قطعہ)

عقل میں ایک دن آکر یہ کہا سودا سے خواہ نزدیک ہمارے رہو خواہ ہم سے دور
لیکن اتنا ہے کہ وہ کام نہ کریو پیارے جس کا ثمرہ رکھے تم کو دل عالم سے دور

انکار قتل سے تو کرے ہے سجن ہنوز میلا نہیں ہوا ہے ہمارا کفن ہنوز
کس کے ہیں زیر زمیں دیدۂ نمناک ہنوز جا بجا سوت ہیں پانی کے تہہ خاک ہنوز
(سودا کا تو نے حال نہ دیکھا کہ کیا ہوا آئینہ لے کے آپ کو دیکھے ہے تو ہنوز)

اے لالہ گو فلک نے دیے تجکو چار داغ چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ

کون کہتا ہے مت اوروں سے ملا کر مجھ سے مل
جس کے ملنے پر خوشی تیری ہو مل پر مجھ سے مل

رنگ گل بے طرح دھکے ہے سُن اے ابر بہار
آشیاں میرا چھڑک لگتی ہے اب گلشن کو آگ

قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام ذرہ بھی ہم تڑپنے نہ پائے کہ بس تمام
تسلی اس دیوانے کی نہ ہو جھولی کے پتھروں سے
اگر سودا کو چھیڑا ہے تو لڑکو مول لو پھلڑیاں

ظاہر میں دیکھنے کا کچھ اسباب ہی نہیں آوے گر تو خواب میں سو خواب ہی نہیں
مجکو نہیں ہے دل میں ترے [illegible] کیا کروں پہلے اثر ہے عشق [illegible] آہ کیا کروں
کس کی ہیں یہ چمن میں [illegible] بیاں ٹوٹی پڑی ہیں غنچوں کی ساری گلابیاں
نہ پوج سنگ و گل اے شیخ اس صدا کو مان [illegible] صنم کی پرستش کر آ خدا کو مان
نہ غنچے گل کے کھلتے ہیں نہ نرگس کی کھلی کلیاں
چمن میں لے کے خمیازہ کنھی میں انکھڑیاں ملیاں

Marfat.com

عاشق کی بھی کٹتی ہیں کیا خوب طرح راتیں
دو چار گھڑی رونا دو چار گھڑی باتیں

بلبل خاموش ہوں جوں نقش دیوار چمن
نے قفس کے کام کا ہرگز نہ درکار چمن

نوک سے کانٹوں کی ٹپکے ہے لہو اے باغباں
کس دل آزردہ کے دامن کش ہیں یہ خار چمن

جیو تک تو دے کے لوں جو تو ہو کارگر کہیں
اے آہ کیا کروں نہیں بکتا اثر کہیں

ہوتی نہیں ہے صبح نہ آتی ہے مجھکو نیند
جس کو پکارتا ہوں سو کہتا ہے مر کہیں

جادو بھری ہیں چشم بآئینہ کو تو دیکھ
دھڑکے ہے دل مرا کہ نہ پلٹے نظر کہیں

غیر کے پاس یہ اپنا ہی نہیں
جلوہ گر یار مرا ورنہ کہاں ہے کہ نہیں

جرم ہے اسکی وفا کا کہ جفا کی تقصیر
کوئی تو بولوں میاں منھ میں زباں ہے کہ نہیں

دل کے ٹکڑوں کو بغل بیچ لئے پھرتا ہوں
کچھ علاج اس کا بھی اے شیشہ گراں ہے کہ نہیں

اس درد دل سے موت ہو یا دل کو تاب ہو
قسمت میں جو لکھا ہے الٰہی شتاب ہو

اس کشمکش سے دام کی کیا کام تھا مجھے
اے الفت چمن ترا خانہ خراب ہو

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو
ہوا ہو ابر ہو ساقی ہو اور دنیا ہو

روا ہے کچھ تو بھلا اے سپہر نا انصاف
ریا سے زہد چھپے راز عشق رسوا ہو

جو مہرباں ہیں سو دا کو مغتنم جانیں
سپاہی زادوں سے ملتا ہے دیکھیے کیا ہو

الٰہی ہے سکت نعم البدل کی تجکو دینے کی
مجھے اسکا عوض تو کچھ نہ دے پر پھیر لے دل کو

بوؤں میں تخم گل کو جہاں وہاں زقوم ہو
پالوں جو عندلیب قفس میں تو بوم ہو

اپنے چمن کو فائدہ کیا تجھ سے اے نسیم
یہ چاہیے کہ یہاں دم عیسے سموم ہو

کعبہ کی زیارت کو اے شیخ میں پہنچوں گا
مستی سے مجھے بھولی جس دن رہ میخانہ

مت ہنس مرے رونے پر آسان میں کہتا ہوں
ٹپکے ہے ابھی کوئی قطرہ اثر آلودہ

Marfat.com

نسیم بھی ہے چمن میں اور اب صبا بھی ہے
ہماری خاک سے پوچھو تو کچھ رہا بھی ہے

قدم سنبھال کے رکھ خار دشت پر مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

سودا جہاں میں آکے کوئی کچھ نہ لے گیا جاتا ہوں ایک میں دل پر آرزو لئے

غیرت عشق آن کر سودا تو پروانوں سے سیکھ
شمع سے اپنا ہی ملنا دیکھ جل جاتے ہیں وہ

کس قدر اب کے ہوا مست ہے ویرانہ کی
کسی لڑکے کو نہیں سدھ کسی دیوانہ کی

سودا کو جرم عشق پہ کرتے ہیں آج قتل پہچانتا ہے تو یہ گنہ گار کون ہے

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے اپنا ہی تو فریفتہ ہو دے خدا کرے

اس حال کے نبھنے کا کچھ اسلوب نہیں ہے یہ کج روشی ہم سے فلک خوب نہیں ہے

کہتا تھا بنا گوش تری زلف کے آگے میں صبح قیامت ہوں مری شام یہی ہے

قاصد کے تئیں میں اپنے جو کچھ کہ دوں بجا ہے
جیتا پھرے تو اجرت ورنہ یہ خوں بہا ہے

جس دن تیری گلی کی طرف تک پون بھی
میں آپ کو جلا کے کروں خاک [illegible]

پہنچی نہ آہ تجکو مرے حال کی خبر قاصد گیا تو ان نے بھی اپنی ہی کچھ کہی

عشرت سے دو جہاں کی یہ دل ہاتھ دھو سکے
تیرے قدم کو چھوڑ سکے یہ نہ ہو سکے

جس سر زمیں پہ جا کے رہوں [illegible]

Marfat.com

نہ ضرر کفر کو نہ دین کا نقصان مجھ سے — باعثِ دشمنی اے گبر و مسلماں مجھ سے
اس کی خو سے نہیں محرم انھیں رونے سیتی کام — کیا کیا چاہتے ہیں دیدۂ گریاں مجھ سے
آگیا رات میں جوں دُزد حنا تیرے ہاتھ — ورنہ جا پانوں کو لاگا ہی تھا چوری چوری
تجھ تیغ تلے کہہ تو رستم سے کہ سر دھر دے — پیارے یہ ہمیں سے ہو ہر کارے دہر مر دے
دل کے تئیں ایک عالم کہتا ہے خدا کا گھر — اے عشق اسے آتش دے ہے تو سمجھ کر دے
کھلنے تو لگا ہے دل جوں غنچہ ہمارا بھی — لیکن نہ صبا تجھ سے گا ہے بدم سر دے
سینہ کو رستموں کی نگہ تیری توڑ دے — آنکھوں کی ہر پلک صف محشر کو موڑ دے
مرجاں کا نخل ہوں نہ پھلوں برگ و بار سے — ٹپکے ہمیشہ خوں مری شاخسار سے
خنجر طلب ہے مرگ سے ہر آہوئے حرم — دل پھر گیا ہے کس کی مژہ کا شکار سے
زاہد چلا ہے کعبہ کو اور برہمن کنشت — بندہ ہیں اس کے ہم جو کسی دل میں گھر کرے
جگ میں شراب خور کی تشہیر کے لئے — سودا جو محتسب ہو تو زاہد کو خر کرے
دولاب کی ہے حق بطرف مستی سے فریاد — پیمانہ کسی کے گلے کا ہار نہ ہووے
ہر دست خدائی میں تو یہ کیجے منادی — ظالم ہو جو کوئی سو طرحدار نہ ہووے
کر ذبح شتابی مجھے صیاد کہ یہ صید — ہاتھوں ہی میں تیرے کہیں مردار نہ ہووے

میں کہتا ہوں دل اپنے سے کہ ننگ و نام سے گزرے
نہ ہوں گر اس میں یہ باتیں تو کیا آرام سے گزرے

مومن نہیں زنار سے میرے آگاہ — اس رشتہ کو ہے سبحۂ اسلام میں راہ
اس بت کا برہمن ہوں کہ صوفی یا شیخ — کہتے ہیں جسے دیکھ کے اللہ اللہ

در منقبت(۱) جناب پاک مرتضوی صلوات اللہ علیہ گفتہ:-

---

(۱) پیرس: در منقبت ..... آب نفس رسول زوج بتول مظہر [illegible] ب و مظہر الغرائب اسد اللہ الغالب علی ابن طالب صلوٰۃ اللہ وسلامہ گفتہ۔

Marfat.com

رُباعی

ایوان عدالت میں تمھارے یا شاہ — کچھ ظلم کو ہے دخل عیاذاً باللہ
شیشہ کا جو وہاں طاق سے رپٹے ہے پانوں — پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ

کلیم

محمد حسین کلیم تخلص۔ از شاہ جہان آباد است۔ مردے سپاہی پیشہ، شاعر مقررے ریختہ بوضع خود۔ صاحب دیوان قصائد و مخمس و رباعی۔ طرزش بطرز کسے مانا نیست۔ اکثر بزبان میرزا بیدل حرف می زند۔ در فہم شعر تہ دار او فکر عاجز سخناں پشت دست بر زمین می گزارد۔ (و) طبع رواں او مانند سیل روانست و فکر (۱) رسائش آں سوے آسماں، بازوے فکرتش زوریں کش کمان معنی را، شعر پیچدار، پر تاثیر او تیر کاکل ربا۔

اگرچہ (۲) کلیم در فارسی گذشتہ است، اما کلیم ریختہ پیش فقیر انیست۔

قطع نظر (۳) از آنکہ بندہ را بخدمت او قرابت قریبہ است، یک اخلاص تہ دلی دارم و اکثر (ے) بحال ایں (۴) ہیچمدان شفقت (و مہربانی) می فرماید، حق تعالیٰ سلامت (و شادکام) دارد، (بحق محمد و آلہ)۔ از دست (۵):

آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست — وے دن گئے کلیم کہ (۶) یہ شیشہ سنگ تھا

---

(۱) پیرس: و فکر رسائش باج از شعرائے متقدمین بندی می گیرد

(۲) پیرس: اگرچہ در فارسی طالب کلیم گذشتہ اما در ہندی کلیم وقت خود است

(۳) پیرس: بندہ را با او قرابت قریبہ است بلکہ اخلاص تہ دلی است

(۴) پیرس: من

(۵) پیرس: من کلامہ

(۶) [illegible]

Marfat.com

درازی شبِ ہجران زلف یار کلیم
نہ مجھ سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھوں میں (۱)

ہو چکی حشر گئی دوزخ و جنت میں خلق
رہ گیا میں ترے کوچے میں گرفتار ہنوز (۲)

ہر تار پیچ زلف کے عالم کی جان ہے
گویا یہ اژدہا تھا کہ سب کو نگل گیا

قربان اس اکڑ کے عجب یہ مروڑ ہے
آشفتہ ہو گئیں پہ نہ زلفوں سے بل گیا

میں بانکپن سے تیرے نہیں ڈرنے کا رقیب
گر دل میں ہے تو مجکو بھی للکار دیکھنا

کیا رقیب پر وہ در کے آج میں ماری ہے میخ
حلقۂ در کے نط گھر سے اسے بیروں کیا

نہ کچھ بُرا ہوا پرویز کا نہ شیریں کا
ترے ہی سر پہ لے فرہاد جو ہوا سو ہوا

نشاں مجھ دل کا مت پوچھو یہ مجنوں
کہیں اس طرف ویرانہ کے ہوگا

نقاب اپنے رخ کا جو تو باز کرتا
تو گل اپنی خوبی پہ کیا ناز کرتا

وفا کا ہوں پرستہ نہیں توڑ پنجرا
چلا جاتا جنگل کو پرواز کرتا

تجھے برق خار سے کام کیا جو حیا ہے حق کو تلف نہ کر
یہ ازل کے دن سے نصیب ہے کف پائے آبلہ دار کا

لگا جب غیر سینی ہم طبق ہونے وہ مہماں کش
وہ اپنے ہاتھ دھوتا تھا، میں اپنے ہاتھ ملتا تھا

کیا ہوا زلف سے گرہ کھولی
میرے سر کا تو یہ گرہ نہ گیا

قبر میں بھی لئے ہمراہ گیا اپنے کلیم
آہ کیوں دردِ دل اپنا نہ کسی کو سونپا

وہی ایک ہے جو ان دونوں گھروں میں خلق ڈھونڈے ہے
پس اے زاہد اگر مسجد سے بُت خانہ ہوا تو کیا

سر بھی ہے تیغ بھی ہے لگانا ہی تو لگا
کیونہ جان پھر کے کہ یہ جیو چھپا گیا

---

(۱) پرس : مجھی سے پوچھ

(۲) پرس : دیکھتا ہوں

Marfat.com

تا صبح تجھ بغیر عجب میرا رنگ تھا — روشن تھی شمع آہ دل اس پر پتنگ تھا
زبان موج سے یوں بحر کہتا تھا حبابوں سے — کہ اپنا سر ہی کھاتا ہے جہاں میں جن نے سر کھینچا
اے شمع تیری باری ہے شب کو کہ شام تک — اپنے دنوں کو جتنا میں رونا تھا رو چکا
عمر رفتہ کا نہ پایا کھوج ہرگز اے کلیم — آپ کو جوں شمع میں ہر انجمن میں گم کیا
تو نہ آیا باغ میں شمشاد غم سے خم ہوا — طوق قمری کا فغاں سے حلقۂ ماتم ہوا
کس پریشاں میں قدم رکھا ہے پیچ و تاب سے — جادہ آتا ہے نظر جوں زلف کچھ برہم ہوا

وہ نازک تن لطافت سے کسی کو نہیں نظر آتا
مقرر ایک جا تو ہے نہ کیا جانے کہاں ہوگا

وہی دیر، وہی بت وہی مالا — یہی انشاء اللہ تعالیٰ

چھپا ہے آمری چشم پر آب میں دریا — کہیں نہیں دیکھا ہے اب تک حباب میں دریا
پاس ناموس محبت ہے مجھے از بس کلیم — باغ میں جاؤں نہ ہرگز بے رضائے عندلیب
دنیا نہ کر جوانوں سے یہ بوڑھا چوچلا — مدت سے ہم تو چھوڑے پھرس ہیں تجھے پٹ

ہمیں تو پانوں پر بھی سر کے رکھنے کو نہ فرمایا
ملیں ہم خاک میں اور لے ترا دامان یا قسمت

رکھتا ہے زلف یار کا کوچہ ہزار پیچ — اے دل سمجھ کے جائیو ہے راہ مار پیچ
برق نظارہ سے از بسکہ جلا ہوں نے — لگ کر ہم جو لوٹی ڈھونڈے ہے نالہ
لالۂ و گل سے مجھے کام کیا سیری وحشت — مجھ اوپر لاتی ہے یک رنگ سے رنگ دیگر
زلف کو خواب میں دیکھا تھا جنوں شب کو — صبح بیدار ہوا پائی گلے میں زنجیر
بوسہ تو کچھ نہ تھا اے مری جان اس قدر — تس پر رہے جو تم سے برا مان اس قدر
سوز خم کھا چکا ہے دل اس پر جگر جلا — لہتا ہے مجکو زخم ہے اک آرزو ہنوز
جو صدا آتی ہے اس وادی سے ہے سینہ خراش — یہ کوئی دل روتا جاتا ہے نہیں بانگ جرس

Marfat.com

ہم گُم ہوئے ہیں ضعف سے جوں بو میانِ باغ
پھرتا ہے رنگ گُل کہ ہمارا کرے سراغ

جوں کعبتین گھر میں مرے گل ہی ہے بساط
یک مشت استخواں ہوں اور شش جہت سے داغ

جو دینا تھا مانگے بغیر اس دیا ہے — کئے وہ زباں جو کہ اس پر ہو سائل
پوچھ مت غم کی داستاں اے دل — کہ پڑا ٹوٹ آسماں اے دل
ہم سے پوچھو ہو پیوتے ہو شراب — ایسے کیا شیخ و پارسا ہیں ہم
تم جام دو پیارے کیوں کر کریں نہیں ہم — خونِ جگر تھا تو بھی پی ہی گئے دو بیں ہم
تو یار مل کے ہم سے جب ایک ہو گیا ہو — کس کو بعید مانیں کس کو کہیں قریں ہم
تم ہو تو ہم کہاں ہیں، ہم ہیں تو تم کہاں ہو — یا تم ہی سب ہو ہم ہیں یا سب کے سب ہیں ہم
طریق عشق میں مجنوں و کوہ کن کے نہ کہہ — ہزاروں ہو گئے غارت سو ایک دو معلوم
مانند سرو ہوں کہ نہ گل ہے نہ ثمر مجھے — بیکار باغ ہوں نہ سزاوارِ باغ ہوں
جب اصل مذاہب کو واعظ سیتی ہم پوچھا — تب ہم سے لگا کہنے قصہ و حکایتیں

رنگ اُڑا مُرجھا گیا اور جھڑ پڑا شرمندہ ہوا
تجھ سیتی گل پر ہوئی کیا کیا خرابی باغ میں

(قطعہ)

جمعہ کو کہتا تھا واعظ سے کھڑا رندِ مست
کچھ نظر میں تجھے بھی سود و زیاں ہے کہ نہیں
یہ سخن ہے کہ نہ پی مے سو وہاں پیوے گا
یہاں تو پی لیجیے کیا جانے وہاں ہے کہ نہیں

نے وطنبور میں یہ سوز تو معلوم اے مطرب — کسی کا دل ہوا ہے شاید اس پردہ میں آنالاں

Marfat.com

کسی سے بھی نہ ملئے ایک گوشہ میں پڑے رہیئے
یہ فرصت یہاں تو نہیں ملتی ہے مرجانے میں ہو تو ہو

تیر ہے یا سناں ہے تیری نگاہ ہو گئی پار مجھ جگر کے آہ

تری جناب میں آیا ہوں یا الٰہ نہ پوچھ
یہی کہ بخش دے اور مجھ سے کچھ گناہ نہ پوچھ

کوئی گُل کا میں عاشق نہیں یہ داغ مجھے بس ہیں
جاتا ہوں میں گلشن سے بلبُل نہ ہو آزردہ

اب دم شمردگی سے مجھے کاروبار ہے ہر دم مرے حساب میں روزِ شمار ہے
غرورِ حُسن ممکن نہیں کس کی داد کو پہنچے غرض تم سُن چکے احوال ہم فریاد کو پہنچے

تو اے باران رحمت آوج میں آموج سے اپنی
کہ یک قطرہ میں میری کِشت کا بھی کام ہو جائے

جہاں میں یہ میں نہیں جانتا کہاں تو ہے پر اتنا جانوں ہوں سب تو ہی ہے جہاں تو ہے
میں کہتا تھا ساقی ایاغ اب کہاں ہے پھٹ دیر کے تئیں دماغ اب کہاں ہے
اس کے ابرو کی اگر تصویر کھینچا چاہیئے اول اپنے قتل پر شمشیر کھینچا چاہیئے
دل پھر رہا ہے آبلۂ پا کی جوں کلیم جُز خارِ دشت کے میرا غمخوار کون ہے

(رُباعی)

گُلرو تو چمن میں اچپلی سے نہ گیا یہ دل بھی کلی سے بے کلی سے نہ گیا
جو کوئی کہہ گیا چھوڑ گیا دل کو یہاں کوئی دل سے تری گلی سے نہ گیا

ہر چند لگاتے ہیں بتاں گل مہندی تیرے ہی قدم تلے گئی زل مہندی
ہیہات ہیہات کیسا ہوگا وہ ہات جس ہاتھ سیتی داغ ہوئی گُل مہندی

Marfat.com

میر درد

میاں صاحب میاں خواجہ میر، سلمہ اللہ تعالیٰ، المتخلص بہ درد۔ جوش بہار گلستان سخن، عندلیب خوش خوان چمن این فن، زبان گفتگویش گرہ کشائے زلف شام مدعا، مصرع نوشتہ اش بر صفحۂ کاغذ از کاکل صبح خوش نما۔ طبع سخن پرواز او سرو مائل چمنستان انداز است۔ گاہے در کوچۂ باغ تلاش بطریق گل گشت قدم رنجہ می فرماید۔ در چمن شعرش لفظ رنگیں چمن، گل چین خیال او را گل معنی دامن دامن شاعر زور آور رنجیدہ، (۱) در کمال علاقگی وارستہ۔ (مرد) خلیق (و متواضع (و) آشنائے درست۔

شعر فارسی ہم (بسیار خوب و مربوط و رنگیں) می گوید۔ اما بیشتر رباعی (۲) (او) گرمی بازار (و) وسعت مشرب اوست۔ غرض از آشنائی مطلب اوست۔

متوطن شاہجہان آباد (و) بزرگ و بزرگ زادہ (و) جوان صالح (و متقی) از درویشی بہرۂ وافی دارد۔ فقیر را بخدمت (گرامی) او بندگی خاص است (۳) اگرچہ حسن سلوک او عام۔ سر حسن سلوک بپا۔ لے خود گرفتہ، اعتزاز را از گوشۂ دل نہادہ۔

خلف الصدق حضرت خواجہ ناصر صاحب، سلمہ اللہ است کہ مقتدائے عالم است (۴) ایامے کہ فقیر بخدمت آں بزرگوار شرف اندوز می شد، (۵) از زبان مبارکش می فرمود (اند)

(۱) پیرس : کہ از کمال بودت طبع داد سخن دادہ

(۲) پیرس : رباعیات

(۳) پیرس : و از حالت خیر

(۴) پیرس : او شان مقتدائے عالم اند

(۵) پیرس : بزبان مبارک خود

Marfat.com

کہ میر محمد تقی تو میر مجلس خواہی شد۔ الحمد للہ والمنۃ کہ (ایں) حرف آں سر سلسلۂ خدا پرستاں مؤثر افتاد (و) باطن آں خضر قافلہ اہل عرفاں کہ از ظاہرش ظاہر تر است زود کارکرد (و) مجلس ریختہ کہ بخانۂ بندہ بتاریخ پانزدہم ہر ماہ مقرر است (وابستہ)[1] بذات ہمیں بزرگ است زیرا کہ پیش ازیں ایں مجلس بخانہ اش مقرر بود۔ از گردش روزگار بے مدار برہم خورد۔ از بس کہ بایں احقر اخلاص دلی داشت۔ گفت کہ ایں مجمع را شما اگر بخانۂ خود معین بکنید، بہتر است۔ نظر بر اخلاص آں مشفق عمل[2] کردہ آمد۔ خدا اش (تا) ابد الآباد سلامت دارد۔ از دست:

(شعر درد)

کبھو خوش بھی کیا ہے جیو کسی رند شرابی کا — بھڑا دے منھ سے منھ ساقی ہمارا اور گلابی کا
بجھے شعلے بھی کتنے کتنی ہی موجیں مٹیں یارب — کبھو دل کی بھی ہوگا کام آخر اضطرابی کا
شرار و برق کی سی بھی نہیں یہاں فرصت ہستی — فلک نہیں ہم کو سونپا کام جو کچھ تھا شتابی کا
زمانہ کی نہ دیکھی جرعہ ریزی درد کچھ تو میں — ملایا مثل مینا خاک میں خوں ہر شرابی کا
اکسیر پر مہوس اتنا نہ ناز کرنا — ہے کیمیا سے بہتر دل کا گداز کرنا
ہم جانتے نہیں ہیں اے درد کیا ہے کعبہ — جیدھر پھریں وہ ابرو اودھر نماز کرنا
جگ میں آکر ایدھر اودھر دیکھا — تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا
جان سے ہو گئے بدن خالی — جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا
نالہ و فریاد آہ اور زاری — آپ سے ہو سکا سو کر دیکھا
ان لبوں نے نہ کی مسیحائی — ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا
جگ میں کوئی نہ ٹک ہنسا ہوگا — کہ نہ ہنسنے میں رو دیا ہوگا

---

(۱) انجمن: واشتہ
(۲) پرس: داشتہ قبول نمود

Marfat.com

دیکھیے غم سے اب کے جیو میرا — نہ بچے گا، بچے گا کیا ہو گا
دل کے پھر زخم تازہ ہوتے ہیں — کوئی غنچہ کہیں کھلا ہو گا
قتل سے میرے وہ جو باز رہا — کسی بدخواہ نے کہا ہو گا
دل بھی اے درد قطرۂ خوں تھا — آنسوؤں میں کہیں گرا ہو گا

عاشقِ بے دل ترا یہاں تک تو جیو سے سیر تھا
زندگی کا اس کو جو دم تھا دمِ شمشیر تھا

کی تو تھی تاثیر آہِ آتشیں نے اس کو بھی
جب تلک پہنچے ہی پہنچے خاک کا یہاں ڈھیر تھا

حرص کرواتی ہے روبہ بازیاں سب ورنہ یہاں
اپنے اپنے بوریے پر جو گدا تھا شیر تھا

شیخ کعبہ ہو کے پہنچا ہم کنشتِ دل میں ہو
درد منزل ایک تھی ٹک راہ کا ہی پھیر تھا

اگر یوں ہی یہ دل ستاتا رہے گا — تو ایک دن مرا جیو ہی جاتا رہے گا
میں جاتا ہوں دل کو ترے پاس چھوڑے — مری یاد تجھ کو دلاتا رہے گا
خفا ہو کے اے درد مر تو چلا تو — کہاں تک غم اپنا چھپاتا رہے گا
تو اپنے دل سے غیر کی الفت نہ کھو سکا — میں چاہوں اور کو تو یہ مجھ سے نہ ہو سکا
گو نالہ نارسا ہو نہ ہو آہ میں اثر — میں نیں تو درگزر نہ کی جو مجھ سے ہو سکا
جوں شمع روتے روتے ہی گزری تمام عمر — تو بھی تو درد داغِ دل اپنا نہ دھو سکا
انداز وہ ہی سمجھے مری دل کی آہ کا — زخمی جو کوئی ہوا ہو کسی کی نگاہ کا
ہر چند فسق میں ہیں ہزاروں ہی لذتیں — لیکن عجب مزا ہے فقط جیو کی چاہ کا
دل اس مژہ سے رکھیو نہ تو چشم راستی — اے بے خبر برا ہے یہ فرقہ سیاہ کا

Marfat.com

شاہ و گدا سے اپنے تئیں کام کچھ نہیں — نہ تاج کی ہوس نہ ارادہ کلاہ کا

تو ہی نہ اگر ملا کرے گا — عاشق پھر جیو کے کیا کرے گا

اپنی آنکھوں میں اس کو دیکھوں — ایسا بھی کبھی خدا کرے گا

مژگانِ تر ہوں یا رگِ تاک بریدہ ہوں — جو کچھ کہو سو ہوں غرض آفتِ رسیدہ ہوں

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی — افتادہ ہوں پہ سایۂ قدِ کشیدہ ہوں

اے درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے — میں غمزدہ تو قطرۂ اشکِ چکیدہ ہوں

نہ ملئے یار سے تو دل کو کب آرام ہوتا ہے — وگر ملئے تو مشکل ہے کہ وہ بدنام ہوتا ہے

یہ حسن و عشق مل سمجھیں گے یا آپس میں خوں ہو گا
پر ان دونوں کے الجھیڑے میں میرا کام ہوتا ہے

یارب سپہر اتنی تو اب درگزر کرے — کوئی خانماں خراب کسو دل میں گھر کرے

نہ خانۂ خدا ہے نہ ہے یہ بتوں کا گھر — رہتا ہے کون اس دلِ خانہ خراب میں

میں اور مجھ سے درد خریداری بتاں — ہے ایک دل بساط میں سو کس حساب میں

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں — دل ہی نہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کریں

مٹ جائیں ایک دم میں بہ کثرت نمائیاں — گر آئینے کے سامنے ہم آ کے ہو کریں

ہرچند آئینہ ہوں پر اتنا ہوں ناقبول — منھ پھیر لے وہ جس کے مجھے روبرو کریں

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جا ابھی — دامن نچوڑیے تو فرشتے وضو کریں

ہے اپنی یہ صلاح کہ سب زاہدانِ شہر — اے درد آ کے بیعت دستِ سبو کریں

اس نے کیا تھا یاد مجھے بھول کر کہیں — پاتا نہیں ہوں تب سے میں اپنی خبر کہیں

آ جائے ایسے جینے سے اپنا تو جیو بتنگ — جیتا رہے گا کب تلک اے خضر مر کہیں

مدت تلک جہاں میں ہنستے پھرا کئے — جیو میں ہے خوب رو بیٹھ کر کہیں

پھرتے تو ہو بنائے سج اپنی جدھر تدھر — لگ جائے دیکھیو نہ کسی کی نظر کہیں

Marfat.com

ایک دل سو وہ بھی ہو ہی چکا صرف داغ سب　　بہتا پھرے ہے خوں میں کہیں کا جگر کہیں

(قطعہ)

پوچھا میں درد سے کہ بتا تو سہی مجھے　　اے خانماں خراب ترا بھی ہے گھر کہیں
کہنے لگا مکان معین فقیر کو　　لازم ہے کیا کہ ایک ہی جاگہ ہو ہر کہیں
درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست　　تو نے نہیں سنا ہے یہ مصرع مگر کہیں

مست ہوں پیر مغاں کیا مجھ کو فرماتا ہے تو　　پائے بوس خم کروں یا دست بوسی سبو
ٹال دینا اس کو نت ہر طرح جو قبلہ نما　　پھر مجھے ہر پھر کے آ رہنا اسی کے روبرو
ربط ہے نازِ بتاں کو تو مری جاں کے ساتھ　　جی ہے وابستہ مرا ان کی ہر ایک آن کے ساتھ
اپنے ہاتھوں ہی کے میں زور کا دیوانہ ہوں　　رات دن کشتی ہی رہتی ہے گریبان کے ساتھ
گر مسیحا نفسی ہے یہی مطرب تو خیر　　جیو ہی جاتے ہیں چلے تیر ہر ایک تان کے ساتھ
جی کی جی ہی میں رہی کچھ بات نہ ہونے پائی　　ایک بھی اس سے ملاقات نہ ہونے پائی
دید و وا دید تو ہوئی دور سے میری اسکی　　پر جو میں چاہا تھا وہ بات نہ ہونے پائی

قطعہ

اٹھ چلے شیخ جیو تم مجلس رندوں سے شتاب　　ہم سے کچھ خوب مدارات نہ ہونے پائی
جی میں مر کر جو تھی آپ کی خدمت گاری　　سو تو اے قبلۂ حاجات نہ ہونے پائی

فرصت زندگی بہت کم ہے　　مغتنم ہے یہ دید جو دم ہے
دین و دنیا میں تو ہی ظاہر ہے　　دونوں عالم کا ایک عالم ہے
اپنے نزدیک باغ میں تجھ بن　　جو شجر ہے سو نخل ماتم ہے
درد کا حال کچھ نہ پوچھو تم　　وہی رونا ہے نت وہی غم ہے
مرا جی ہے جب تلک تری جستجو ہے　　زباں جب تلک ہے یہی گفتگو ہے
تمنا ہے تیری اگر ہے تمنا　　تری آرزو ہے اگر آرزو ہے

Marfat.com

غنیمت ہے یہ دید و دادِ دید یاراں
جہاں آنکھ مُند گئی نہ میں ہوں نہ تو ہے

روندے ہے نقشِ پا کی طرح خلق یہاں مجھے
اے عمرِ رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے

اے گل تو رخت باندھ اُٹھاؤں میں آشیاں
گلچیں تجھے نہ دیکھ سکے باغباں مجھے

پتھر تلے کا ہاتھ ہے غفلت کے ہاتھ دل
سنگِ گراں ہوئی ہے یہ خوابِ گراں مجھے

آنکھوں کی راہ ہر دم اب خون ہی رواں ہے
جو کچھ ہے دل میں میرے منھ پر میرے عیاں ہے

آہوں کی کشمکش میں کہیں دیکھیو نہ ٹوٹے
تارِ نفس سے اے دل وابستہ میری جاں ہے

یہ راہ خاکساری میں سر قطع کی ہے
نقشِ جبیں ہے میرا ہر نقشِ پا جہاں ہے

مت موت کی تمنا اے دردؔ ہر گھڑی کر
دنیا کو دیکھ تو سہی تو تو ابھی جواں ہے

کب ترا دیوانہ آوے قید میں تدبیر سے
جوں صدا نکلا ہی چاہے خانۂ زنجیر سے

دردؔ اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے

فرسودگی ہے رشتۂ تسبیح کا حصول
دل میں کسو کے آہ کوئی راہ کیا کرے

دل دے چکا ہوں اس بت کافر کے ہاتھ میں
اب میرے حق میں دیکھیے اللہ کیا کرے

ماہی سے کچھ نہ ہووے بیاں شست کی خلش
جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے

گر خاک مری سرمۂ ابصار نہ ہووے
تو کوئی نظر قابلِ دیدار نہ ہووے

پھر موت کسو طرح سے نزدیک نہ پھٹکے
دنیا میں یہ جینے کا جو آزار نہ ہووے

گزرے نہ ترے سامنے سے کوئی کدو ہیں
شیشہ کی طرح دل کی نگہ پار نہ ہووے

دل دیسے ستمگار سے اظہارِ محبت
ایسا کہیں پھر دیکھیو زنہار نہ ہووے

دیکھ لوں گا میں اسے دیکھیے مرتے مرتے
یا نکل جائے گا جی نالہ ہی کرتے کرتے

اگلا بی دے مجھے ساقی کہ یہاں مجلس ہی
خالی ہوئی جائے ہے پیمانے کے بھرتے بھرتے

دردؔ جوں نقشِ قدم تھا سرِ رہ اس کے
مٹ گیا اور وں کے ہی پاؤں کے دھرتے دھرتے

Marfat.com

اپنے بندوں پہ جو کچھ چاہو سو بے داد کرو
یہ نہ آجائے کہیں جی میں کہ آزاد کرو

کوئی دم جو چپ رہا تھا میں جانا کہ مر گیا
اے وائے درد تو نے پھر اب نالہ سر کیا

ساقی ہوائے ابر میں رو رو کے تجھ بغیر
ایسا ہوا کبھی نہ کہ دامن نہ تر کیا

وحدت نے ہر طرف تیرے جلوے دکھا دیے
پردے تعینات کے جو تھے اٹھا دیے

یارب تھی کیا خرام وہ جن نے ایک آن میں
کتنے ہی مردے حشر سے آگے جلا دیے

سیلاب اشک گرم نے اعضا میرے تمام
اے درد کچھ بہا دیے اور کچھ جلا دیے

سجّاد

میر سجاد، از اکبر آباد است۔ مرد طالب علم مستعد و شاعر خوب ریختہ (است)، شاگرد میاں آبرو (است) سجاد تخلص می کند۔ بسیار آدمی خوبے است۔ سخن او بپایہ استادی رسیدہ (و) چنیں خوشگو و معنی یاب اگرچہ در بند لفظ تازہ است لیکن بر زبان خامۂ او خیلہائے معنی سپاہی(۱) می کند۔ لب و دہن ہر کم بغلے نیست، کہ پیش او چوں کاغذ سفید بشود (و) فکر رنگین او چمن تلاش را سایہ ابر بہارے (است) ہر مصرع بندش را طرف لطف با چنارے (و) ہر بیت بحر خفیفش(۲) بر جگر نشتر زن۔ زبان (لطافت)(۳) بیانش رگ (جان) سخن۔ بے انصافی امر علیحدہ است وگرنہ تہ داری شعر او نمایاں است۔ ہر کہ واقف موشگافی طبع اوست می داند کہ شعر سوختہ پیچدارش بوے آتش دیدہ می ماند۔(۴)

قبل ازیں بخانۂ او مجلس یاراں (و) ریختہ (خوانی) می شد۔ بندہ نیز می رفتم۔

---

(۱) پیرس: سپاہی
(۲) پیرس: حقیقتش
(۳) انجمن: طاقت
(۴) پیرس: و

Marfat.com

اکنوں بسبب عوارضات طرفین ربط[1] گونہ ماندہ است۔ (خدا سلامت دارد) از وست:۔

کافر بتوں سے داد نہ چاہو کہ یہاں کوئی
مر جا ستم سے ان کے تو کہتے ہیں حق ہوا

اگرچہ باطل باطل است لیکن بجائے کافر کہ اول پیش مصرع واقع است

باعتقاد فقیر لفظ باطل حق است۔

گر تیرے کل کے آنے میں کھوئے نہیں حواس
سجاد کیوں پھرے ہے سجن آج فق ہوا

ساقی بغیر جام کے جیو کا بچاؤ نہیں
جیوں فیل مست آوے ہے ابر سیہ بلا

کیوں مشت گل بھی دل کی نہ رونے میں بہہ گئی
سجاد مجھ کو باقی ہے چشموں سے یہ گلا

غم نہیں گر گم ہوا بالوں میں تیرے جا کے دل
پیچ پر تجھ زلف کے گویا کہ اس کو بل دیا

تجکو اے سجاد غیر از خنجر بیداد کے
اور بھی کچھ ظالموں کی دوستی نے پھل دیا

جو دل ہو گلوں سے اٹکتا ہوا
وہ کانٹا ہے جیو میں کھٹکتا ہوا

بتاں تو چاہتے سجاد تجکو
کریں پر کیا خدا نے جو نہ چاہا

گر ٹک زمیں پہ لونڈے کی پیٹھ کو لگا دیں
جانیں ہم اپنے دل میں رستم کے تئیں پچھاڑا

آتش غم نے ہم کو سرد کیا
دل پھپولا ہوا وہ درد کیا

بتوں کی بھی یہ یاد دو روز ہے
ہمیشہ رہے نام اللہ کا

---

(۱) پیرس : اتفاق کمتری افتد

(۲) پیرس : [illegible]

Marfat.com

اب جلا لے ٹک آن کر ساقی — عمر کا بھر چکا ہے پیمانہ
عشق میں جائے گا کہیں مارا — بے طرح دل ہوا ہے آوارا
مقبول اس جہاں کا ہرگز غنی نہ دیکھا — راجا وہی ہے جو کوئی یہاں سے گیا ہے رانا
سجاد کوئی دیکھے بے تابیاں تو دل کی — ہے زندگی ہماری یہ موت کا نمونا
یار سے دل ملا وہ غیر ستی — نہ دل اپنا ہوا نہ یار اپنا
لاؤ تے ہو میرے آگے کیا دوا — خون دل اپنا پیوں میں یا دوا
دل میں تو خطرہ نہ لا ہرگز طبیب — دیکھ کر میرے مرض کو لا دوا
جان و دل سب قبول ہے جانا — پر گلی میں تری مجھے آنا
میں نے جانا تھا قلمبند کرے گا وہ حرف — شوق کے لکھنے کا سجاد نے دفتر کھولا
بیٹھے اگر خوشی سے آ کر چمن میں بلبل — کڑیال میں غلیلہ ایسا لگے کہ اُڑ جا
خط کتروا کے آج قینچی سے — ہم سے ملنے میں جائے ہے کتر
تیری شمشیر سے جدا ہو کر — سر مرا مجھ کو تن نہیں دیتا
کیا کرے پاؤں بھی کہ جنگل میں — کچھ نہیں آبلوں سے چل سکتا
مرے دیکھ کر حال داماں کا — پھٹے کیوں نہ سینہ گریباں کا
سب کی نظر سے گر کر ایک دم میں پست ہو جا
گر مے کشوں میں آوے زاہد تو مست ہو جا
قاتل کی تیغ آگے جاتے ہیں ہم ندھڑکے — ہرگز ہمارے دل میں سرکا نہیں ہے دھڑکا
شتابی پلا دے کہ جاتا ہے ابر — جو کچھ باقی ساقی رہی ہو شراب
سجاد مہرباں کرے کوئی اس کو کس طرح — غصہ ہوا ہے یار میں کچھ ان دنوں غضب
چین دے ہے نہ چین لے ہے آپ — دل ہوا ہے ہمارے جیو کچھ پاپ
کبھی منزل یہ ہوئی نہیں پوری — بہت اس راہ کو گئے ہیں ماپ

Marfat.com

ہر کام کا اگرچہ ہوتا ہے سہل اوّل
پر عشق کی ستم ہے کوئی ابتدا نہایت

ایک دکھ ہے عاشقی کے پنجہ میں
پانوں کے نزدیک راہِ دور دست

جلنے سے صدق دل کے سبب بچ گیا خلیل
وہ بات ہے کہ سانچ کو ہرگز نہیں ہے آنچ

دل آبادی میں تنہا کھینچ مت رنج
کہ ویرانے میں دیوانوں کا ہے گنج

بند میں مت رہ دیوانے عقل کے
کر گریباں چاک چھاتی کھول کر

غیروں کو جان خواب میں غفلت کے ڈال کر
اک رات آکے سو رہو ہم پاس آنکھ موندھ

مر گئے پر اگر نہیں آسیب
کیوں یہ رکھتے ہیں قبر پر تعویذ

مت ہو نالہ عبث کو جا کاغذ
اپنے اوپر نہ حرف لا کاغذ

یہ دھواں سا فلک ستاروں ساتھ
ہے نظر میں مری جلا کاغذ

آسماں ایک رقعہ وار نہیں
غم کے لکھنے کو ہو بڑا کاغذ

جیتے چمن کے بیچ بٹھائے ہیں نونہال
تعظیم تیری کرتے ہیں سب اُٹھ کے سرو قد

اس فصل گل میں جوش جنوں کا ہوا ہے قہر
جنگل میں آ بھرا ہے نکل کر تمام شہر

ہوتی نہیں ہے سرد ہمارے یہ دل کی آگ
لاگی ہے جس زمانہ سے جلتی ہے دھر دہر

سبھی جلتے تھے شمع و پروانہ
رات یہ دن تھے اہلِ مجلس پہ

بادِ صبا سے زلف معطر کی ہم تلک
مدت ہوئی کہ پہنچی نہیں کچھ خبر عطر

کوئی کم گیا ہوگا زلفوں کی راہ
بہت رکھتے ہیں اس سفر سے حذر

دیوانہ کا نہیں مطلب دیوانہ
تو کیوں نامہ یہ ہے سطروں کی زنجیر

Marfat.com

شوق جنوں میں تیرے، عوض چاک جیب کے
نرگس چمن میں دیکھے ہے آنکھوں کو پھاڑ پھاڑ

لختِ جگر ہمارا پانوں کے ساتھ کھا کر — کرتے ہو تم سے باتیں اب تم چبا چبا کر

کیوں زرق برق کر کے نہ حاضر ہو تجھ حضور
ہیں تیرے گھر کے سب یہ زری پوش خواجہ تاش

کھا گیا مجروح دل میرے کو داغ — حال کیا کچھ گوشت کا کرتا ہے زاغ

میرے تمام حال کی تقدیر ہے یہ زلف — روزِ سیاہ و نالۂ شبگیر ہے یہ زلف

خاموش اس سبب سے رہتا ہے بیشتر — تنگ اس قدر ہے منھ کہ نکلتا نہیں ہے حرف

دَور میں رُخسار کے تیرے کہیں انصاف نہیں
خط چُرا لے جائے دل کو اور باندھی جائے زلف

جس خوبرو کے دل میں نہ عاشق سے ہو نفاق
کہتے ہیں سارے اس کے تئیں حُسنِ اتفاق

دل کو کبھی پیار دلا کر کے کر کے توسجن — لاگا نہیں گلے سے مرے آ کے آج لگ

جب تک ترے بدن کو نہ عاشق بدن لگائے
مگنا نہیں ہے تب تئیں ہرگز پھدا اس کے انگ

زلفوں کے جب اُلجھتے ہیں اس ساتھ آ کے بال
دیتا ہے شانہ عاجزی سے دانت تب نکال

گلی میں تری بیٹھتے ہی سجن — ان آنکھوں سے آتے ہیں آنسو نکل

تدبیر اور کچھ نہیں مجنوں کے حسبِ حال — لیلے کے والدین اسے دیں شہر نکال

کیا جانتے تھے ہم سے مل کر کے اصل سے گل
اب کی بہار میں یوں ہو دیں گے فصل سے گل

Marfat.com

سجاد فکر ہم نہ کریں کیونکہ شعر کی لگتے ہیں جا کے یار کے منھ سے سخن میں ہم

ایک دل رکھتا ہوں جو چاہے سو لے جاوے اسے

خواہ زلفیں، خواہ ابرو، خواہ مژگاں، خواہ چشم

پھیر جا ہیں خوبرو آنکھیں کریں، ہیں جب بناؤ

دے کے سرمہ کے تئیں ہو جا ہیں ظالم سیاہ چشم

جب ہم آغوش یار ہوتے ہیں سب مزے در کنار ہوتے ہیں

ناخدائی ٹک ایک کر ساقی ایک کشتی میں پار ہوتے ہیں

تیر ڈوبیں کسی نشانے پر میرے سینے کے پار ہوتے ہیں

اب تو ہم نے کیا گریباں چاک تیرے دامن کو کس طرح چھوڑیں

برابر اپنے سجن بندگی کے کاموں میں نہیں میں دیکھتا صاحب کے کوئی غلاموں میں

کس طرح کوہ کن پہ گزریں گی ہجر کی یہ پہاڑ سی راتیں

از مصنف ہمچنیں ہر دو مصرع شنیدہ شد

ہجر شیریں میں کیونکہ کاٹے گا کوہ کن یہ پہاڑ سی راتیں

ہیں شیشیاں شراب کی پیارے بھری ہوئیں

آنکھیں نشہ کے بیچ تمھاری گلابیاں

میں جو اس کی گلی میں جاتا ہوں دل کو کچھ گم ہوا سا پاتا ہوں

سایہ میں ہم اس باغ کے ہر بلبل و گل کے ساتھ

مدت تئیں دیوار بہ دیوار رہے ہیں

دیکھوں طبیب در پئے دارو ہے کب تئیں

مرتا ہوں میں تو عشق میں جیتا ہوں جب تئیں

جو اک دھج ہے ابروئے خمدار میں کہاں پائی یہ ضرب تلوار میں

Marfat.com

ہر سادہ رُو مخطّط ہونے کی دھن رکھے ہے
لیکن کوئی نکالے تیرا سا خط تو لکھ دیں

جب کرے ہے ترے دہن کا بیاں — منھ سے غنچے کے پھول جھڑتے ہیں
تیغ تیری کے تلے دھر جائے سر — جان اتنا کوئی جی رکھتا نہیں
تیری وحشی نگہ سے جنگل میں — بھاگنے پر غزال بیٹھے ہیں

دونوں طرف جو منھ پہ ہیں موجیں سی جاریاں
لہریں ہیں میرے شوق کی زلفیں تمھاریاں

صیت شعر اب مرا ہوا ہے بلند — شاعروں کو کہو کہ فکر کریں
لبِ شیریں پہ اس کے مرتا ہوں — زندگی اپنی تلخ کرتا ہوں
یہ بجا ہے کہ دل کے جلنے کی قدر — نہیں بوجھتی شمع اس کو بجھاؤ
میرا جلا ہوا دل مژگاں کے کب ہے لائق — اس آبلہ پا کو کیوں تم کانٹوں میں اینچتے ہو

ہر چند در مثل تصرف جائز نیست زیرا کہ مثل ایں چنیں است کہ "کیوں کانٹوں میں گھسیٹتے ہو" لیکن چوں شاعر را قادر در سخن یافتم معاف داشتم۔

دیکھ مہندی لگی ان ہاتھوں کو — پھول آ کر لگے ہیں پاؤں کو
تو روزِ وصل میں لے بیٹھے پاس کن کن کو — یہ راتیں ہجر کی کاٹی تھیں ہم اسی دن کو
چھاتی تڑقے ہے کھلتے دس کی گانٹھ — زرد ہو غنچے کی طرح جس کی گانٹھ
سانپ کی طرح کنڈلی مارے ہے — زلف تیری ہے کوئی بس کی گانٹھ
نہ جوں زلف تیرہ ہے ہر دل کی آہ — نصیبوں سے ملتے ہیں بختِ سیاہ
تجھ آنکھوں تلے اندھیرا ہے — پتلیاں یہ نہیں ہیں سیاہ

دل جیسے خطا کے سبزے میں کھلیان ہو گئے
پڑتے ہیں ایسے جنگ میں بھی کھیت گاہ گاہ

Marfat.com

شرمندہ ہو گئی ہے ترے منھ سے آرسی — اب پھر کے روبرو ترے ہرگز وہ آئنہ (۱)
یار کا جامہ ہمیں ہے گا عزیز — یوسف اپنا پیرہن تہہ کر رکھے
رات اُس زلف کا وہ افسانہ — قصّہ کوتہ بڑی کہانی ہے
آبنے ہے خدا سے پیری میں — بُت پرستی ہے اور جوانی ہے
جو کوئی گرا سو آخر تحت الثریٰ کو پہنچا — ظالم کے گھر کی گلیاں کچھ کم نہیں کوے سے
بے تکلف ہو سبھوں سے وہ ملے ہے سجاد — دختر رز بھی عجب طرح کی مستانی ہے

اگر شعر من می بود پیش مصرع ایں قسم می گفتم۔ (مصرع)

بے تکلف ہو نپٹھ سر پر چڑھے ہے سجاد

ہاتھ ہی میں رہے ہے طفلوں کے — یہ تماشے کا دل کھلونا ہے
ٹک ... ھر کر تم سنو نے — پُرانے دردمندوں کی ہو یہ لَے
بختوں بازی کہیں سجن مل جائے — لیکن ایسے کہاں نصیب مرے
عشق کی ناؤ پار کیا ہووے — جو یہ کشتی ترے تو بس ڈوبے

(اگرچہ) ہمہ شعر سُبحان اللہ، لیکن فقیر را از دیدن ایں شعر تواجد دست بہم می دہد، ازبسکہ از خواندن ایں شعر حظے بر میدارم، می خواہم کہ بہ صد جا بنویسم

تمھیں غیر سے صحبت اب آبنی — اسے دوستی ہم سے ہے دشمنی
بُتوں کے تئیں کس قدر مانتا ہے — یہ کافر مرا دل خدا جانتا ہے
جب تک نہیں پہنچتی ترے آستاں تلک — تب تک ہماری خاک کی مٹی خراب ہے
کچھ یہ سجاد کے جیو پر ہی عجب حالت ہے — ورنہ دیکھ بیٹھیں اس درد کے بیمار کئی
(موچیں ..... شیخ ..... نوچے سے کیا اوپڑتی ہے)

---

(۱) حاشیۂ انجمن: آئے نہ = نہ آئے

حاشیۂ پیرس: آئینہ بمعنی نمی آید ۔ آئے ناہ ۔

Marfat.com

اے صنم زنار پہنی تجھ وفا کے واسطے
ورنہ کوئی کافر نہیں ہوتا خدا کے واسطے

عاشقوں کا صنم لہو پی، پی
دم بدم تیری تیغ اور گلے ہے

ماہرو بن یہ شمع محفل میں
جیسی روشن ہے سب پہ روشن ہے

سپرداری اسکی کسی سے نہ ہو
یہ ابرو تری ننگی شمشیر ہے

پاؤں جنگل میں دھرنے دیتے نہیں
کیا پھپولوں نے سر اٹھایا ہے

ہرگز آنے نہ دیں گے غیروں کو
جان ہرچند ہم گئے ہوں گے

حشمت

میر محتشم علی خاں حشمت تخلص۔ سید صحیح النسب بود۔ سپاہی، عمدہ روزگار۔ شاعر خوب فارسی و (شعر) ریختہ فہمیدہ، سنجیدہ (بسیار رنگیں میگفت، چنانچہ ترکیب بند مشہور کہ مثل وحشی گفتہ، شاہد حال ایں مقال است و مرد افتادہ بود) باہمہ (کس) بعجز وانکسار پیش (می آمد[1]) جنسے بود کہ در دل ہمہ کس جاے او خالیست۔ از خاک پاک دہلی (شاہجہان آباد) بود۔ در مغل پورہ سکونت داشت۔ برادر کلان او کہ میر ولایت اللہ خاں باشد از مغتنمات روزگار است۔ دیریست کہ ترک روزگار کردہ خانہ نشین است۔ گاہے فکر شعر ہم می کند۔ بر فقیر شفقت و عنایت[3] بسیار می کند۔ خدا در حفظ خودش (بسلامت) نگاہ دارد۔ و آں[4] مرد از نامردی روزگار ناہنجار فوراً فوت شد۔ خداش بیامرزد (دو سہ شعر بنمونۂ طبع عالی آں مرحوم بہ تحریر آمد) از حشمت است:

---

(۱) [illegible] "می آمد" ہے

(۲) [illegible]

(۳) پیرس: عنایات بسیار

(۴) پیرس: میر محتشم علیخاں مرحوم

Marfat.com

نکہت گل نے نہیں جگایا کسے زنداں کے بیچ
پھیر زنجیر کی جھنکار پڑی کان کے بیچ
بہار آئی دیوانہ کی خبر لو اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لو

کرم اللہ درد

کرم اللہ خاں درد، ہمشیر زادۂ نواب عمدۃ الملک امیر خاں بہادر است۔ بسیار خوش فکر (و رنگین گو) و عاشق سخن (۱) (کہ سخن او) خالی از دردمندی نیست۔ خوب (۲) می گوید و خوب می فہمد۔ بندہ بخدمت او رفتہ یک ملاقات کردہ ام، طبع شورانگیزے دارد، مرد خوشیست۔ خداش زندہ دارد۔ از وست:۔

مرے سینہ میں ہر یک سانس ہو کر پھانس کسکے ہے
خلش دل کی نکل جاوے تو کیا آرام ہو جاوے
سامنے ہوتے ہی پھر نعش نہ پائی دل کی
بٹ گیا نوکِ سنا پر صفِ مژگان کے بیچ

فغاں

اشرف علی خاں، فغاں تخلص، کوکہ بادشاہ احمد شاہ (ولد محمد شاہ بود) داخل ذیل نیمچۂ امرایان است۔ بسیار جوان قابل و ہنگامہ آرا۔ شعر ریختہ را بخوبی می گوید (د) گاہے فکر غزل فارسی ہم می کند۔ شاگرد

---

(۱) پیرس: و عاشق پیشہ

(۲) پیرس: آنکہ کہ خوب می گوید۔ خوب می فہمد و طبع شورانگیزے دارد۔ بندہ ایک دفعہ ملاقات شدہ است و اختلاط بسیار بمیان آمدہ است۔ مرد خوبست، خداش سلامت دارد۔

Marfat.com

قزلباش خاں مرحوم است

دریں ایام (طبع او[1] بہ لطیفہ گوئی بسیار مایل است) چنانچہ ناگر مل را، کہ دیوان تن و دخیل پادشاہی است، گھی[2] کی منڈی کا سانڈ، گفتہ، (ہر کہ دیدہ باشد، فہمیدہ باشد[3]) و حکیم معصوم را در دربار معلّٰی گاو گجراتی نام کردہ۔ ہر کہ حکیم صاحب را بیند۔ داند بندہ بخدمت او بسیار مربوطم۔ از وست (کہ چند شعرش بہ تحریر قلم می آید):۔

(وہ[4] چاہے یا نہ چاہے فغاں آپ چاہیئے
اپنے کیے کو ہاں میرے صاحب نبھائیے)

ساقی نہ میں یہاں آپ سے کچھ چشم تر آیا
دل دیکھتے ہی ابر کو ناچار بھر آیا

آوارہ پریشان و شکستہ دل و بدنام
سُنتے تھے فغاں جس کو وہ آج ہی نظر آیا

(۵) شمع رومت راہ دلے خلوت میں پروانے کتیں
اے تیرے قربان ہم کیا کم ہیں جل جانے کتیں

مسموع گشتہ کہ روزے اشرف علی فغاں و نواب امیر خاں مرحوم در خدمت بادشاہ محمد شاہ، نوّر اللہ مرقدہٗ، استادہ بودند۔ بادشاہ از راہ شفقت و

---

(۱) انجمن: طبع او در مائل لطیفہ بسیار است۔

(۲) پیرس: نامش گھی کی منڈی کا سانڈ گذاشتہ۔

(۳) انجمن: ہر کہ دیدہ باشد و فہمیدہ باشد۔

(۴) یہ شعر پیرس کے حاشیے پر ہے۔

(۵) یہ شعر اور اس سے متعلقہ عبارت انجمن میں نہیں ہے۔

Marfat.com

مہربانی بہ فغاں فرمودند کہ دریں روز ہا اگر شعر ریختہ تازہ گفتہ باشی، بخواں۔
فغاں مذکور چوں ایں شعر را تازہ گفتہ بود، بہ عرضِ اقدس اعلا رسانید،
بسیار موردِ تحسین گشت۔ نواب امیر خاں گفتند کہ شعر بسیار رنگیں و مضمون روشن گفتہ اید
امّا اگر بجائے لفظ "قربان ہم" "بل جائیں ہم" می بود، رتبۂ دیگر داشت۔ چوں حرف
"بل جائیں ہم" برائے سوختن پروانہ مناسبات کلی داشت، حضرت ظل (سبحانی تحسین)(۱)
فرمودند و ہمیں حرف مکرر بزبان مبارک خود خواندند، اے تیرے بل جائیں ہم،
گویا جان در قالب شعر دمیدہ شدہ۔ غفر اللہ لہٗ)

شکوہ تو کیوں کرے ہے مرے اشک سُرخ کا
کب آستیں تری مرے لوہو سے بھر گئی

ایں(۲) شعر را مرزا رفیع در غزل خود قطعہ کردہ است و چہ خوب کردہ۔

حاتم

شیخ محمد حاتم، حاتم تخلص۔ از شاہ جہان آباد است۔ (و) می گوید
کہ من با میاں آبرو ہم طرح بودم۔ مردیست جاہل و متمکن و مقطع وضع، دیر آشنا
(مدمغ) غنا ندارد و دریافتہ نمی شود کہ ایں رگ کہن بسبب شاعری است کہ ہمچو من
دیگرے نیست یا وضع او ہمین است۔ (بہر حال) خوب است، مارا با ایں ہا
چہ کار۔ شعر بسیار دارد (و) دیوانش تا ردیف میم

(۱) نسخے میں الفاظ واضح نہیں ہیں۔ یہ اضافہ قیاسی ہے۔

(۲) پیرس: و ایں بیت فغاں را سودا یعنی میرزا محمد رفیع، سلمہ اللہ، قطعہ کردہ و چہ خوب کردہ است:

شکوہ کرے ہے کیوں تو میرے اشک سرخ کا
تیری کب آستیں میرے لوہو سے بھر گئی

Marfat.com

بدست آمده بود (۱) (پارہ اشعارش نگاشتہ می شود) بامن ہم آشنائے بیگانہ است،

از دست :-

مثالِ بحر موجیں مارتا ہے لیا ہے جن نے اس جگ سے کنارا
آزاد کو بھلا ہے رہنا جہاں میں ننگا ہیگا لباسیوں میں جن نے لباس رنگا
پانو مت دھر بوالہوس بحر عمیق عشق میں جان کو ڈوبا ہے یہاں انجان جو آکر ترا
نال کی سی طرح چاہے تھا کہ بالا دے مجھے
مدعی آخر کو اپنے زور میں آپ ہی گرا
آب حیات جا کے کسو نیں پیا تو کیا مانند خضر جگ میں اکیلا جیا تو کیا
ہجر میں زندگی سے مرگ بھلی کہ کہے سب جہاں وصال ہوا
تو نہیں تو کنج تنہائی میں ہے بوریا کا نقش ہم پہلو مرا
ہر قدم پر سرد پانی ہے بہے جو چلے وہ قامت دل جو مرا
حاتم بیکس کا تجھ بن کون ہے کون ہوگا جو نہ ہوگا تو مرا
ہائے بے درد سے ملا کیوں تھا آگے آیا مرے کیا میرا

اگر شعر من می بود، این (۳) چنیں می گفتم

مبتلا آتشک میں ہوں اب میں
آگے آیا مرے کیا میرا

پیش گرمی ایں مصرع وخنکی آں شعر روشن است

لیا اُس گلبدن کا ہم نے بوسہ تو کیا چوماں رقیبوں نے ہمارا

---

(۱) پیرس : دیدہ شدہ

(۲) انجمن : دپارہ اشعار آں نگاشتہ می شوند

(۳) پیرس : پیش مصراعش چنیں می گفتم

Marfat.com

شاید عمل کیا ہے رقیبوں کی بات پر　　لب تر دلوں کا چور پھرے ہے چھپا ہوا
نظر آتا تھا بکری سا کیا پر ذبح شیروں کو
نہ جانا میں کہ یہ قصاب کا رکھتا ہے دل گردا
ان دنوں میں دیکھ کر ہم کو اچھرتے ہیں رقیب
پیٹ ہے ان کا بھرا کل پرسوں مرتے ہیں رقیب
وصف آنکھوں کا لکھا ہم نے گل بادام پر
کرکے نرگس کو قلم اور چشم آہو کی دوات
مے پلا کر راہ کھویا ہے رقیبوں میں اسے
آوے حاتم کی طرف جب کہ کبھو مست آوے
چھین لیتے ہیں مرے دل کو نگاہوں کے بیچ
حسن رہ زن ہے یہ پنجاب کی راہوں کے بیچ
(ہات حاتم کا پکڑ پا راتا رو یا شاہ
گرچہ ہے غرق سدا بحر گناہوں کے بیچ)
(تم بنا جان نہیں، جان مرے، جان کے بیچ
تم مگر آکے جلاؤ گے مجھے آن کے بیچ)
ایک دن ہاتھ لگایا تھا ترے دامن کو
اب تلک سر ہے خجالت سے گریباں کے بیچ
(ہوئی زبان لال ترے ہاتھ سے کھاتے بیڑا
کیا فسوں پڑ (ھ) کے کھلایا تھا تجھے پان کے بیچ)
(آج حاتم سے سجن تم نے بڑا کیوں مانا
کیا خلل اون نے کیا آکے تیری شان کے بیچ)

Marfat.com

(عشق نے چٹکی لی جب آ کے مری جان کے بیچ
آگ سی
بریاں کے بیچ)

(زلف و خال و چشم و خط چاروں ہیں دشمن دین کے
حق رکھے ایمان سلامت ایسے کفرستان کے بیچ

(اہل معنی جز، نہ بوجھے گا کوئی اس رمز کو
ہم نے پایا ہے خدا کو صورت انساں کے بیچ)

(گر عدو میری بدی کرتا ہے خاص و عام میں
میں اسے رُسوا کروں گا باندھ کے دیواں کے بیچ)

شعر خوبست لیکن لطیفہ متبدل شیداست کہ او در دیوان پادشاہے گفتہ بود، بر روے امیرے کہ نامش از خاطر رفتہ است۔ در دیوان صاحب روا شدم۔ صاحبم عزت خود در دیوان من خواہند دید،

کوئی دیتا نہیں ہے داد بیداد کوئی سُنتا نہیں فریاد فریاد

سجن نے یاد کر نامہ لکھا اور ہم رہے غافل
بجا ہے معذرت لکھنا ہمیں کاغذ خطائی پر

آج نرگس کا قلم کر کے سجن لکھتا ہوں وصف آنکھوں کا ترے کاغذ بادامی پر

جب سوں تیری نظر پڑی ہے جھلک تب سوں لگتی نہیں پلک سے پلک

دیکھ طور اس دَور کا حاتم نیں کی ترک شراب
یاد کر کے سبز رویاں کو وہ اب پیتا ہے بھنگ

در لفظ سبز رویان (ہر صاحب سخن را) تامل کردن ضرور است زیرا کہ (۲)

---

(۱) یہ عبارت نسخۂ پیرس میں نہیں ہے۔

(۲) پیرس: چراکہ

Marfat.com

(ایں لفظ) آشنائے گوش ایں ہیچمداں نیست۔

(ایہام)

خاصے سجن کا ملنا تن سکھ ہے عاشقوں کو
گاڑھے رقیب سارے مرتے ہیں ہات ململ

دلوں کی راہ خطرناک ہو گئی آیا کہ چند روز سے موقوف ہے پیام و سلام
مارا ہے سنگ دل نے دکھا مجھ کو رنگ سرخ
تعویذ مجھ مزار کا لازم ہے سنگِ سرخ

یکرو

یکرو تخلص، مردے بود شاگرد میاں آبرو (دیگر) بر احوالش اطلاع ندارم مگر دو سہ مرتبہ در مجالس ریختہ دیدہ ام۔ با آنکہ ہیچمداں فن ریختہ بود و لیکن خود را ہمہ داں می شمرد۔ از وست:۔

دل پر مرے ہیں داغ ترے ہجر کے کئی
گننے میں جن کے عمر میری سب گذر گئی

پاکباز

میاں صلاح الدین، عرف مکھن، پاکباز تخلص۔ شخصے است گوشہ نشین، شاگرد میاں یک رنگ کہ احوالش نوشتہ آمد۔ بسیار کم اختلاط، گویا آشنا شدن را نمی داند۔ پسر میاں شاہ کمال، نبیرہ شاہ جلال قدس سرہ، است

Marfat.com

بتاریخ پانزدہم ہر ماہ قرار یافتہ است[1]، اگر دماغ وفا میکند (البتہ) تشریف می آرد۔ مزاجش خالی از وحشت نیست۔ از وست:۔

جلوے تمھارے حُسن کے نت ہیں، پہ ہم کہاں
تم تو سجن ہمیشہ ہو، افسوس ہم نہیں
مجھے درد و الم رہتا ہے نت گھیرے میاں صاحب
خبر لیتے نہیں کیسے ہو تم میرے میاں صاحب

بے تاب

محمد اسمٰعیل، بے تاب۔ مرد درویشے بود، شاگرد میاں بک رنگ (مصطفےٰ خاں) بسیار مربوط (و) مضبوط الاحوال۔ دریں ایام بخانۂ جعفر علی خاں می رفت کہ از پشت اسپ برافتاد و دستش شکست۔ بیماری دو سہ ماہ کشید آخر از ہماں آزاد مرد[2]۔ خداش مغفرت بکند۔ با فقیر نیز آشنا بودند۔ از وست:۔

نہ ہوتا گر کسی سے آشنا دل — تو کیا آرام سے رہتا مرا دل
تڑپ کر مر گئی بلبل قفس میں — پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس میں

یقین

انعام اللہ (خاں) یقین تخلص شاعر ریختہ، صاحب دیوان (است) از بسکہ اشتہار دارد، محتاج بہ تعریف و توصیف نیست۔ تربیت کردۂ

(۱) پیرس: مقرر است
... ۳۳ ... رحمت الٰہی رفت

Marfat.com

مرزا (جان جاں) مظہر است۔

پدرش اظہر الدین خاں نام دارد۔ باجدش (نیز) در سرہند ملاقات کردہ بودم۔ بسیار آدم (خوب) بامزہ یافتہ (شد) (و با فقیر) بسلوک (و تواضع) پیش آمدہ و ضیافت فقیر کردہ۔ تا دیر نشستہ صحبت مستوفی داشتم۔ شعر فارسی بطرز (نیکو) می گوید[1]

آمدم بر سر مطلب۔ میاں یقین را مردماں می گفتند کہ مرزا مظہر او را شعر گفتہ می دہد و وارث شعر[2] ہائے ریختۂ خود گردانیدہ۔ از قبول کردن این (معنی)[3] بندہ[4] را خندہ می آید کہ ہمہ چیز بوارث می رسد الا شعر۔ مثلاً کسے بر شعر پدر خود یا بر مضمون او متصرف شود۔ ہمہ کس او را دزد خواہند گفت تا بہ شعر استاد چہ رسد!

القصہ پر دبوچے چند کہ یافتہ است، کہ ما و شما نیز می توانم یافت، ایں قدر بر خود چیدہ است کہ رعونت فرعون پیش او پشت دست بر زمیں می گذارد (و) بعد از ملاقات ایں قدر خود معلوم شد کہ ذائقۂ شعر فہمی مطلق ندارد۔ شاید از ہمیں راہ مردماں گمان ناموزونیت در حق او داشتہ باشند۔ (و) جمع بر ایں اتفاق دارند کہ شاعری او خالی از نقص نیست۔ چرا کہ شاعر ایں قسم کم فہم نمی باشد۔

---

(۱) پرس: می گفت

(۲) پیرس: اشعار

(۳) انجمن: معنیش

(۴) پیرس: فقیر

(۵) پیرس و شورش: شاعری او یقینی نیست۔

Marfat.com

از شخصے منقول است کہ بخانۂ عطیۃ اللہ (خاں) کہ پسر نواب عنایت اللہ خاں مرحوم باشد، (انعام اللہ خاں) یقین نشستہ بود و می گفت: ازاں روز کہ مرزا دست استادی (۱) در سر من داشتہ است، شعر من ترقی کردہ شخص مذکور ایں مصرع نظامی را پیشِ حضار مجلس بآواز بلند (بر) خواند، مصرع:

شد آں مرغ کو خایہ زریں نہاد

حاصل او را بیضہ در کلاہ شکست

و میاں شہاب الدین ثاقب تخلص کہ احوال (۲) نوشتہ خواہد شد، نقل می کرد کہ من محض برائے امتحان بخانۂ او رفتم و یک غزل طرح کردم۔ من غزل بانصرام رسانیدم و ازو مصرعے موزوں نہ شدہ۔ (و) اللہ اعلم۔

(و) میاں محمد حسین کلیم کہ احوالش گذشت، قصیدۂ گفتہ است مسمیٰ بہ روضۃ الشعراء۔ در و نام تمام شعراء را نقل کردہ (۳)۔ ازاں جملہ نام ایشاں را نیز آوردہ لیکن بکنایہ غریبے کہ سخن فہم می فہمد۔ و آں اینست:۔

یقین کے شعروں پر ہیں بدگماں بعضے کہ اس کے نہیں
غلط ہے ہم نے بوجھا ہیگا مرزا جان جاناں کو (۴)

نام مرزا جانِ جان است و شاعر جانِ جاناں بستہ۔ چوں اکثر عوام نام مرزا از غلطی جانِ جاناں می گویند، شاعر مذکور نظر بر شہرت ہم چنیں موزوں کردہ،

(۱) پیرس: از سر من برداشتہ اند، شعر من ترقی نکردہ

(۲) شورش: از سر من برداشتہ است، شعر من ترقی کردہ

(۳) پیرس: احوالش

(۴) پیرس: درج نمودہ

(۵) یہ پیراگراف پیرس میں نہیں ہے۔

Marfat.com

اگرچہ نمی بایست کہ گفتگوئے ما با خواص است۔

(اما) در بزرگ زادگی و شرافت و نجابت میاں یقین سخنے نیست۔ از خانوادہ بزرگیست(۱)۔ بابندہ ہم آشنائی سرسری دارد۔ از وست :۔

دل میں زاہد کے جو جنت کی ہوا کی ہے ہوس
کوچۂ یار میں کیا سایۂ دیوار نہ تھا

رو اگر دیجئے اس کو بھی تو کچھ عیب نہیں
آئینہ سے بھی گیا کیا دلِ حیراں میرا

یقیں اُس کے دُر دنداں کی باتیں جو کیا چاہے
صدف کی طرح دھولے آب گوہر سے دہن اپنا

کیا بدن ہوگا کہ جس کے کھولتے جامہ کے بند
برگِ گُل کی طرح ہر ناخن معطر ہو گیا

اگرچہ(۲) اکثر شاعران ریختہ را متبدل بند یافتہ ام۔ متبدل می گویند و توارد می نامند گویا کہ ایں شعر استاد در حق ایشاں است

ہر چہ گویند بے محل گویند
در توارد غزل غزل گویند

لیکن شعر یقین لفظاً لفظاً متبدل رائے آنند رام مخلص است کہ گزشت۔ طرفہ تر ایں کہ آں ہم سلیقۂ سرقہ یکہ بودہ است۔ خدا داند کہ ایں معنی در اصل از کیست شعر این است :۔

---

(۱) پیرس : بزرگ است۔

(۲) پیرس : شعرائے متقدمین ایں مضمون را بفارسی بستہ اند چنانچہ نوشتہ می شود لیکن معلوم نیست کہ کراست :۔

فارسی

ناخن تمام گشت معطر چو برگ گل
بند قبائے کیست کہ وا می کنیم ما

Marfat.com

ناخن تمام گشت معطر چو برگ گل
بند قبائے کیست کہ وا می کنیم ما

از یقین است ۔

آنکھ سے نکلے پر آنسو کا خدا حافظ یقیں
گھر سے جو باہر گیا لڑکا سوا ابتر ہو گیا

یقیں سوز و گداز اپنے کو گر اظہار میں کرتا
خدا شاہد ہے آتش کا بھی زہرہ آب ہو جاتا

اگر مر کر نہ میں اس شوخ کی خاطر نشاں کرتا
خدا جانے وفا میری کے حق میں کیا گماں کرتا

زباں فولاد کی ہو جب جواب کوہ کن دیوے
ستم ہوتا اگر پرویز کو عشق امتحاں کرتا

کہتے ہیں کہ تسخیر میں آئینہ کو آتی ہیں
دل سے نہ ہوا جو کام آئینہ سے کیا ہو گا

نہ دیتا عیش کی خسرو کو فرصت قصر شیریں میں
جو میں ہوتا تو جائے شیر جوئے خوں رواں کرتا

ناچارے دل اپنا گیا گور میں یقیں
اس جنس کا جہاں میں کوئی قدرداں تھا

عاشق اور معشوق کی عالم سند کرتے ہیں سب
تجھ سے خونخواری کی طرز اور مجھ سے غم کھانے کی طرح

اب جو اڑ بیٹھیں قفس کے بام پر مقدور نہیں
حیف ہم آگے نہ بوجھے اپنے بال و پر کی قدر

کیا کروں مژگان ترکے ابر نے ڈالا ہے شور
آج بادل بے طرح امنڈے ہیں یہ برسیں گے زور

خال گورے کھ کا لیتا ہے مرے دل کو چرا
اس نگر میں چاندنی راتوں کو بھی پڑتے ہیں چور

دل نہیں کھنچتا ہے بن مجنوں بیاباں کی طرف
خوش نہیں [illegible]

اس ہوا میں رحم کر ساقی کہ بے جام شراب
دیکھ کر چھاتی بھری آتی ہے باراں کی طرف

Marfat.com

ہمارے درد کی دارو اگر کچھ ہے تو دارو ہے
یہ سب سُن کے ساقی بات پی جانے کا کیا حاصل

جب دیکھتا ہوں تنہا تجھ کو سجن چمن میں — کس کس طرح کی باتیں آتی ہیں میرے من میں
مجنوں کی خوش نصیبی کرتی ہے داغ مجھ کو — کیا عیش کر گیا ہے ظالم دوانہ پن میں

اگر بجائے خوش نصیبی، خوش معاشی می گفت، ایں شعر بسیار بامزہ می شد۔

خوباں یقین کو معذور اب تو رکھو کہ اسکے — لوہو نہیں جگر میں آنسو نہیں نین میں

دوبارہ زندگی کرنا مصیبت اس کو کہتے ہیں
پھر اٹھنا بے دماغوں کا قیامت اس کو کہتے ہیں

نہ گزرا ہوگا مجھ سا کوئی رنگیں باؤلے پن میں
گریباں آ پڑا ہے پھٹ کے گل کی طرح دامن میں

یقیں سے جلتے جلتے کی خبر کیا پوچھ کر لو گے
پڑا ہوگا دیوانہ سوختہ سا کنج گلخن میں

کرتا ہے کوئی یارو اس وقت میں تدبیریں — کرتا ہے یہ دیوانہ اب کھول دو زنجیریں
وہ ناخن ابرو خوباں سے خوشنما تر ہے — کسو کے کام کی جس سے کوئی گرہ وا ہو

خواب میں کس طرح دیکھوں تجھ کو بے خوابی کے ساتھ
جمع آسائش کہاں ہوتی ہے بے تابی کے ساتھ

مفت نہیں لیتے وفا کو شہر خوباں میں یقیں
کس قدر بے قدر ہے یہ جنس نایابی کے ساتھ

تدبیر میں [illegible]
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے
اگرچہ عشق میں آفت ہے اور بلا بھی ہے — [illegible] کچھ بھلا بھی ہے

Marfat.com

اس اشک و آہ سے سودا بگڑ نہ جائے کہیں
یہ دل کچھ آب رسیدہ ہے کچھ جلا بھی ہے

یہ کون ڈھب ہے سجن خاک میں ملانے کا
کسی کا دل کبھی پاؤں تلے ملا بھی ہے

ایک پل بھی نہیں ٹھہرتا ہائے آنسو کی طرح
اس دلِ بے تاب کو کوئی تسلی کیا کرے

وصل کی گرمی سے مجھ کو ضعف آتا ہے یقیں
دیکھئے مجھ ساتھ خوبوں کی جدائی کیا کرے

اس بسنتی پوش سے آغوش رنگیں کیجیے
جیو میں ہے اس مصرع موزوں کو تضمیں کیجیے

مرنے سے عشق کے دوزخ بھی اس فرقہ کے جنت ہے
خدا ہم کو کرے محشور اُمت میں محبت کے

نہ نکلا کام کچھ اس صبر سے اب نالہ کرتا ہوں
مری فریاد ہی شاید مری فریاد کو پہنچے

دیوانہ ہوں میں اپنے جیو سے مجنوں کے سلیقہ کا
مرنے سے لے کے مرنے کی طرح فرہاد کیا جانے

یار اگر منظور ہے دنیا و عقبیٰ سے گزر
منزل مقصود ہے دونوں جہانوں کے پرے

مجھے یہ بات خوش آئے ہے اک مجنونِ عریاں سے
کیا کیجے کہاں تک چاک ہم گزرے بیاباں سے

(۱) فقیر نیز یک شعر دارد قریب بہ این معنی و با اعتقاد خود بمراتب ازیں شعر بہتر می داند۔ این است۔

چاک پر چاک ہوا جوں جوں سلایا ہم نے
اب گریباں ہی سے ہاتھ اٹھایا ہم نے

از یقین است۔

---

(۱) پیرس: فقیر نیز یک شعر گفتہ است قریب بہ این معنی و با اعتقاد خود بمراتب شعر خود را بہتر می داند

Marfat.com

نہ دے برباد خارِ آشیاں کو عندلیباں کے
صبا تو بھی ہوا خواہوں میں ہے آخر گلستاں کے
تک ایک انصاف کر کرتا ہے اتنی بھی جفا کوئی
کرے گا عندلیبے کس توقع پر وفا کوئی

ثاقب

میاں شہاب الدین ثاقب تخلص۔ مردے درویشے است، متوکل، شاگرد میاں آبرو۔ اکنوں (۱) شعر خود را پیش خاں صاحب سراج الدین علی خاں می آرد۔ از چندے بوطن خود رفتہ (است) کہ از مضافات بارہ است۔ با فقیر آشنائی بسیار داشت (غرض) تحفۂ روزگار است (۲)۔ در ہمہ چیز دست دارد (۳) و ہیچ نمی داند۔ حاصل مردے (۴) خوبے است، زندہ (۵) باشد۔ از وست:۔

ثاقب کی نعش اوپر قاتل میں آکے پوچھا
یہ کون مر گیا ہے کس کا ہے یہ جنازا

(۱) پیرس : دریں دلا
(۲) پیرس : بود
(۳) پیرس : در ہمہ چیز دست داشت و ہیچ می دانست
(۴) پیرس : مرد خوب
(۵) پیرس : خدا زندہ دارد۔

Marfat.com

---

(۱)

[مخفی نماند کہ شاعران سمت ملک دکن اکثر بے رتبہ اند، مگر بعضے چنانچہ ولی محمد کہ صاحب دیوان مشہور ومعروف است وسید عبدالولی عزلت وسراج وآزاد کہ ہمعصر ولی بود وعارف علی خاں عاجز کہ سر رشتہ مربوط گوئی بدست ایشاں افتادہ است وباقی ہمہ درست حرف زدن نمی دانستند تا بہ شعر گوئی چہ نسبت۔ لہذا بر اشعار اکثر آنہا اکتفا کردہ نوشتہ می آید]

---

(۱) نسخۂ انجمن میں یہ پوری عبارت مبہم ہے اس لیے اس سے صرف نظر کرنا ہی بہتر سمجھا گیا

Marfat.com

ولی

ولی (محمد، ملک الشعراء) شاعر ریختہ (زبردست) صاحب دیوان) از خاک اورنگ آباد است۔ می گویند کہ در شاہ جہان آباد دہلی نیز آمدہ بود۔ بخدمت(۱) میاں (شاہ) گلشن صاحب رفت واز اشعار خود پارۂ خواند۔ میاں صاحب فرمود (ند کہ) ایں ہمہ مضامین فارسی کہ بیکار افتادہ(۲) اند، در ریختہ (ہائے) خود بکار(۳) ببر از تو کہ محاسبہ خواہد گرفت (و تحسین و توصیف فرمودند) از کمال شہرت احتیاج (بہ) تعریف ندارد(۴) و احوالش کما ینبغی معلوم من(۵) نیست۔ از وست:

نہ پوچھو مشق میں جوش و خروشِ دل کی ماہیت
برنگِ ابر دریا بار ہے رومال عاشق کا

اس کے قدم کی خاک میں صد حشر ہے نجات
عشاق کے کفن میں رکھو اس عبیر کو

غرورِ حسن نے تجھ کو کیا ہے اس قدر سرکش
کہ خاطر میں نہ لاوے تو اگر تجھ کو ولی آوے

خبرداری سے اس معشوق کے کوچہ میں جا اے دل
کہ اطرافِ حرم میں ہے ہمیشہ ڈر حرامی کا

---

(۱) پیرس: در خدمت

(۲) پیرس: افتادہ بودند

(۳) پیرس: بردہ انی

(۴) پیرس: نیست

(۵) پیرس: فقیر

Marfat.com

اے غنچہ نہ کر تو فخر یہ دل تکمہ ہے سجن کی بکتری کا
اے چھوڑ کے یار کیونکے جاوے زخمی ہے شکار کیونکے جاوے
(جب لگ نہ ملے شراب دیدار انکھیاں کا خمار کیونکے جاوے)
دیکھ کر تجھ نگاہ کی شوخی ہوش عاشق رم غزال ہوا
اور مجھ پاس کیا ہے دینے کو دیکھ کر تجھ کو روہی دیتا ہوں
کیا غم ہے اس کو گرمی خورشید حشر سے بخت سیاہ جس کے سر اوپر ہے سایہ باں
مت راہ دے رقیب سیہ رو کو ایک بار ڈرے ہزار مار بلائے مہیب سے
دشمن دیں کا دین دشمن ہے راہزن کا چراغ رہزن ہے
آغوش میں آنے کی کہاں تاب ہے اس کو کرتی ہے نگہ جس قد نازک پہ گرانی
کہاں ہے آج یارب جلوۂ مستانہ ساقی
کہ دل سے تاب، جی سے صبر، سر سے ہوش لیجاوے
عالم میں ترے ہوش کی تعریف میں کی ہے ایسا تو نہ کر کام کہ مجھ پر سخن آوے
سن ولی رہنے کو دنیا میں مقام عاشق کوچۂ زلف ہے یا گوشۂ تنہائی ہے
جلد چل ٹک عشق کی راہ میں گر تا پہنچے کہیں
کاہلی کو رہ نہ دے سالک کہ منزل دور ہے
پہنچتا ہے یہ دل کو ہر جاگہ غم ترا روزئی مقدر ہے
عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوت میں دلبر سے
سوال آہستہ آہستہ، جواب آہستہ آہستہ
کیونکر سیری ہو حسن سے تیرے دھوپ کھانے سے پیٹ بھرتا نہیں
اے جان ولی وعدۂ دیدار کر اپنے ڈرتا ہوں مبادا کہ فراموش کرے تو
یک دل نہیں آرزو سے خالی برچا ہے محال اگر خلا ہے

Marfat.com

گناہوں کے سیہ نامے سے کیا غم اس پریشاں کو
جسے وہ زلف دست آویز ہو روز قیامت میں

عزلت

سید عبدالولی سلمہ اللہ، عزلت تخلص۔ از (بندر) سورت اند (و) خلف الصدق حضرت سید سعد اللہ، قدس سرہٗ سورتی کہ مستند(۱) عالمگیر (بادشاہ) بودند۔ درویش وضع، عالم فاضل، بزرگ متوکل۔ مشق(۲) شعر فارسی ہم کردہ اند (صاحب دیوان فارسی اند، الحاصل مجموعۂ فضل و کمال اند) لیکن مزاج او شان مبلان ریختہ بسیار دارد۔ تازہ(۳) وارد ہندوستان کہ عبارت از شاہجہان آباد است، شدہ اند۔ نسبتے تمام بسخن دارند۔ از اسالیب کلام شان واضح می گردد کہ بہرۂ بسیارے(۴) از دردمندی دارند۔ با ایں ہمہ کمال ایں قدر وسعت مشرب بہم رسانیدہ اند کہ در ہر رنگ چوں آب می آمیزند۔ با فقیر (بسیار محبت دارند، و) جوششہا می کنند۔ مرد با استقامت اند، خدا(۵) ایشاں را سلامت دارد۔ از وست:۔

فقیروں سے نہ ہو بیرنگ لالا نصل ہولی میں
ترا جامہ گلابی ہے تو میرا خرقہ بھگوا ہے

(۱) پیرس : مرشد

(۲) پیرس : شعر فارسی بسیار خوب و مربوط می گویند

(۳) پیرس : از چندے وارد ہندوستان

(۴) پیرس : مانی

(۵) پیرس : حق تعالیٰ بسلامت دارد۔

Marfat.com

جس خوش نگہ کو پہنچوں غفلت کی نیند لیوے
میں خفتہ بخت شب کا افسانہ ہو رہا ہوں
اس کو پہنچی خبر کہ جیتا ہوں کسی دشمن سے سنا ہوگا
عزلت گماں یوں تھا کہ جل کر ہوا ہے راکھ
پھر دود آہ دل نیں مرا دیدہ تر کیا
بندے ہیں تیری چھب کے مہ سے جمال والے
سب گل سے گال والے سنبل سے بال والے
اے بلبل اتنی رو کے دعا ہر سحر تو نہ مانگ
حق تیری آہ سرد چمن کی صبا کرے
نہ پوچھو یہ بگولا ہے مراہم قول صحرا میں
یہ قبر حضرت مجنوں ہے ڈانواڈول صحرا میں
ہوئے لیلے کے سر چڑھ اشک مجنوں نیل کے ٹپکے
یہ موتی خاک لیتا نہیں کوئی مول صحرا میں
بیاباں کے گلوں سے بوئے رنگ درد آتی ہے
اری بلبل چمن میں دل اٹھا آبول صحرا میں
نخل امید بے وفاؤں سے دل سلامت پھرے تو پھل پایا
صبح (۱) اپنا مرض الفت کا جب میں عرض کرتا ہوں
جلے دل کی تشفی کو مجھے آنکھیں دکھاتا ہے
کیا گرم ہو دیتا ہے جواب خنک اے یار
تاب اپنے دم سرد کی نہیں دل کو ہمارے

---

(۱) پیرس : صریح

Marfat.com

چین ابروئے سجن میں میرا جیو اُلجھا ہے　　دل کھلے گر بھی دونوں میں گرہ پڑ جاوے
دل میں رندوں کے پھپھولا ہوا عمامۂ شیخ　　یارب اس بزم سے یہ زہر کا کمڑ جائے
سدھارے گل کہاں سونے پڑے ہیں گلستاں اپنے
گئی ہیں بلبلیں کیدھر جلا کر آشیاں اپنے
نہ پوچھو یہ کہ کیفی چشم یہ شرمہ نے گھیری ہے
گریباں گیر ظالم بے سخن فریاد میری ہے
تجھ قبا پر گلاب کا لوٹا　　دل بلبل گویا ابھی ٹوٹا
بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا　　سوائے بے کسی اب اور آشنا نہ رہا

آزاد

آزاد تخلص، ہمعصر ولی بود۔ بسیار بصفا حرف می زد۔ ازوست۔

آئیں جہاں کی ساری آزاد صفتیں پر
جس سے کہ یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

سراج

(میاں شاہ) سراج۔ در اورنگ آباد شنیدہ می شود۔ شاگرد سید حمزہ (است) (و) ہمیں قدر از بیاض سید (۱) مسطور مستفاد می گردد۔ سخن او خالی از مزہ نیست۔ ازوست

ہم پر فدا ہیں سارے حسن و جمال والے
کیا خط و خال والے کیا صاف گال والے

(۱) پیرس: سید عبدالولی صاحب

Marfat.com

(مجھ زرد رنگ اوپر غصّے سے لال مت ہو
اے سبز شال والے اودھی) رومال والے)
پی بن مجھ آنسوؤں کے شراروں کی کیا کمی
جس رات چاند نہیں ستاروں کی کیا کمی
نہیں ہے تاب مجھے سامنے ترے جاناں
کہاں سراج کہاں آفتاب عالمتاب

رفوگر کو کہاں طاقت کہ زخمِ عشق کو ٹانکے — اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر میں آجاوے
ہے تجھ آنکھوں کے گرفتاروں میں دل — کیوں نہ ہو مشہور بیماروں میں دل
شعلہ خو جب سے نظر آتا نہیں — لوٹتا ہے تب سے انگاروں میں دل
مجھ پریشاں کی طرف پھر کیونکے آئے — ہے ترے گیسو کے مکاروں میں دل
عجب وہ سرو گلزارا دا خوش قد ہوا واقع — پرِ بلبل نہال گل کو دست رد ہوا واقع
ہائے رہ گئی دل میں دامنگیریوں کی آرزو — سبزۂ تربت مرا ہے پنجہ گیر ہنوز
نہیں حقیقت میں حسن و عشق جدا — طوق قمری ہے طرۂ شمشاد
مدت سے گم ہوا دل بیگانہ اے سراج — شاید کہ جا پڑا ہے کسی آشنا کے ہات
شکر للہ ان دنوں تیرا کرم ہونے لگا — شیوۂ جور و ستم فی الجملہ کم ہونے لگا
نہیں ہوا اس شمع رو کے عشق میں داغ ایک سراج — ہیں وہ حسن آتشیں کے ایسے پروانے کئی
تجھ بھواں کے زخم کی لایا ہے تاب — خوب جا بہلا ہے تلواروں میں دل
ہے قیامت چشم و ابرو خط و خال — قید کیوں کرتے ہو لاچاروں میں دل
گلبدن شاید نظر آوے سراج — رات دن پھرتا ہے بازاروں میں دل
نہ بوجھو آسماں پر تم ستارے — ہماری آہ کی چنگاریاں ہیں
نہ جانوں آج کی شب کیوں کٹے گی — میری آنکھوں میں پلکیں آریاں ہیں

Marfat.com

(کبت بحر سراج)

مخمور چشموں کی تبرید کرنے کو شبنم ہے سرد آبشوروں کی مانند
روپے کی تھالی سفیدی ہے نرگس کی زردی ہے زر کے کٹوروں کی مانند
دل کے خزانے سیں شاید لے جاوے گا جی کے جواہر کو عیاریوں سیں
ہر دم خیال اوس کا آنا ہے آنکھوں کے روزن سیں چھپ چھپ کے چوروں کے مانند

عاجز

عارف علی خاں عاجز تخلص۔ وہ دوازدہ سال شدہ باشد کہ در شاہجہان آباد تشریف داشت۔ بندہ (۱) شور او شنیدہ بودم (لاکن بخدمت او نرسیدہ ام) از چندے بسمت دکن رفتہ۔ اکنوں (۳) از زبان سید مذکور بوضوح می پیوندد کہ در برہان پور است۔ دیگر بر حسب و نسبش اطلاع ندارم۔ زبانش بزبان او باشان است (۴) (خوب می گوید) اکثر ریختہ در بحر کبت می گوید۔ (چند سے از و نوشتہ می شود و اکثر قافیہ ہائے نامربوط را خوب موزوں می کند) (۵) از دست:

(ہماری آہ کو لتا نہ سمجھو ہے بل بند — وہ گرز ہے کہ جو توڑے فلک کے ساتوں کھنڈ
تمہارے قد کے مقابل ہے سرویوں بے ڈول — نہال سرو کے لگتے ہے جوں درخت ارنڈ
ترے کلام سے دل کیوں نہ کانپے اے ناصح — کہ تیزی تیغ سے نصیحت ہے زہر [illegible]

---

(۱) پیرس: نقیہ شور او را

(۲) پیرس: حالا مدت است کہ طن دکھن رفتہ است

(۳) پیرس: اکنوں از زبانی سید عبد الولی صاحب شنیدہ کہ در اورنگ آباد است

(۴) پیرس: می ماند

(۵) پیرس: واکثرے در بحر ..... وکبت ریختہ می کند۔

Marfat.com

ترے رنگ تبسم سے بتوں کو دانت گلتی ہے
ترے عارض کے تل سے گُل رُخوں کو تاب ملتی ہے
ہماری آہ کے نیزے سے اے ظالم حذر کریو
کہ افلاک اُس کے زہر آلود انی کے آگے چھلنی ہے
کہاں سے قافیہ لا لا کے اپنے شعر میں ڈالا
ہیں عاجز دل میں تیرے داغ یا توں شیخ چلی ہے
میرے سینے میں جب سے داغ ہجر ماہ سیما ہے
خراش زخم ناخن سے ہلال کنج پر ایما ہے
اشارے جب سے دیکھے ہم نے اُوس کے تیغ ابرو کے
ہمارا دل تو تب سے لخت لخت اور قیمہ قیما ہے
خیال اُوس اچپلی کا کیونکہ پاویں دل میں ہم عاجز
کہ جس کے ناز کے توسن کے آگے برق دھیما ہے
نہ جانے دل خیال حلقۂ زلفوں میں ہے کس کے
کہ جی جاتا ہے میرا یار ہر دم مشک سا پس کے
تری آنکھوں کے وصف اے خوش نگہ جب خوب لکھتا ہوں
قلم کو ڈال کر لیتا ہوں چن چن پھول نرگس کے)
مینہ کے برسنے کی باد چلی ہے اب آنکھوں سے جان بن آنسو چلیں گے
درد کے نیساں کے گوہر غلطاں تو مٹی میں کنکروں سے آہ رلیں گے
تخت جنوں مرا وحشی دیوانوں نے سر پر اُٹھائے ہیں شوروں سے عاجز
اب میاں مجنوں ببولوں کی مورچھلوں کو خرابی سیں آپ ہی جھلیں گے

(۱) صرف آخری دو شعر نسخۂ انجمن میں ملتے ہیں جو نسخۂ پیرس سے غیر حاضر ہیں، باقی اشعار نسخۂ پیرس سے نقل کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

ضیا

(مرزا عطا بیگ ضیا[1] تخلص۔ در اورنگ آباد خجستہ بنیاد سکونت دارد و از قبل ازیں مشق سخن از شاہ سراج می گرفتند، حالیا از میر غلام علی آزاد افادہ حاصل می نمایند۔ احوالش کما حقہ معلوم نیست لکن از بیت کہ مسموع شد ظاہر می گردد کہ خوش فکر اند، بیت:

پھول کے مونھ پر ستم سیں مارمت دم اے سموم
یہ چراغ خانہ بلبل ہے، گل ہو جائے گا)

احمد گجراتی[2]

احمد گجراتی۔ از وست:

ہوئے دیدار کے طالب خودی سے خود گزر نکلے
نہ پائی راہ دانش میں خرد شاں بے خبر نکلے
نشاں[3] بے نشاں ہم ملک یک رنگی میں پاتے ہیں
خبر چھوڑی دوئی کا ہم نے جب سے ست نگر نکلے
بھرے دو نین کے چھنگلیاں صبوری ساتھ لے توشہ
کمر ہمت سے باندھے ہور پرت کی باٹ پر نکلے

---

(۱) انجمن میں اس شاعر کا ترجمہ نہیں ہے۔
(۲) نسخۂ انجمن میں [illegible] مولوی عبدالحق صاحب نے یہ خیال ظاہر [illegible] احمد صحیح ہے۔
[illegible]
(۳) پیرس [illegible] یک رنگی
[illegible]

Marfat.com

نین کے ہاتھ کھپر لے، پھیریں درسن کی بھیکیاں کو
نہ پائی ایک در پر بھی بھکاری در بدر نکلے

رہے نادر خیالاں میں، ملے شوریدہ حالاں میں
ہوئے صاحب کمالاں میں کدھر سے آ کدھر نکلے

قاسم مرزا

(از) قاسم مرزا ۔ او ہم ہمیں (قسم و بہمیں قافیہ) غزل گفتہ است ۔
معلوم نیست کہ کجائی بود :

گلے میں سر کی لٹ سیلی سوال ہے خال کا دانا
ہوئے جوگی تو کیا یاں واں جدھر نکلے، تدھر نکلے

شعوری

(۱)
شعوری جالا پوری ۔ از وست

برسات میں نہ دیکھا نظر بھر کر آفتاب
روشن ہے یہ کہ عاشق ہوا تجھ پر آفتاب

فضلی

(۲)
فضلی ۔ فضلی راست ۔ مثنوی ایں ہم یک نظر دیدہ ام ۔ شاعر خوبے نبود :

---

(۱) نسخۂ پیرس سے شعوری کا ترجمہ غیر حاضر ہے
(۲) نسخۂ پیرس میں فضلی کا ترجمہ نہیں ہے ۔

Marfat.com

رکھا ہوں تیم جاں جاناں تصدّق تجھ پہ کرنے کو
کیا سب تن کو میں درپن اجھوں درسن نپائے ہوں

ربط بین المصرعین ایں شعر سبحان اللہ عجب ربط چسپانی است کہ مطلق معلوم نمی شود کہ چہ می گوید و چہ ارادہ کردہ است۔

صبائی

(۱) صبائی احمد آبادی۔ از دست :۔

زر سے ہے آشنائی، زر سے ملے ہے بھائی
زر نہیں تو ہے جدائی دنیا جو ہے سو زر ہے

محمود

(۲) محمود۔ از دست :۔

لوگاں کہیں پتھر سے کچھ سخت نہیں لیکن
جو کوئی پیا سے بچھڑا وہ سخت ہے پتھر سے
محمود تجھ میں دستا پورا ہنر ونا کا
ہے کیا عجب جو بھاوے تو پوکو اس ہنر سے

سالک

(۳) سالک۔ از دست :

---

(۱) نسخہ پیرس میں صبائی کا ترجمہ نہیں ہے۔
(۲) نسخہ پیرس میں محمود کا ترجمہ نہیں ہے۔
(۳) نسخہ پیرس میں سالک کا ترجمہ نہیں ہے۔

Marfat.com

پہروں بے ہوش ہوکر میں برہنہ پا بدل تیرے
یقیں بوجھوں تن پیارے کہ سالک کو لبھایا ہے

ملک

ملک (۱)، از دست :

تن من فدا کروں، اس ہشیار ساقی پر
یک قطرہ مے چکھا کر جن بے خبر کیا ہے

لطفی

لطفی (۲)، از دست :

تجھ عشق کی اگن سے شعلہ ہو جل اُٹھا جیو
دل موم کے نمونے گل گل پگھل گیا ہے

جیو کا چمن جلا سو جلتی انگار لے کر
اکلا کے آگ دینے ٹیسو جنگل گیا ہے

میں عشق کی گلی میں گھائل پڑا تھا تب یہ
جوبن کا ماتا آکر مجکو کھنڈل گیا ہے

فخری

فخری (۳) :-

دیکھوں میں جب تجھے تو چکا چوند لگ رہے
ہرگز کبھی نہ دیکھا نظر بھر کر آفتاب

---

(۱) نسخۂ پیرس میں ملک کا ترجمہ نہیں ہے

(۲) نسخۂ پیرس میں لطفی کا ترجمہ نہیں ہے۔

(۳) نسخۂ پیرس میں فخری کا ترجمہ نہیں ہے۔

Marfat.com

ہاشم

ہاشم (۱):

دکھن ہور ہند کے دلبر ہمن سے بے حجاب اچھے
کہ مکھڑے چاند سے پر جن کے خط پیچ و تاب اچھے

ہاتفی

ہاتفی (۲):

تیری انکھیاں ہور زلف سے کافر ہوا سارا جہاں
اسلام ہور تقویٰ کہاں، زہد اور مسلمانی کدھر

اشرف

اشرف (۳):

پیا بن میرے تیں بیراگ بھایا ہے جو ہونی ہے سو ہو جاوے
بھبھوت اب جوگیوں کا رنگ لایا ہے جو ہونی ہو سو ہو جاوے

غواصی

غواصی (۴):

جو کوئی اس مزرعِ دل پر برہ کا بیج بوتا ہے
تو ہرگز اس کے بستاں میں گل امید ہوتا ہے

---

(۱) نسخۂ پیرس میں ہاشم کا ذکر نہیں ہے۔

(۲) نسخۂ پیرس میں ہاتفی کا ذکر نہیں ہے۔

(۳) نسخۂ پیرس میں اشرف کا ذکر نہیں ہے۔

(۴) نسخۂ پیرس میں غواصی کا ذکر نہیں ہے۔

Marfat.com

خوشنود

(۱)
خوشنود :-

سب رین جاگے سحر پڑھ تو بھی سجن آیا نہیں
جب جب کے دیکھی باٹ میں درشن کو دکھلایا نہیں

جعفر

(۲)
جعفر :

غمزیاں سوں دیکھو شوخ مجھے مار کر چلے
مجروح نسن پہ راہ منیں ٹھار کر چلے

عبدالرحیم

(۳)
عبدالرحیم :

آیا فراق اب پیو کا سُدھ بدھ گنوا مجنوں کیا
جس باٹ وہ لیلے گئی، اس باٹ مجھ جانا پڑا

عبدالبر

(۴)
عبدالبر :

سجن کے ہجر کا نیزا جگر کے بیچ لاگا ہے
نہ چونکے کیونکے اب طالع کہ سنوا نپہ جاگا ہے

---

(۱) نسخۂ پیرس میں خوشنود کا ذکر نہیں ہے
(۲) نسخۂ پیرس میں جعفر کا ذکر نہیں ہے۔
(۳) نسخۂ پیرس میں عبدالرحیم کا ذکر نہیں ہے۔
(۴) نسخۂ پیرس میں عبدالبر کا ذکر نہیں ہے۔

Marfat.com

عزیز اللہ

عزیز اللہ (۱)

غزلے گفتہ است کہ تمام اولیا را درو ذکر کردہ است۔ مقطعش اینست:

مجھ نوجواں میں کیا سکت بولوں جو ولیاں کے صفت
عاجز عزیز اللہ اوپر دکھن کے سب پیراں مدد

سعدی

سعدی دکھنی (۲)۔ انچہ بعض ایں را شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ گماں بردہ اند، نطا است۔ ازوست:

ہمنا تمن کو دل دیا تم نے لیا اور دُکھ دیا
تم یہ کیا، ہم وہ کیا، ایسی بھلی یہ ریت ہے

دونین کے کھپر کروں، رُو رُو بخون دل بھروں
پیش سگ کویت دھروں، پیاسا نجاوے میت ہے

سعدی غزل انگیختہ شیر و شکر آمیختہ
در ریختہ در ریختہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے

بیچارہ

بیچارہ: (۳)

یہ سے جدا ہونا نہ تھا، چاہا خدا کا یوں اتھا
جز صبر اب چارہ نہیں، بیچارہ ہو رہنا پڑا

---

(۱) نسخۂ پیرس میں عزیز اللہ کا ذکر نہیں ہے۔
(۲) نسخۂ پیرس میں سعدی کا ذکر نہیں ہے
(۳) نسخۂ پیرس میں بیچارہ کا ذکر نہیں ہے

Marfat.com

حسن

حسن[1]:

جب تے سفر پی نے کیا تب تے غریب آوارہ ہوں
پی بیگ تے آنا کریں یا مجکو لیں بلوائے کر

حسیب

حسیب تخلص، احوالش معلوم نیست۔ از بیاض سید (عبدالولی) صاحب مذکور نوشتہ شدہ:

(گلبدن پھول کی مت توڑ کے ڈالی آرے
دیکھ ابھی شور کریں بلبل و مالی آرے[2])

داؤد

مرزا داؤد[3]۔ داؤد تخلص می کند، شاگرد سید صاحب است۔ ایں قدر ہم از زبان سید صاحب بہ تحقیق رسیدہ۔ اللہ اعلم۔ بارے مصرعے را درست موزوں می کند۔ از وست:

زلفِ دلبر سے مجکو سودا ہے
خلق کہتی ہے تجکو سودا ہے

میر میران

میر میران صاحب کہ سید نوازش خاں خطاب دارد و بھید[4] تخلص اوست[5]۔

---

(۱) نسخہ پیرس میں حسن کا ذکر نہیں ہے
انجمن: گلبدن پھول کی مت لڑ کے ڈالی اڑے دیکھ ابھی شور کریں بلبل و مالی "ارے"

Marfat.com

ہمیں قدر معلوم می شود ۔ (ہمیں دو بیت شنیدہ شد)

آہ گر باغ سیں وہ سرو خراماں گزرے
اشک قمری سے گلستان میں طوفاں گزرے

سکہ ہے آتش غم تیز درونے میں مرے
ناوک ناز ترا دل سے نہ سوزاں گزرے

تجرّد

میر عبداللہ تجرد (تخلص، مرد طالب علم است) سید عبدالولی (صاحب) می گویند کہ شاگرد منست ۔ از وست :۔

تجھ رو میں لطف ہے سو ملک کو خبر نہیں
خورشید کیا ہے اس کی فلک کو خبر نہیں

یونس

حکیم یونس ۔ احوال او معلوم نیست (کہ کجائی بود) از بیاض سید صاحب (معزی الیہ) نوشتہ شدہ :

صبح جب گلشن سے وہ گل رو گیا
باغ سے باہر نکل گل ارو گیا

ہے معطر اب تلک صحرا تمام
اس زمیں اوپر کوئی گل بو گیا

سو گیا جن نے جگایا تھا مجھے
بخت سیہ ا جاگ اٹھا تھا سو گیا

(موزوں) خواجم قلی خاں

نواب[1] خواجم قلی خاں ۔ ہفت ہزاری صوبہ داری ۔ ہان پور است

(۱) نسخۂ پیرس میں نواب خواجم قلی خاں کا ذکر نہیں ہے

Marfat.com

از معتقدان سید صاحب است :

موزوں نہیں راہ عشق میں پھر اب قدم رکھا
ہے مصلحت سے دور نجانوں کرے گا کیا

باقر حزیں

میر محمد باقر حزیں[1] تخلص ، شاعر ریختہ است ، صاحب دیوان ، از نصیریان[2] مرزا جان جاں مظہر شنیدہ می شود کہ بہ بنگالہ رفت[3] ۔ دیگر احوالش تحقیق نمی گردد ، از وست :

اس بے وفا کے عشق میں کچھ مجکو جس نہیں
پانوں تلک ہمیں ہائے مجھے دسترس نہیں

(جس دن سے ہم سُنا ہے کہ آخر ہوئی بہار
اُس دن سے چھوٹنے کی ہمیں کچھ ہوس نہیں

ویراں ہوئے خزاں سے چمن یہاں تلک کہ ہم
چاہیں کہ جل مریں تو کہیں خار و خس نہیں

بلبل پُکارتی تھی اسیران گُل کے ساتھ
آئی بہار ہائے چمن میں قفس نہیں

توفیق دے کہ شور سے یکدم بھی چپ رہے
آخر میرا یو دل ہے الٰہی جرس نہیں

کیا ان دنوں میں دھوم مچاتے تھے اب کے سال
جاتی ہے یوں بہار حزیں ہائے بس نہیں

(۱) پیرس : محمد غنی کاتب کا سہو معلوم ہوتا ہے
(۲) پیرس : انصاریان (۳) پیرس : رفتہ است (۴) نسخہ انجمن میں صرف پہلا شعر ہے ۔

Marfat.com

یاد اب کیوں کر نہ آوے مجکو اپنا گلستاں — ایک دن سکھ سے نہ گذرا جب سے چھوڑا آشیاں
ٹک تو اے گل رحم سے بلبل کی کر خاطر نشاں — شوق کے مارے کوئی دم میں ابھی دیتی ہے جاں
دور سے بھی دیکھنے گل کو نہیں دیتا ہے ہائے — اس قدر کرتا ہے مجھ پر جور تو اے باغباں
اے حزیں بلبل کے دل پر باغباں کے جور سے — کیا کیا گزری ہوگی جس ساعت جلا ہے آشیاں)

حشمت

محمد علی حشمت ۔ از شاگردان غنی بیگ قبول (تخلص) است ۔ اکثر بر شعرا[1] مردماں اعتراضات بے جا می کرد ۔ و جواب باصواب می یافت (و) در شعر ریختہ کہ بسیار پاجیانہ می گفت، گپہا[2] دارد ۔ حاصل، عجب ہنگامہ پردازے بود ۔ دریں ایام ہمچو اوے ہم بہ دنمی رسد ۔ ہمراہ قطب الدین خاں در جنگ روہلہ کشتہ شد ۔ استاد عبدالحی تاباں بود ۔ خداش بیامرزد ، از وست :

جب آخر اں چمن میں ہوئی آشنائے گل — تب عندلیب رو کے پکاری کہ ہائے گل
خط نیں ترا حسن سب اوڑایا — یہ سبز قدم کہاں سے آیا

تاباں

میر عبدالحی تاباں ، نوجوان بامزہ بود ۔ سید نجیب الطرفین ، مولد از شاہجہان آباد است ۔ بسیار خوش فکر و خوب صورت (و) خوش خلق (و) پاکیزہ سیرت ، معشوق عاشق مزاج ۔ تا حال در فرقہ شعرا[3] ہمچو او شاعر خوش ظاہر از

(۱) پیرس : اشعار
(۲) پیرس : وہم می شنید
(۳) پیرس : زمرۂ

Marfat.com

(کمن[1]) بطون عدم بعرصۂ ظہور جلوہ گر نشدہ بود۔ زبان رنگینیش پاکیزہ تر از برگ گل، گلستان سخن را نازک، داغ بلبل۔ سمند رنگینی[2] فکرش[3] باگلگون باد بہار (ی) طابق النعل بالنعل است۔ ہر چند عرصۂ سخن او ہمیں در لفظہائے گل و بلبل تمام است، اما بسیار برنگیں می گفت۔ از دیدن رنگ آتش بے اختیار از دہن من گل کمالش[4] سر می زد نسبت بشعر او استاد او را رتبہ شاگردی او نبود۔

با فقیر یک[5] صفائی داشت۔ از چندے بسبب کم اختلاطی ایں ہیچداں کدورتے بمیاں آمدہ بود۔ اجلش مہلت نداد کہ تلافیش کردہ آید۔

آخر آخر کہ اوائل[6] جوانی او بود، ایں قدر مداومت شراب کردہ کہ ملاقات ہمہ یاراں موقوف شد۔ اکثرے از دوستانش کہ بخانہ او می رفتند، او را ست طافح[7] می یافتند۔ ازیں جہت یاراں دیدن او را موقوف نمودہ بودند[8] و آب بردن ایں ماجرا را بہیند کہ ہشت ہفت روز زود بیعت حیات سپردن او باقی ماند، یک مرتبہ توبہ کردہ وہمہ آشنایان (و دوستان) خود رقعہ ہا نوشتہ[9] (بایں مضمون واقعہ) کہ عزیزان من

(۱) انجمن: ممکن، شروانی میں بھی ممکن ہے

(۲) پیرس: رنگینیش

(۳) پیرس: فکر عالی

(۴) پیرس: کمالیت

(۵) پیرس: صفائے کلی

(۶) پیرس و شورش: اول

(۷) پیرس: لایعقل

(۸) پیرس: لاکن بفضل و کرم الٰہی عاقبت بخیر شد کہ چون ہفت ہشت روز قبل از فوت خود توبہ نمودہ

(۹) پیرس و شورش: نوشت

Marfat.com

(از شرب شراب) توبہ کردہ ام۔ شما شاہد و خبر گیراں من باشید چرا کہ شراب بہ سبب کثرت استعمال مزاج من شدہ بود۔ از گذاشتن ایں از خود گذشتن من پر نزدیک می نماید۔ غافل از احوال من بودن از عقل بسیار دور است۔ آخر الامر ہماں شد کہ گفتہ بود۔ حاصل آفتاب تابانِ او زود بلب بام رسید، معشوق عجیبے از دست روزگار رفت، افسوس افسوس، افسوس۔ امید قویست کہ حق تعالیٰ مغفرتش کردہ باشد۔ از وست:

ہے سوز عشق یہاں تئیں مجھ میں بعد مرگ — پروانہ مرغ روح ہو شمع مزار کا

قد حلقۂ کماں اسی حسرت میں ہو گیا — تیر ہدف کبھی نہ ہماری ہوئی دعا

اخگر کو چھپا راکھ میں میں دیکھ کے سمجھا — تاباں تو تہہ خاک بھی جلتا ہی رہے گا

پاس تو سوتا ہے چنچل پر گلے لگتا نہیں — منتیں کرتے ہیں ساری رات ہو جاتی ہے صبح

جیو میں آوے سو کہہ تو تاباں کو — لَیْسَ مِنْ فِیْکَ شَتْمُنَا بِقَبِیْحٍ

مرا بس ہو تو ہرگز خط نہ آنے دوں ترے لیکن
لکھا قسمت کا کوئی بھی مٹا سکتا ہے کیا قدرت

لگ رہی ہیں ترے عاشق کی جو آنکھیں چھت سے
تجھ کو دیکھا ہے مگر اُن نے لب بام کہیں

لے میری خبر چشم مرے یار کی کیوں کر — بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر

بال اپنے کھولتا ہے جب تو اے خورشید رو
چاند سے منھ پر ترے اس آجاتا ہے ابر

آتا ہے فاتحہ کو گلرو رقیب ساتھ — لاتا ہے خار قبر پہ میری بجائے گل

---

(۱) شورش : از گذاشتن ایں از ہم گذشتن [illegible]

[illegible]

Marfat.com

آشنا تو مجھے ہے ایسا کہ جیسا چاہیئے
پر جو کچھ دل چاہتا ہے ہائے وہ ہوتا نہیں

ساقی ہو اور چمن ہو مینا ہو اور ہم ہوں
باراں ہو اور ہوا ہو سبزہ ہو اور ہم ہوں

ایمان و دیں سے تاباں کچھ کام نہیں ہے ہم کو
ساقی ہو اور مے ہو دنیا ہو اور ہم ہوں

لایا خاک میں گھر کوہ کن کا ہائے خسرو میں
یہ کیا بات آگئی اس خانماں آباد کے دل میں

جفا تو چاہیئے اے شوخ مجھ پہ یہاں تک کر
کہ سب کہیں مجھے رحمت تیری وفا کے تئیں

دیکھنا ان ماہرویاں کا تو اے تاباں نہ چھوڑ
چاہتا ہے گر ہمیشہ نور بینائی کے تئیں

میرے ہم مشربوں میں آ تاباں
ریجھتے ہوں گے حضرت رمضاں

جوں برگ گل سے باغ میں شبنم ڈھلک پڑے
کیا ہو کہ برگ تاک سے یوں مے ٹپک پڑے

محفل کے بیچ سن کے میرے سوز دل کا حال
بے اختیار شمع کے آنسو ڈھلک پڑے

کاٹیں ہیں بتاں تاباں جو شمع زباں میری
یہاں بات کے کہنے کی ہوتی ہے گنہگاری

سفیدی جو آئے ہے داڑھی میں تیری
سمجھ شیخ یہ تار و پود کفن ہے

شیخ جو حج کو چلا چڑھ کے گدھے پر یارو
زور نہیں ظلم نہیں عقل کی کوتاہی ہے

رکھتا تھا ایک جیو سو تیرے غم میں جا چکا
آخر تو مجھ کو خاک میں ظالم ملا چکا

دیتا نہیں ہے ساقی اس ابر میں پیالہ
آتا ہے مجھ کو تاباں بے اختیار رونا

گلی میں اپنی روتا دیکھ مجکوں وہ لگا کہنے
کہ کچھ حاصل نہیں ہونے کا ساری عمر رو بیٹھا

تو بال کھول نہایا تھا ایک دن اب تک
ہر ایک موج کو ہے پیچ و تاب دریا میں

ہر ایک کو کیجیو تیروں کا اپنے [illegible]
[illegible] مرے استخواں ہما کے تئیں

بہے اشک از بسکہ آنکھوں سے میری
لب جو ہوا ہے کنار گریباں

ہاتھ بے فائدہ زنداں میں نہ دوڑا مجنوں
طوق [illegible]

Marfat.com

خوانِ فلک پہ نعمتِ الوان ہے کہاں — خالی ہیں مہر و ماہ کی دونوں رکابیاں
مرتے ہیں آرزو میں اس وقت آن پہنچو — تک تم کو دیکھ لیں ہم! جلدی سے جان پہنچو
میں گورِ غریباں پہ جا کر جو دیکھا — بجز نقشِ پا لوحِ تربت نہیں ہے
نہ پائی خاک بھی تاباں کی ہم نے پھر ظالم — وہ ایک دم ہی ترے رو برو ہو سو ہوا
آرزو ہی رہی پہ دانہ اشک — قطرۂ مے کبھو نہ ہو ٹپکا
مرنے کے سے تو نہیں کچھ مرے آثار ہنوز — رحم کر رحم کہ جیتا ہے یہ بیمار ہنوز
کیا میں فرض کہ محشر کے تئیں مجھے بخشیں — جو تو نہ ہووے تو فردوس بھی جہنم ہے
ترے پاس عاشق کی عزت کہاں ہے — تجھے بے مروت محبت کہاں ہے
مری گور پر لوگ رکھتے ہیں گل کو — تری دلربائی کی غیرت کہاں ہے
بتاں کیا کروں ناتوانی میں اپنی — مجھے بات کہنے کی طاقت کہاں ہے
میرا جواب نامہ یہاں لکھ چکے پر اب تک — قاصد پھرا نہ لے کر وہاں سے جواب نامہ
گئے نالے ترے بر باد مانندِ جرس چپ ہو — اثر دیکھا تری فریاد میں دل ہم نے بس چپ ہو
تری ابرو سے نہ چھوٹے گا مرا دل ہرگز — گوشت ناخن سے بھلا کوئی جدا ہوتا ہے
تو مے پی اس قدر ظالم کہ تجھ کو کیف کم ہووے
ترا بے ہوش ہو جانا ہمارا ہوش کھوتا ہے
بتاں کے شہر نا پرساں میں کوئی کب داد کو پہنچے
مگر وہاں اپنے بندوں کی خدا فریاد کو پہنچے
قیامت مجھ پہ کل کی رات اس کے ہجر میں لائی
نہ آیا یار میرا آج بھی وہ رات کیوں آئی

(رباعی)

ہوتا ہوں ترا جو اشتیاقی ساقی — بے خود ہو پکارتا ہوں ساقی ساقی

Marfat.com

خاکسار

محمد یار خاکسار تخلص، عرف کلّو۔ شخصے است خادم درگاہ قدم شریف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم۔ شعر ریختہ می گوید و خود را دور می کشد و بسیار سفلگی می کند بلکہ از تنک آبی بنائے ریختہ را بآب رسانیدہ چنانچہ علی الرغم ایں تذکرہ تذکرۂ نوشتہ است بنام معشوق چہل سالۂ خود و احوال خود را اول از ہمہ نگاشتہ و خطاب خود (را) سید الشعرا پیش خود قرار دادہ۔ آتشِ کینہ کہ بے سبب افروختہ است چوں کباب بو می دہد۔ ایں قسم پئے من رسیماں می تابد کہ (تو) گوئی پسر سن تاب است۔ محمد معشوق کنبوہ کہ مردے است نائب میر بحر، بسیار گرم جوش و یار باش (است) چون شنید کہ خاکسار کلّو ہم نام دارد، بداہتاً(۱) گفت، مصرع:

کتا ہے در بار کا کلّو(۲) اس کا نام

چوں کلّو اکثر نام سگہا می گذارند، لطف ہم رسانید۔ ہر کہ لابۂ او دیدہ است، می داند، فخر او ہمہ بر ریختہ است۔ طرفہ ایں کہ آں ہم نامربوط و خود او ہم نادرست۔ تقلید مرزا جانِ جان مظہر در ہر امر می کند (با وصف آنکہ ہیچ رتبہ ندارد) اگر کسے تکلیف شعر کند، گوید کہ وقتے بیمار بودم۔ آہ آہِ من ایں رنگ داشت۔ سبحان اللہ مردماں ایں لاشعری نامند۔ بابا! من شعر نمی گویم و با ایں برادران یوسف کہ ما شاعراں باشیم (ربطے ندارم، معاف دارید) الغرض بسیار کم فرصت و بے تہ است۔(۳)

---

(۱) پیرس: کلرا

(۲) پیرس: بدیہتہً

(۳) پیرس [illegible]

Marfat.com

ایں چند شعرے کہ بنام او نوشتہ می آید، از فیض سخن است، از و نیست:-

دل شیفتہ ہو کے کیا لیا تیں — اے خانہ خراب کیا کیا تیں
تیری زلف سیہ سے اے پیارے — مجکو یک سر ہزار سودا ہے

خاکسار اس کی تو آنکھوں کے کہے مت لگیو
مجھ کو ان خانہ خرابوں ہی نے بیمار کیا

بر تتبع ایں فن پوشیدہ نیست کہ بجائے "بیمار کیا" "گرفتار کیا" می بایست۔

تیغِ قاتل سے ہوئے محروم بے تقصیر ہم — روز محشر کے اُٹھیں گے گور سے دل گیر ہم
کیا ہے اس خاکسار کی تقصیر — یہ مگر تم کو پیار کرتا ہے

کیا ہے حاصل تجھے ناصح مرے سمجھانے میں
آہ جوں شمع ہے راحت مجھے مر جانے میں

خاکسار عاشق مے خوار کو تقوائے ستے کیا
ابھی دیکھا تھا اس رند کو مے خانے میں

قیامت بھی ہوگی تو میری بلا سے — مجھے داد خواہی کی طاقت کہاں ہے

واسطے یمن کے جا سیل سے لیوے گُل کو
گھر ترے خانہ خرابوں سے جو بنیاد کرے

رونے سے خاکسار کے سوتا نہیں کوئی
اس خانماں خراب کو چنگا خدا کرے

عشوہ و ناز کو اے پیارے — یہ ترا خاکسار جانے ہے

شانہ آہستہ کیجیو حجام
تار[1] اس زلف کا رگ جاں ہے

---

(۱) پیرس : تار

Marfat.com

دردمند

محمد فقیہ دردمند (تخلص) ہرچند کہ یک ملاقات با او کردہ ام لیکن خوب از احوالش مطلع نیستم۔ این قدر (می) دانم کہ نظر یافتۂ[1] مرزا مظہر مسطور است و اشعار او ہم بگوش فقیر نہ رسیدہ مگر چند بیت ساقی نامہ کہ در مدح ممدوح خود گفتہ۔ (از دست):

کرے کیوں نہ مشکل دو عالم کی حل — کہ جس کا یدا اللہ ہے بالنہ بل
کوئی آج اس کے برابر نہیں — وہ سب کچھ ہے الا پیمبر نہیں

کہ ام محمد علی خانے داشت، در صفت او گوید:۔

پڑی اس کی خوبی کی از بسکہ دھوم
لیا ہاتھ قدرت کا صانع نیں چوم

در شروع ساقی نامہ گوید:

ارے ساقی اے جان فصل بہار — یہی تھا ہمارا ترا قرار
ہمارے بسرنے کی یہ فصل نہیں — فراموش کرنے کی یہ فصل نہیں

در قسمیہ گوید:

تجھے وعدہ کر بھول جانے کی سوں
تجھے اپنی سوگند کھانے کی سوں

در فخریہ گفتہ:

تری جان کی سوں غنیمت ہوں میں — سلیقوں میں ظالم قیامت ہوں میں
مرا عقل میں کون انباز ہے — ارسطو مرا ایک دوا ساز ہے
فلک چرخ مارے گا گر صد ہزار — نہ لا دے گا مجھ سا کوئی رد بکار

(۱) پیرس: نظر کردہ

Marfat.com

در اشتیاق گوید:

نہ یہ مے نہ یہ باغ رہ جائے گا
نہ ملنے کا یہ داغ رہ جائے گا

عاصمی

خواجہ برہان الدین عاصمی تخلص۔ شاعر ریختہ (است) و مرثیہ ہم خوب می گوید۔ وضعے معقولے دارد۔ در (شمشیر[1] شناسی) دستے[2] تمامے است۔ متوطن شاہجہان آباد (است) در بہادر پورہ سکونت دارد۔ و مزاجش مائل لطیفہ گوئی بسیار است (و) در علم تاریخ مہارتے[3] خوب پیدا کردہ۔

از مغتنمات روزگار است، اگرچہ روزگار با او مساعدت نمی کند۔ (خدا سلامت دارد) از وست:

چمن کے تخت پر جس دم شہ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں
بتایا باغباں رو رو کے یہاں غنچہ تھا، وہاں گل تھا
رات کو میں شمع کی مانند رو کر رہ گیا صبح کو دیکھا تو سب تن اشک ہو کر بہہ گیا

شوق

میاں حسن علی شوق تخلص۔ از شاہجہاں آباد است۔ سپاہی پیشہ شاعر ریختہ۔

(۱) انجمن: شمشیر شناسیش۔ شروانی میں بھی شمشیر شناسی ہے۔

(۲) پیرس: مہارت تمام دارد۔

(۳) پیرس: مہارت

Marfat.com

شاگرد خاں صاحب سراج الدین علی خاں (است) بندہ را بخدمت او ربط کلیست اکثر اتفاق ملاقات (و اختلاط) می افتد۔ از وست :

قاصد پھرا نہ وہاں سے جواب تک، تو آچکا — القصہ اس گلی میں گیا سو جا چکا
اے یاس مجھ کو کام اجابت سے کیا رہا — وقتے کہ جب دعا ہی سے میں ہاتھ اُٹھا چکا
اگر قاصد ترے کوچے سے ٹک جلدی نہ آوے گا
تو پیارے دیکھیو پھر تو کہ میرا جیو ہی جاوے گا

میں اپنی کم زبانی سے عزیزاں گرچہ مرتا ہوں — لب زخموں سے قاتل کا ادائے شکر کرتا ہوں
عبور بحر دنیا میں سبک ساری سے کرتا ہوں — حباب آسا شمار دم سے بے کشتی گزرتا ہوں
سراپا آرسی ہیں دیدۂ بیدار پر تو بھی — تری اس چشم خواب آلودہ آگے ہو نہیں سکتے
مدت سے یہ بحث درمیاں ہے — پر علم نہیں کمر کہاں ہے
کسی کو باغ دنیا سے نہ دیکھا شاد ہم جاتے — برنگ شبنم اک عالم یہاں سے چشم تر گزرا
دکھا دیدار اے پیارے کہ میں فرقت سے مر گزرا — مری فردائے محشر آج ہے میں کل سے در گزرا
ماتم میں میرے کوئی نہ رویا تو غم نہیں — تربت پہ میری شمع کا ہنسنا بھی کم نہیں
تر وار کس پہ کھینچتے ہو ہم تو مر چکے — پیاسے ہو کس کے خون کے ہم میں تو دم نہیں
آچکا خط بھی پہ تیرا نت نیا اک ناز ہے — ہو چکی آخر بہار اور اب نئیں آغاز ہے
خبر لے شوق کی ظالم تری فرقت سے مرتا ہے
بدا ز تلوار ہے اس پر جو کوئی دم گزرتا ہے

بجھے گی آتش دل ہم نے جانا تھا گھٹا آئی — ہوائے ابر نیں دونی دلے یہ آگ بھڑکائی
بجز مروڑ کے عاشق سے کچھ خیال نہیں — [illegible] کی زلف [illegible] ہے سودائی
کیا کیا ستم نہ تھے جو کیے چشم یار نیں — [illegible] یاں تھیں مجھ [illegible] دکھا چکا
آج ہی ملو تو بہتر وعدہ غلط [illegible] — جوں [illegible] اسک میں تو مہمان ہوں کوئی پل کا

Marfat.com

رُسوا

رُسوا (تخلص) شخصے بود ہندو۔ حالا(۱) قید مذہب نداشت۔ پیش ازیں در توپ خانۂ (بادشاہی) نوکری (می) کرد۔ از چندے ترک روزگار گرفتہ آوارۂ دشت گمراہی شدہ۔ وضع ساختہ داشت۔ اکثر(۲) کہ در اثنائے راہ دیدہ شدہ است، مست گذارہ یافتہ ام۔ پیشتر (ازیں) عاشق طفل(۳) ہندوے بود۔ او از قضا(۴) مرد۔ (و) عاشقی او بہوس مبدل گشت۔ ازبسکہ شراب می خورد و حالات مستی خود بمردہاں می نمود۔ دراین پردہ عالمے را بآب می راند و بسر می برد۔ عریانی(۵) را لباس خود مقرر کردہ می گشت۔ آخر در ہماں برہنگی جامۂ (زندگانی) گذاشت۔ (چند شعر از و نوشتہ می آید) از دست:

(شمع بل جاتی ہے جلتے دیکھ پروانے کتیں
موم دل ہے کیوں (نہ) چاہے اپنے دیوانے کتیں)

(گو زخم میرے دل کا نہ سیوے میرا میاں
میں مر گیا تو کیا ہوا، جیوے میرا میاں)

قفس سے دوں گئے ہم اور چمن میں جائے نہیں
اُڑیں تو پر نہیں رکھتے، چلیں تو پائے نہیں

وصل میں بیخود رہے اور ہجر میں بیتاب ہو — اس دیوانے دل کو رسوا کس طرح سمجھا

(۱) پیرس: حالیا

(۲) پیرس: کہ اکثر در اثنائے راہ مست لایعقل دیدہ شدہ

(۳) پیرس: ہندو بچہ

(۴) پیرس: [illegible] آخر مرد

Marfat.com

ہر گلی میں گر پڑیں ہیں مست ہو دیوار و در　　ابر رحمت برسا ہے یا برستی ہے شراب
آرام تو کہاں کہ ٹک ایک سو کے چپ رہیں　　آنسو بھی نہیں رہے کہ بھلا رو کے چپ رہیں

قائم

محمد قائم متخلص بقائم - جوانے (خوبے) است، خیرہ وطیرہ، حسن پرست، نوکر پیشہ -

مدتے داخل جرگۂ میاں خواجہ میر صاحب ماند - اکنوں با مرزا (محمد) رفیع (سودا) مشہور است - با فقیر نیز آشنا است - (سخن او خالی از کیفیت نیست، خدا سلامت دارد) از وست :

دریا ہی پھر تو نام ہے ہر اک حباب کا　　اُٹھ جائے گر یہ بیچ سے پردہ حجاب کا
کیوں چھوڑتے ہو دُرد تہہ جام مے کشو　　ذرہ ہے یہ بھی آخر اسی آفتاب کا

درد دل کچھ کہا نہیں جاتا　　آہ چپ بھی رہا نہیں جاتا
جا ہے ماتم کو نت مرے دل میں　　اس نگر سے دہا نہیں جاتا
ہر دم آنے سے میں بھی ہوں نادم　　کیا کروں پر رہا نہیں جاتا
(بلبلاں کا اگر جو درد سنے　　باغباں پھر چمن کے گل نہ چنے)
جس کا عاشق پتنگ سا جل جائے　　شمع کیوں کر کہو کہ سر نہ دھنے)
یہ کہیو تو قاصد کہ ہے پیغام کسی کا　　پر دیکھیو لینا نہ کبھو نام کسی کا
الٰہی واقعی اتنا ہی بد ہے فسق و فجور　　پر اس مزہ کو سمجھتا جو تو بشر ہوتا
بنا دے کوئی عمارت سو کس توقع پر　　پڑا ہے قصر فریدوں بن آدمی سونا
نیک و بد جو تجھے کرنا ہے سو کر اے قائم　　پھر امید نہیں ہے کہ جواں ہووے گا
کو نوحہ گر کو خاک پہ میری ہو گرم شور　　تھا اک چراغ گور سو وہ بھی خموش تھا

(۱) پیرس : قائم تخلص -

Marfat.com

ہم سے بے بال و پر اب جائیں کدھر اے صیاد
کاش تیں ذبح کیا ہوتا کہ آزاد کیا

یکدگر جب خفگی آئی تو جھگڑا کیا ہے
تجکو خواہندہ بہت مجکو طرحدار بہت

بھلا اے ابر مژگاں اب تو بس کر
[illegible] گیا تھا تو برس کر

بہار عمر ہے قائم کوئی دن
اسے جوں مل، پیالے کاٹ ہنس کر

دامن نہ کھینچ خاک سے میری اے شعلہ خو
پُر بے قرار ہے ہوس سوختن ہنوز

اے محنت آزمائے عاشق
تب خوش ہو کہ مر ہی جائے عاشق

ہمارے درد دل کے تئیں لیے کب بیدرد پوچھیں ہیں
ہم اپنے جیو سے عاجز ہیں انھوں کو عیش سوجھیں ہیں

روکے ہے کون تیغ مری عشق میں کہا
بولا ادھر سے داغ جگر لے سپر کہ ہم

نہ دل بھرا ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھوں میں
کبھی جو روئے تھے خوں جم رہا ہے آنکھوں میں

موافقت کی بہت شہریوں سے ہیں لیکن
وہی غزال ابھی رم رہا ہے آنکھوں میں

وہ محو ہوں کہ مثال حباب آئینہ
بگرد اشک نکل تھم رہا ہے آنکھوں میں

صحرا پہ گر جلوں مجھے لاوے عتاب میں
کھینچوں ہے ایک خار کو پائے حباب میں

آوے خزاں چمن کی طرف گر میں رو کروں
غنچہ ہرے گلوں کو صبا گر میں بو کروں

کھلتی ہے چشم دید کو تیری پہ جوں حباب
اپنے تئیں بن آپ نہ آیا نظر کہیں

(رہنے دو میری نعش کو ہو جائے تا غبار
لے جائے گی اڑا کے نسیم سحر کہیں)

اے دل برنگ غنچہ نہ گل گلرخوں سے تو
تنگی گرہ میں ان کے کھلانے کو زر نہیں

Marfat.com

دل تو کہے سُنے سے سمجھتا بھی ہے کوئی　　جو کچھ کہو سو دیدۂ خانہ خراب کو
میں رہ گزر میں پڑا ہوں برنگ نقشِ قدم　　تجھ چھوڑ اکس کے بھروسے پہ کارواں مجھکو

قطعہ

یار دکیوں بکتے ہو بے فا[illegible] جاؤ　　اتنی کہتے ہو مجھے اتنی اسے سمجھاؤ
وہ نہیں تو کہ تجھے غم ہو[illegible]ن کا　　یا کوئی جیو نصیبوں سے ستی یا مر جاؤ
سنگ کو آب کریں پل میں ہماری باتیں　　لیکن افسوس یہی ہے کہ کہاں سنتے ہو

قطعہ

میں کہا خلق تمہاری جو مکر کہتے ہیں　　تم بھی کچھ اس کا کہیں ذکر و بیاں سنتے ہو
ہنس کے یوں کہنے لگا خیر اگر ہے یہ بات　　ہوے گی ویسی ہی جیسی کہ وہاں سنتے ہو
راہ پینڈے اسے رکھتا ہوں اگر گھیر کبھو　　ہنس کے کہتا ہے مجھے کام ہے اب پھیر کبھو

جیو میں چہلیں تھیں جو کچھ سو تو گئیں یار کے ساتھ
سر پٹکنا ہی پڑا اب در و دیوار کے ساتھ
میں دیوانہ ہوں صدا کا مجھے مت قید کرو
جیو نکل جائے گا زنجیر کی جھنکار کے ساتھ

موقوف شغل گریہ مری چشم اگر کرے　　اتنا رہے نہ آب کہ لب کوئی تر کرے
پہلے ہی سوجھتی تھی ہمیں اے شبِ فراق　　یہ رات بے طرح ہے خدا ہی سحر کرے
تجھ سے لگی تھیں آنکھیں پھنسا مفت میں یہ دل
تقصیر تھی کسو کی گرفتار ہے کوئی

دہن کو تیرے پایا بات کہتے،　　ہماری جز رسی میں کیا سخن ہے
نہ لگا دل کو اس کی مژگاں سے　　اپنے حق میں تو کانٹے مت بووے
اُٹھاوے ستم یا جفا کیا کرے　　بچارا یہ دل ایک کیا کیا کرے

Marfat.com

میں جاتا ہوں کعبے سے اب دیر کو — بھلا یہ بھی دیکھوں خدا کیا کرے
نہ مرنے دیتے ہم قائم کو لیکن — خداوندی سے کچھ چارہ نہیں ہے
یارب کوئی اس چشم کا بیمار نہ ہووے — دشمن کے بھی دشمن کو یہ آزار نہ ہووے
یہ دل وہ جنس ہے کہ دیا گر کہیں اسے — دھڑکا یہی رہا کہ نہ دے باز پس مجھے
مرا کوئی احوال کیا جانتا ہے — جو گزرے ہے مجھ پر خدا جانتا ہے

بہکا پھروں ہوں یہاں میں اکیلا ہر ایک سمت
اے ہمرہان پیشِ قدم تم کدھر گئے
جی تج چکا ہے جور فروشوں کے ہاتھ سے
دل دیکھنے کو لے کے جو ظالم مکر گئے
افغان و آہ کشتۂ بیداد کیا کرے — جو ستل ہو چکا ہو سو فریاد کیا کرے

رباعی

کیا پشم ہیں دنیا کے یہ سب اہل نعیم — بے قدر کریں ہم کو جو دے کر زر و سیم
مسجد میں خدا کو بھی نہ کیجئے سجدہ — محراب جو خم نہ ہو برائے تعظیم

دانا

فضل علی دانا تخلص۔ مردیست نوکر پیشہ، وارستہ، لطیفہ گو، شاگرد میاں مضمون۔ تلاش لفظ تازہ بسیاری کند۔ اصل او از شاہ جہان آباد است

اتفاقاً در موسم ہولی تاریخ پانزدہم کہ مجلس (در) خانۂ فقیر مقرر است واقع شد۔ میاں دانا نیز تشریف (آورد)[1] لیکن بہ لباس عجیب، یک (نیم) تنے سیاہ بہ بر کردہ کہ دامنش تا بزانو بود۔ چوں[2] رنگ ذات شریف و ریش از حد زیادہ

---

(۱) انجمن : داشت

(۲) پیرس : رنگ شریفش سیاہ بود و ریشش نیز سیاہ۔ مرزا محمد رفیع سودا کہ سابق مذکور شاں گذشت نشستہ بودند بمجرد دیدنش (گفتند) کہ یاراں ہولی کار تیج آیا۔

Marfat.com

ہر دو سیاہ بود، مرزا رفیع کہ سابق گذشت، بمجرد مشاہدہ کردن او گفت کہ "یارو ہولی کا ریچھ آیا، کہ بزبان فارسی خرس ہولی می تواں گفت۔ چوں در ہندوستان رسم است کہ دراں روزہا (۱) (اکثر) اراجیف و اطفال (ہندو) وغیرہم خرس و بوزنہ و اسپ و شتر (وغیرہ) برائے خوشی (و بازی) ہم دیگر می سازند۔ ایں لطیفہ بسیار بہ موقع افتاد بلکہ صورت گرفت۔

القصہ دانا عجب کسے است۔ گاہ گاہ با فقیر نیز ملاقات می کند۔ از وست:

بہر صورت خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا — یہی توحید میں مصرع سر دیوان ہے میرا
دل میں ہر ایک کے سودا ہے خریداری کا — یوسف مصر مگر تو ہی ہے ارے یار عزیز
نہ چاٹے خون کو جس روز میرے اس کے فاقہ ہے۔
رگِ گردن سے میری اس کے خنجر کو علاقہ ہے

انسان

اسد یار خاں انسان تخلص می کرد و شعر ریختہ نیز می گفت۔ در عصر محمد شاہ بادشاہ کہ اکنوں بہ فردوس آرام گاہ ملقب است، بہ امارت رسید۔ بسیار بکر و فر معاش می کرد۔

از اکبر آباد بود۔ (۲) بہ (۳) سبب ناسازی روزگار، کہ باکس نمی سازد و نخواہد ساخت، زود فوت شد۔ از وست:

نہ دیکھی ایک جھلک بھی آپ کے تن بیچ اندھوں نیں
اگرچہ ہر بُنِ مُو سے بدن سارا شبکا ہے

(۱) پیرس : در ایام ہولی
(۲) پیرس : او باشندۂ اکبر آباد داشت
(۳) پیرس : دریں ایام از سبب ناسازی روزگار خانہ نشیں شدہ، فوت شد، رحمۃ اللہ (علیہ)

Marfat.com

زمیں اور آسماں اور مہر و مہ سب تیج میں ہیں انساں
نظر بھر دیکھ مشتِ خاک میں کیا کیا جھمکا ہے

عارف

محمد عارف، عارف تخلص، متصل دہلی دروازہ می باشد، شاگرد میاں مضمون است۔ از بسکہ تلاش لفظ تازہ می کند۔ بعد از سالے و ماہے بیتے از موزوں می نمود۔ شعرِ او خالی از لطف نیست، با فقیر نیز آشنا است، از دست):

دختِ رز کو کہہ کہ اس سے ملے ورنہ عارف افیم کھا دے گا
ہزاروں معنی باریک آویں دل میں اے عارف
اگر زلفِ سیہ کا پیچ اس کے منھ پر کھل جائے

ہدایت

میاں ہدایت اللہ ہدایت تخلص۔ از دہلی[1] است۔ ریختہ را بطرز (نیکو) می گوید۔ از یاران (میاں) خواجہ میر صاحب است۔ اگرچہ او در ظاہر بعجز و انکسار پیش می آید اما کیست خامہ او (در عرصہ[2] سخن بال[3] بستہ راہ می رود۔ بندہ از وضع او بسیار محظوظم (حق سبحانہ تعالیٰ سلامت دارد) از دست

شہید تیغ ابرو ہے اسیر دام گیسو ہے ہدایت بھی تو کوئی زور ہی شہدا شکار ہے
یاد آتی ہی زلف کی ہے قہر پھر گئی جیو پہ سانپ کی سی لہر
تیری زلفوں کی کچھ پہیلی تھی بات روتے ہی گذری آہ ساری رات

---

(۱) پیرس: از باشندہ شاہجہان آباد دہلی است۔
(۲) انجمن: در عرصہ میدان سخن
(۳) پیرس: نعال بستہ

Marfat.com

حیرت میں ہوں کہ تیرے تئیں اے شب فراق
ظاہر میں دیکھتا ہوں کہ عالم ہے خواب کا

قطعہ بند

بھلا بتاؤ میری جان کچھ ہدایت نیں — تمہارے جور سے شکوہ کبھو کیا ہوگا
مگر یہی نہ کہ بے اختیار ہو کے کبھو — کچھ اور بس نہ چلا ہوگا، رو دیا ہوگا
تجھ بن اے خونخوار یہاں ہر دم دم شمشیر ہے
سانس جب پلٹے ہے گویا باز گشتی تیر ہے

بیدار (۱)

میاں (۲) محمد علی بیدار۔ جوانے است بشیر۔ مرد آدمی و خوش خلق۔ از شاہجہان آباد (است) شعر ریختہ بسیار صاف و شستہ می گوید۔ صاحب دیوان است۔ از یاران مرزا مرتضیٰ قلی بیگ فراق تخلص، کہ بسیار شاعر مربوط فارسی اند، ہست۔ اکثر در صحبتہا با فقیر بگرمی پیش می آید۔ الحاصل مرد خوب رنگیں مزاج است۔ خدا سلامت دارد۔

بارہا یار سے چاہا کہ ہوں اغیار جدا
لیکن اُس گل سے نہ یکدم ہوئے وہ خار جدا

---

(۱) بیدار کا ترجمہ پیرس سے نقل کیا گیا ہے۔ اس نسخے میں بیدار کے چالیس شعر اور ایک ہاجی شامل ہیں جبکہ انجمن میں صرف ایک شعر ملتا ہے۔ بیدار کے ترجمے میں بھی قدرے اضافہ ہے۔ انجمن میں اس کا ترجمہ ان الفاظ میں ہے:

"بیدار تخلص، جوانے است از یاران مرتضیٰ قلی بیگ فراق۔ مصرع ریختہ درست موزون می کند، و مرزا مرتضیٰ قلی شاعر مربوط فارسی است۔ اکثر در صحبتہا با فقیر بگرمی پیش می آید۔ از بیدار است"

(۲) میر محمدی بیدار کا نام محمد علی بھی بتایا گیا ہے۔ دیکھیے عمدہ منتخبہ

Marfat.com

تیرے رخسار و قد و چشم کے ہیں عاشق زار
گُل جدا، سرو جدا، نرگس بیمار جُدا

رات کو بزم میں بے رخے درخشاں تیرے
شمع گریاں ہے جُدا، دیدۂ بیدار جدا

جس چشم کو نہ ہو تیرا دیدار دیکھنا
پھر اس کو کیا جہاں میں ہے اے یار دیکھنا

سر شک و داغ و غم و درد جاں ستاں دیکھا
تمہارے عشق میں کیا کیا نہ مہرباں دیکھا

نہ کوہکن نے وہ دیکھا کبھو نہ مجنوں نے
تمہارے عشق میں ہم نے جو اے میاں دیکھا

ہزاروں گرچہ ہیں بیمار تیری آنکھوں کے
پر اون میں کوئی بھلا مجھ سا ناتواں دیکھا

کل تیری یاد میں آنسو ہی نہ کچھ گلگوں تھا
پر مژہ پر مرے لخت جگر پُر خوں تھا

پاس ناموس حیا تھا کہ نہ روئے اے ابر
ورنہ آنکھوں میں ہمارے بھی بھرا جیحون تھا

رشک کھاتا ہے چمن دیکھ کے داماں میرا
کم نہیں ابر سے کچھ دیدۂ گریاں میرا

ایسے طالع مرے بیدار کہاں ہیں آج
اس شب تار میں آوے مہ تاباں میرا

مست ہم کو شراب میں رہنا
کچھ کہو سیر آب میں رہنا

یاد میں اوس کی زلف کے اے دل
کب تلک پیچ و تاب میں رہنا

جو وہ خورشید طلعت شام کو ہو بام پر ظاہر
نہ ہووے صبح محشر تک خجالت سے قمر ظاہر

چھوٹے اب اوس شعلہ خو کا مجھ سے کیونکر اختلاط
چھوڑ کب سکتا ہے آتش سے خجالت اختلاط

آتش حسرت پہ ہو جاتے ہیں لخت دل کباب
اس لب میگوں سے جب کرتا ہے ساغر اختلاط

روشن مثال شمع ہزاروں ہیں غم کے داغ
تربت پہ دل جلوں کی نہیں حاجت چراغ

Marfat.com

خاک عاشق ہے جو ہووے ہے نثار دامن
اے مری جاں تو مت جھاڑ غبارِ دامن
رشک کھاتا ہے جسے دیکھ کے بستان ارم
اشک بیدار نے کی ایسی بہارِ دامن
تجھ بن ہے بے قرار دل اے ماہ کیا کروں
کٹتی نہیں ہے ہجر کی شب آہ کیا کروں
نہ دل نہ دلربا نہ مرے جی کتیں قرار
حیراں ہوں ایسے میں مرے اللہ کیا کروں

جلوہ گر شمع رخ یار کہاں ہے کہ نہیں
روشن اوس نور سے وہ کون مکاں ہے کہ نہیں
کیوں اُٹھایا ہے صبا نے ترے کوچے میں غبار
کیا وہاں آج کوئی اشک فشاں ہے کہ نہیں
دل کو میں آج ناصحا اوس کو دیا جو ہو سو ہو
راہ میں عشق کے قدم اب تو رکھا جو ہو سو ہو
صفا الماس گوہر سے فزوں ہے تیرے دنداں کو (۱)
کیا تجھ لب نے ہمرنگ خجالت لعل و مرجاں کو
دیکھ تجھ کاکل مشکیں کی ادائیں شانہ
ہاتھ اوٹھا کیوں نہ کرے تجکو دعائیں شانہ
اس کے بھر آئے ترے مرہم کاکل سے زخم
دونوں ہاتھوں سے لیتا ہے بلائیں شانہ
چاہیئے مجھ دل صد چاک کو لے جائے ہاں
گریباں واسطے زلفوں کے منگائیں شانہ
حسرت گیسوئے مشکیں میں مرے جو بیدار
استخواں اوس کے کا لازم ہے بنائیں شانہ

ترے کیا ہاتھ آیا اس ستم سے باغباں سچ کہہ
اوجاڑ کیوں چمن سے بلبلوں کا آشیانہ سچ کہہ
نہیں معلوم ہوتا مجکو اس دشنام دینے سے
مزا آتا ہے کیا تجکو ارے شیریں زباں سچ کہہ

(۱) انجمن میں صرف یہی ایک شعر ہے، باقی اشعار نسخۂ پیرس سے نقل کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

گریباں چاک کر اور پاؤں ننگے ہو کے دیوانا
تو ایسے حال سے بیدار جاتا ہے کہاں سچ کہہ

عاشقوں میں جو کوئی کشتۂ کاکل ہووے — اوس کی تربت پہ سدا سبزۂ سنبل ہووے
جس دن تم آکے ہم سے ہم آغوش ہو گئے — شکوے جو دل میں تھے سو فراموش ہو گئے
سلام بھی ہے زمانے میں اور دعا بھی ہے — ہمارے یار نے قاصد سے کچھ کہا بھی ہے
زلف اوس رخ پہ صبا سے جو پریشاں ہو جائے
سحر و شام بہم دست و گریباں ہو جائے

زاہد اس راہ نہ آ مست ہے میخوار کئی — ابھی یہاں چھین لیے جبہ و دستار کئی
ناتواں مجھ سے بھلا کون ہے انصاف تو کر — چشم فتاں کے ترے گرچہ ہیں بیمار کئی
نشہ میں جی چاہتا ہے بوسہ بازی کیجیے — اتنی رخصت دیدیجیے بندہ نوازی کیجیے
چاہیے جو کچھ سو ہو پہلے ہی سجدے میں حضور — آپ کو گر کعبۂ دل کا نمازی کیجیے

رُباعی

خورشید سپہر دین رسول الثقلین — ہیں اون کے علیؓ و فاطمہؓ نور دو عین
فانوس نبوت و ولایت کے بیچ — مانند دو شمع جلوہ گر ہیں حسنینؓ

سلام

میاں نجم الدین علی سلام تخلص۔ مولد او (از دار الخلافۃ) اکبر آباد است۔ خلف میاں شرف الدین علی خاں پیام کہ احوال اونگاشتہ شد۔ چوں یار باش و مخاطب صحیح حقیقت (و) جمعیت (۱) (و) لیاقت (و شخصیت (و) آدمیت (و) حرمت (و) عظمت ہمہ دارد۔ فقیر را با او از تہ دل اخلاص است۔ چنانچہ اکثر

(۱) شمردش و پیرس: حمیت

Marfat.com

اوقات اتفاق باہم فکر شعر کردن و گپ زدن و مزاح[1] نمودن می افتد۔ جوانے خوبیست، خدا زندہ دارد۔ ازوست:

حدیثِ زلف چشمِ یار سے پوچھ — درازی رات کی بیمار سے پوچھ
بے تابیو! قسم ہے تمھیں میرے صبر کی — مسلخ میں بعد ذبح تحمل نہ کیجیو

بہار

لالہ ٹیک چند بہار تخلص۔ مرد (ے) مستعدیست۔ از یاران سراج الدین علی خاں (صاحب است) صاحب[2] تصانیف بسیار، دماغ تفصیل ندارم۔ برہمن رنگیں۔ بہار سخن از لفظ لفظش ہزار[3] ہزار رنگ معنی گل می کند۔ با فقیر ہم آشنا است۔ (خدا ہدایتش کند و اسلام نصیب ...[4])

وہی ایک ریسماں ہے جس کو ہم تم تار کہتے ہیں
کہیں تسبیح کا رشتہ کہیں زنار کہتے ہیں
اگر جلوہ نہیں ہے کفر کا اسلام میں ظاہر
سلیمانی کے خط کو دیکھ کیوں زنار کہتے ہیں
(ایتا[5] مردم کشی کا زور بیماروں نے کب پایا
غلط کرتے ہیں ان آنکھوں کو جو بیمار کہتے ہیں)

---

(۱) پیرس : اختلاط نمودن

(۲) پیرس : تصانیف بسیار دارد

(۳) پیرس : ہزاراں ہزار

(۴) نسخے میں الفاظ واضح نہیں ہیں۔

(۵) یہ شعر پیرس کے حاشیے پر ہے۔

Marfat.com

تھی زلیخا مبتلا یوسف کی اور لیلےٰ کا تیس یہ عجب منظر ہے جس کے مبتلا ہیں مرد و زن

باعتقاد بندہ بجائے اشارت قرینہ و کلمۂ استعجاب کہ اول مصرع دوم بکار برده است اگر حسن کیا" می گفت، ایں شعر واضح تر می شد، فافہم ۔

سحر یا معجز ہے یہ سچ کیوں نہیں کہتا بہار دم ترا جذرِ اصم سے زور کرتا ہے کرے

ہمیں واعظ ڈراتا کیوں ہے دوزخ کے عذابوں سے
معاصی گو ہمارے بیش ہوں کیا مغفرت کم ہے

سبھی کرتے ہیں دعوے خون کا قسمت ہے تو دیکھیں گے
صفِ محشر میں ہوگا کس کے دامن ہاتھ قاتل کا

ناز و استغنا، عتاب، اعراض سب جاں کاہ ہیں
قرب میں خوباں کے کیا معنی کہ دل کو ہو نشاط

نہیں معلوم کیا حکمت ہے شیخ اس آفرینش میں
ہمیں ایسا خرابی کیا تجھ کو سنا جاتی

محبت کی ظلمت میں جو جاوے گا تو دیکھے گا کوئی آرے تلے چیرا کسی کو کوہ پر پٹکا

نثار

میر عبدالرسول نثار ۔ از یاران فقیر مؤلف است ۔ چنانچہ (شعر)[1] مشہور است من می گوید[2]۔ سید نجیب، جوان سعادت مند، اصلش (از) اکبر آباد است ۔ در عصر (پادشاہ ع) فرخ سیر پادشاہ کہ ہنگامہ (با) نیکو سیر در اکبر آباد گرم شدہ بود، بزرگان ایں با اقتدار بسر می بردند ۔ (مرد) بسیار آراستہ پیراستہ، سنجیدہ فہمیدہ (است) فقیر از وضع او بسیار محظوظ[3] است ۔ از دست :

(۱) شروانی میں یہ لفظ موجود ہے
(۲) پیرس : فقیر
(۳) پیرس : خوش

Marfat.com

جو ہے یعقوب یوسف دیکھنا منظور آنکھوں سے
تو اتنا پھوٹ کر مت رو کہ جاوے نور آنکھوں سے
ٹک دیکھ تو چمن کا کیسا ہے ڈھنگ تجھ بن
منہ سے اُڑا ہے گُل کے گلشن میں رنگ تجھ بن
ہر سمت صد تمنا تڑپھیں ہیں خاک و خوں میں
ہے صحن خانہ میرا میدان جنگ تجھ بن
یہاں گُل رکھے پھرے ہے دستار پر تو اپنی
وہاں عاشقوں کے سر پہ پڑتے ہیں سنگ تجھ بن
اکثر ہیں دلفگار ولیکن نہ اس قدر کتنے ہیں بے قرار ولیکن نہ اس قدر
میں وہ ہوں جس کے رشک سے گُل نیں کیا سحر
ٹکڑے جگر ہزار ولیکن نہ اس قدر
ہاتھ سے ان جامہ زیبوں کے نکل جاویں گے ہم
یہ گریباں دامن صحرا کو دکھلاویں گے ہم
یہ عزم کس مریض پہ یہ خشم کس پہ شوخ
اک میں ہوں مضطرب سو تو نبض طپیدہ ہوں
قاصد یہ مقتضا نہیں غیرت کا خط لئے
مشتاق پرفشانی رنگ پریدہ ہوں
طوفان خلق ہووے گا اشک ستم زدہ
ایسا نہ ہووے یار کہ میں آب دیدہ ہوں

میر حسن

میر حسن متخلص بہ حسن۔ جوان اہلیست۔ نوکر پیشہ، اکثر در بندہ خانہ بتقریب مجلس تشریف می آرد، وضع مرد آدمیانہ دارد۔ مشق شعر از مرزا رفیع (سودا) می کند۔ از دست :

Marfat.com

لگتا ہے آج مجکو یہ سارا جہاں خراب　　شاید کہ رہ گیا ہے کوئی خانماں خراب
قاتل اگر کہے کہ سسکتا ہے چھوڑ دو　　خنجر تو ایک دم کے لئے منہ نہ موڑیو

زکی

جعفر علی خاں زکی۔ مرد عمدۂ روزگار ست۔ متوطن (شاہجہان آباد) دہلی (است)

بادشاہ محمد شاہ بر او فرمائش مثنوی حقہ کردہ بود۔ دو سہ (۱) شعر موزوں کرد (۲)، دیگر سرانجام ازو نیافت۔ اکنوں شیخ محمد حاتم کہ نوشتہ آمد (۳)، باہتمام رسانید و آں مثنوی خالی از مزہ نیست۔

پنج چار سال پیش ازیں، خانۂ جعفر علی خاں مجمع یاراں ریختہ مقرر بود۔ خدا داند چہ واقع شد کہ برہم خورد۔

(۴) (و جعفر علی خاں) شعر ریختہ را جستہ جستہ (بسیار رنگین و مربوط) می گوید۔ آنچہ ازو اشعار شنیدہ شدہ، نوشتہ شدہ۔ از دست

چمکتے دانت دیکھے یار کے ریختیں جانے میں
جڑی ہیں گپتیاں الماس کی نیلم کے خانے میں

از مثنوی اوست در منقبت گفتہ

(مدح)

قضا کے راج کی صنعت گری دیکھ　　نبی کے آل کی بارہ دری دیکھ
نبی کے آل پر مجھ وار جانا　　اسی بارہ پلے سے پار جانا

---

(۱) پیرس : چند
(۲) پیرس و شودش : کردہ بود۔
(۳) پیرس : مذکور او گذشت
(۴) پیرس : چندے ازو نوشتہ می آید:

Marfat.com

در تعریف عشق و آبلہ می گوید :

بدہ کی راہ کے گوہر پھپھولے کہ کانٹے باٹ میں جاتے ہیں تولے

تمکین

میاں صلاح الدین تمکین تخلص[1] - جوان رنگیں مزاج، شوخ طبع با تمکین است۔ درویش وضع، بکسے کار ندارد - بہر طور کہ می گذرد، بسر می برد۔ از وست :

(تمکین)

حُسن اور عشق کو جس روز کہ ایجاد کیا مجھکو دیوانہ کیا، تجھکو پری زاد کیا

(جو[2] اب نہ مریئے تو پھر انتظار میں مریئے خدا خزاں نہ دکھاوے، بہار میں مریئے)

(تمام عمر شرابیں پیا کئے ساقی ہزار حیف کہ آخر خمار میں مریئے)

جگّن

میاں جگّن خالہ زادۂ شیر افگن خاں حال است۔ دعوی شاگردی فقیر می کند۔ بارے سر بہ سخن دارد، خدائش زندہ دارد :

اس دل مریض عشق کو آزار ہی بھلا چنگا ہو تو ستم ہے یہ بیمار ہی بھلا

غریب

محمد امان[3] اللہ غریب تخلص کہ یادش بخیر (باد) یک[4] آشنائے بامزہ داشتم بسیار خوش ظاہر بود۔

---

(۱) تمکین کا ترجمہ پیرس سے نقل کیا گیا ہے۔ انجمن میں ترجمہ اس طرح ہے :- جوانے بے تمکینے: تمکن باصطلاح یاراں شوخ طبع مردیست۔ درویش وضع بکسے کار ندارد۔ بہر طور یکہ باشد بسر می برد۔

(۲) آخری دو شعر پیرس کے حاشیے پر ہیں۔

(۳) پیرس : محمد زماں

(۴) پیرس : آشنائے بامزہ بود

Marfat.com

زبانش لکنت داشت، ازیں سبب گاہے الکن ہم تخلص می آورد[۱]۔ چوں اکثر (ے) درباغات مغل پورہ می رفت، بندہ اورا (رند[۲] باغاتی) می گفتم۔

بسبب پریشانی روزگار قریب دو (سہ) سال است کہ بسمت بنگالہ رفت[۳]

تیری بغل ہی میں دل پر داغ ہے غریب — حسرت چمن کی کاہے کو یہ باغ ہے غریب

محسن

محمد محسن، سلمہ اللہ[۴]، محسن تخلص می کند۔ برادرزادۂ فقیر مؤلف است۔ ذہنش بسیار مناسب وسلیقہ اش خیلے[۵] درست معلوم می شود۔ مصرع ریختہ بہ مشورت من[۶] موزوں می کند۔ سنش[۷] نام خدا تا بہ بست سالگی رسیدہ باشد۔ خوب[۸] خواہد گفت، ان شاء اللہ۔ از دست :۔

یوسف مصر پہنچتا ہے کوئی — تجھ سے دلبر عزیز دلہا کر

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ — زندہ کرتا ہے نام عیسیٰ کا

دور[۹] سے گئے وہ کوہکن وقیس کے جو تھے — میرے جنوں کا اب تو زمانہ میں شور ہے

محسن تمام عمر مجھے روتے ہی کٹی — اس غم کدے میں آہ کہیں بھی سرور ہے

مرا رنگِ رو اس قدر زرد ہے — کہ یہاں زعفراں زار بھی گرد ہے

---

(۱) پیرس : می کرد

(۲) انجمن : ارند باغاتی

(۳) پیرس : رفتہ است

(۴) پیرس : حفظہ اللہ من آفات

(۵) پیرس : بسیار درست است

(۶) پیرس : فقیر

(۷) پیرس : سنش بست سال داشتہ باشد

(۸) پیرس : ان شاء اللہ آئندہ خوب خواہد شد۔

(۹) نسخۂ پیرس میں "دور سے" کا مفہوم "زمانہ" درج کیا گیا ہے۔

Marfat.com

طپش تشنہ لب تڑپے ہے غالبا — دھڑاکے کا دل میں مرے دد ہے
اگر شیخ دوزخ میں گرمی ہے زور — مرے پاس بھی اک دم سرد ہے
بہتوں کا عاشقی میں یہاں کال ہوگیا ہے — اے دل ابھی سے تیرا یہ حال ہوگیا ہے
ٹک راہ پر تو آؤ اب سیر کو کہ محسن — مانند نقش پا کے پامال ہوگیا ہے
تعزیت دار حسرت دل ہے — یہ جو گریہ کا جامہ آبی ہے
دل پر آبلہ مرا محسن — رشک آئینۂ جابی ہے
اس کے کوچہ میں ہے کچھ نالۂ شب کا چرچا — دیکھیو کوئی یہاں میرا تو مذکور نہیں
طبع نازک کو مرے ہاتھ میں رکھیو کہ میں — قیس و فرہاد سا دہقانی و مزدور نہیں
تنگ ابرو ملی عاشق الٹ گئے — تجھے تلوار سے اے شوخ جس ہے
کیا جانیے وہ شوخ کدھر ہے کدھر نہیں — ہم کو تو تن بدن کی بھی اپنے خبر نہیں
اس دشت پرخطر کا میں باشندہ ہوں جہاں — آدم کا ذکر کیا ہے ملک کا گزر نہیں
دل دینے پر ہو جیو تو کرو خانماں خراب — یہ عاشقی ہے شیخ جیو، خالا کا گھر نہیں
مر گیا پوچھی نہ پر تم نے مری زحمت دل — جیو کی جیو ہی میں رہی ہائے مری حسرت دل
مجھ تہیدست کے کیا تھا کوئی دن آ گئے — داغ پیسے سے جو ہاتھوں پہ ہیں مہر دلت دل
کیا حساب اتنی جفاؤں کا جو میں کھینچوں ہوں — میں گرفتار بلا میں جو ہوا بابت دل

(قطعہ)

اے دیدہ خاندان تو اپنا ڈبو چکا — اب رونا تو ہے کیا جو کچھ ہونا تھا ہو چکا
محسن نہ روؤں میں تو بھلا کہہ کے کیا کروں — اک دل بساط میں تھا میں اس کو بھی کھو چکا
دل مرا وابستۂ زنجیر زلف یار ہے — ہے تو دیوانہ پر اپنے کام میں ہشیار ہے
اور یہ عاجز تمہارا کچھ نہیں رکھتا مگر — جاں برلب آمدہ حاضر ہے گر درکار ہے

Marfat.com

تک آکے دیکھ نہیں کچھ بھی حال آنکھوں میں
پھرے ہے اس پہ بھی تیرا خیال آنکھوں میں

نہ پوچھ دختر رز کی تو مجھ سے کیفیت
لئے ہی جاتی ہے دل پہ چھنال آنکھوں میں

جاں بلب ہوں میں نکل جائے نہ یہ جان کہیں
دل میں حسرت ہی رہی جاتی ہے آرمان کہیں

کب تلک نزع کی حالت میں رہوں میں تجھ بن
ہو بھی اے مردنِ دشوار اب آسان کہیں

جس دن تری گلی سے میں عزم سفر کیا
ہر ایک قدم پہ راہ میں پتھر جگر کیا

بت خانے کی شکست و درستی کعبہ ہائے
یہ سب کیا پہ شیخ نہیں دل میں نہ گھر کیا

رباعی

جب تخم محبت ہم نے دل میں بویا
دین و دنیا سے ہاتھ اپنا دھویا

اس عشق میں ہوئے خانہ ویراں یارب
دونوں عالم سے ان نے ہم کو کھویا

ضیا

میاں ضیاء الدین ضیا تخلص، متوطن دہلی (است) جوانے است، مؤدب و مہذب، متواضع بافقیر ربطے بسیار دارد۔ (خدا ایش نگاہ دارد)

از وست :-

جنت کا مت دو مژدہ مجھ خاک میں رلے کو
آرام وہاں بھی معلوم ایسے جلے بلے کو

گریاں و خاک اُڑاتا جوں ابر، جوں بگولا
صحرا میں تو نے مجنوں وحشی ضیا بھی دیکھا

Marfat.com

راقم

بندرابن، راقم تخلص۔ از شاہجہان آباد است۔ مشق شعر از مرزا رفیع می کند۔ قبل ازیں با فقیر نیز مشورت شعر می کرد۔ باینده بسبب میاں ابراہیم کہ جوانے است مربوط و مضبوط، آشنا شدہ بود۔ و میاں ابراہیم از بسکہ با ما شاعراں آشنا است گوئی(۱) کہ ہم سلیقہ ہست۔ راقم مرقوم و محمد قائم کہ احوالش(۲) گذشت، ہر دو ہم طرح (اند) از راقم(۳) است:۔

(راقم)

یہاں تک قبول خاطر کیجئے تری جفا کو
تا سب کہیں کہ راقم رحمت تری وفا کو

(۴) ایں معنی را در دیوان میر عبدالحی تاباں مرحوم، بہ تغییر ردیف بہ ہمیں الفاظ، مطالعہ کردہ ام۔ ظن غالب آنست کہ ایں شعر از تاباں مذکور است، چراکہ او از مدت مشق سخن می کرد و ایں نو مشق است، اللہ اعلم۔

دل کنج قفس میں کر فریاد بہت رویا — ہنسنے کے تئیں گل کے کر یاد بہت رویا
میرے اعضا میں تجھ کمر سے میاں — فرق ہرگز نہیں سر مو کا
ابر تر سے چشم گریاں کم نہیں — موج دریا ہے شکنج آستیں

قطعہ

مژگاں سے دل بچے تو ٹکڑے کرے ہے ابرو — یہ کہہ کے میں نیں اس سے جب دل کی داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جس وقت ہو سے خالی — تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

(۱) پیرس: گویا کہ او غاؤن ماست۔
(۲) پیرس: احوال او
(۳) پیرس: از دست۔
(۴) یہ عبارت پیرس میں نہیں ہے۔

Marfat.com

قطعہ

اے باغباں نہیں ترے گلشن سے کچھ غرض
مجھکو قسم ہے چھیڑوں اگر برگ و بر کہیں
اتنا ہی چاہتا ہوں کہ میں اور عندلیب
آپس میں درد دل کہیں ٹک بیٹھ کر کہیں

کس کے گلے کے قطرۂ خوں ہیں تہہِ زمیں
جوں تکمہ اُگتے ہیں گل اور رنگ اب تلک

پہنچا نہ آہ درد کو میرے کوئی طبیب
یارب عجب طرح کا کچھ آزار ہے مجھے

دیکھا نہ ہو جسے میں کوئی سر زمیں نہیں
پر تخم دل ہو سبز جہاں سو کہیں نہیں

سنتے تھے ہم جہاں میں اہلِ کرم کا ہاتھ
آیا جو دید میں تو کم از آستیں نہیں

مری بدشرابیوں سے کریں توبہ گساراں
زہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یاراں

سُنا کن نے حال میرا کہ جو ابر وہ نہ رویا
رکھے ہے مگر یہ قصہ اثر دعائے باراں

بیچوں ہوں میں اس پاس یہ دل نیم نگہ کو
اس پر بھی ستم ہے جو خریدار نہ ہووے

اے عشق مجھے کوئی طرح مار
تا یار کہے کہ ہائے عاشق

کام عاشقوں کا کچھ تجھے منظور ہی نہیں
کہنے کو ہے یہ بات کہ مقدور ہی نہیں

کہتا تھا کوں یہ کہ خوشی ہے جہاں کے بیچ
اس بات کا تو یہاں کہیں مذکور ہی نہیں

سُنتے ہیں ہم کہ ہوتی ہے جگ میں دوام صبح
ہوگی کبھی اے چرخ ہماری بھی شام صبح

معصیت میری بہت ہے کہ تیری بخشش بیش
اپنی رحمت پہ نظر کر مرے عصیاں کو نہ دیکھ

صیاد کب تو چھوڑے گا مجھکو قفس سے آہ
کھٹکے ہے میرے دل میں بہت خار خار باغ

Marfat.com

رونے میں اس قدر تو جگر اے جگر نہ کر
دیکھا نہ تو نے کچھ کہ دل دیدہ کیا ہوئے

نامہ کا میرے اس سے لے کر جواب پھرنا
پر واسطے خدا کے قاصد شتاب پھرنا

ایک وے بھی دن تھے یارب جو تھا ہمیں میسر
گلشن میں ساتھ اس کے پیتے شراب پھرنا

کہے کیا درد دل بلبل گلوں سے — اڑا دیتے ہیں اس کی بات ہنس کر
جو چاہے گوہر مقصود اے دل — صدف کی طرح تو پاس نفس کر

کمترین

میاں کمترین (سلمہٗ) مردیست وارستہ۔ مزاجش میلان ہزل بسیار دارد۔ موافق استعداد خود (سخن) می گوید۔ بندہ شعر معقول او نہ شنیدہ ام (مرد خوب است)

گاہ گاہ در مجلس مرافقہ کہ ایں لفظ بوزن مشاعرہ تراشیدہ اند، ملاقات می شود، از شہر آشوب اوست:۔

نو خصم گن کر مشلچن نیں کیے — تو بھی نہیں رہتی دو شاخہ بن دیے
بلا اس مست نغرانی کو تازی — اگاڑی اصطبل کے جا پچھاڑی

(ایہام)

یہ متصدی نہیں ملتے اگر بھانڈوں سے ذاتوں میں
تو کیوں پیسے کماتے ہیں یہ نقلیں کر براتوں میں

(ایہام)

دیکھو پکوان والی کی مزاحیں
خصم کے روبرو دیتی ہے شاحیں

(۱) [illegible] خوش مزاج، ہزل بسیار دارد

Marfat.com

(ایہام)

تم (پادشہ)[1] پسند ہو ہم کمترین تمہارے
کے بیر ہم کو دوگے نازک بدن پیارے

(کمارن[2] ایک گھڑی بھر چاہ میں جو اس طرف آوے
میرا دل اوس کا چاک ہو جاوے)

قدر

قدر تخلص، شخصے است وارستہ از قید مذہب و ملت برجستہ۔ او باش وضع[3] زبان او بزبان لوطیاں می ماند۔ گاہے در کوچہ و بازار شہر بہ نظر می آید۔ احوالِ او[4] کماحقہ معلوم فقیر نیست۔ از وست:

آئے ہو آج تو رہ جاؤ سجن رات کی رات
لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

کافر

میر علی نقی[5]، مرد سید است۔ سپاہی پیشہ، کافر تخلص می کند۔ در شعرے کہ تخلص می آرد۔ کافر ٹپکہ می نامد۔ چنانچہ اکثر در مجلس گفتہ می خواند کہ صاحب درد

---

(۱) انجمن : بادشاہ

(۲) یہ شعر پیرس کے حاشیے پر ہے۔

(۳) پیرس : زبان گویائی دارد

(۴) پیرس : احوالش

(۵) پیرس میں کافر کا ترجمہ صرف ان الفاظ میں ہے : میر علی نقی، کافر تخلص، مرد سید است، سپاہی پیشہ، وضع او باشانہ دارد۔

Marfat.com

یک کافر ٹپکہ، موزوں شدہ است۔

در ایام گذشتہ دو سہ ماہ خانۂ خود مجلس ریختہ مقرر کردہ بود، آخر از وضع او باشانۂ او برہم خورد۔

در بزرگ زادگی او شبہ نیست، با فقیر ربطے دلی دارد۔ از وست:

کس کس طرح بتوں کی صورت نیں رنگ پکڑے
کافران انکھڑیوں نیں دیکھے ہیں جھمکڑے
(مسّی[1] لگا کر لال کیا مونہہ کو کوسیں
ظالم نے قتل عام کیا کافر آں سیں[2]

عاجز

عاجز تخلص۔ شخصے لوطی است۔ پرو پوچے چندے بافتہ، نظر کردۂ میاں کمترین۔ اکثر در مشاعرۂ حافظ حلیم کہ مردیست بسیار گرم جوش و چسپاں اختلاط۔ حافظ اکثر شعرہائے خوب استاداں دیدہ و شنیدہ است۔ و حافظ حلیم شعر بطور بو اسحق اطعمہ می گوید گاہے مصرعے خوب ہم از و سر می زند۔ چنانچہ مصرع حضرت حافظ قدس سرہ العزیز، را تضمین کردہ است بطرزیکہ خود می گوید۔

صبا بلطف بگو آں بخیل بابا را
کہ سر بکوہ و بیاباں تو دادۂ ما را

---

(۱) یہ شعر پیرس کے حاشیے پر ہے۔

(۲) اس شعر کے بعد پیرس میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں:۔

فرد فارسی از کافر مرقوم است
چرا بہ آتش سوزاں نہ سوختند مرا
بدست ہمچو تو کافر فروختند مرا

Marfat.com

و با عاجز ایں عاجز ترین خلائق چنداں ربطے نہ دارد۔ از وست :

دل بغل مارے لئے جاتے ہیں یہ سب مکتب کے طفل
شیخ سعدی تم بھی اب لے کر گلستاں دوڑ یو[1]

میر گھاسی

میر گھاسی[2] جوانے است فہمیدہ، در مغل پورہ می باشد۔ تخلص از راہ اظہار قصور فہم در غزل نمی آرد، با من ہم آشناست، از وست :

تو ہوا اور باغ ہو اور زمزمہ کرنا بلبل
تیری آواز سے جیتا ہوں نہ مرنا بلبل

عُشّاق

عشاق شخصے است کھتری، شعر ریختہ را بسیار نامربوط می گوید سلیقہ اش از تخلص پیداست۔ اکنوں در مجمع یاراں ہم می آید کہ مردہ است ایامے کہ خانۂ میاں صاحب خواجہ میر مجلس ریختہ می شد، بنظر می آمد و رتبہ داری ایں شعر کہ نوشتہ می شود از فیض سخن است۔ از وست :

خط سے زیادہ اور ہوا حُسنِ یار کا[3]
آخر خزاں میں کچھ نہ اُکھاڑا بہار کا

---

(۱) نسخۂ پیرس میں عاجز کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے :
"عاجز تخلص شخصیت از قوم کھتری، طبع موزونے دارد از وست : عاجز
خط سے زیادہ اور ہوا حُسن یار کا
آخر خزاں نے کچھ نہ اکھاڑا بہار کا
یہی شعر نسخۂ انجمن میں عشاق کے ترجمے میں نقل ہوا ہے۔

(۲) میر گھاسی کا ذکر نسخۂ پیرس میں نہیں ہے۔

Marfat.com

میر (سوز)[1]

محمد میر، میر تخلص، جوانے است بسیار اہل[2] (و) خوش طبع، ہر چند طرز علیحدہ دارد لیکن[3] از خوش کردن تخلص من[4] نصف دلم از و خوش است۔ از وست:

شہرۂ حُسن سے از بسکہ وہ محبوب[5] ہوا
اپنے چہرے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا

بسمل

بسمل[6] تخلص۔ پیش از نوشتن این مزخرفات آوازۂ او شنیدہ بودم، باز معلوم نہ شد کہ کجاے بود و کجا رفت۔ از وست[7]:

لہو پی کے رہ گیا بسمل وگرنہ
ملاتا اپنے تئیں وہ خاک و خوں میں

(عشق نے خانۂ ویران دل آباد کیا
غم نے اس خاطر محزوں کو مرے شاد کیا

کوئی گھر زخم کا خالی نہ رہا پیکاں سے
ملک دل خوب ترے ظلم نے آباد کیا

ہائے اس دیوانۂ دل نے کام کیا بیجا کیا
آپ تو بدنام تھا ہی مجھ کو بھی رسوا کیا

گر یہی ہے دلبری تو خیر مرنا دُور نہیں
دل کہاں تم کو دیا دشمن گویا پیدا کیا

جن ترے لب کو لعل فام کیا
مے کو برجا ہے گر حرام کیا

---

(۱) اضافۂ مرتب

(۲) پیرس : خوب

(۳) پیرس : اما

(۴) پیرس : فقیر مؤلف

(۵) پیرس : محجوب

(۶) پیرس میں بسمل کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:
"میاں بسمل، شاعر ریختہ بندی است از ہست و بود او کما حقہ واقف نیستم"

(۷) انجمن میں بسمل کا صرف ایک شعر ملتا ہے جب کہ پیرس میں ان کے اشعار کی تعداد [illegible] ہے

Marfat.com

بندہ دل کا ہوں اپنے نام خدا — سنگ دل بت کو خوب رام کیا
اپنے لخت جگر کو بسمل نے — سجۂ اشک کا امام کیا

کیا ہے عرس شاید مر گیا ہے کوئی دیوانا — کہ ہے چشم غزالاں سے چراغاں آج ویرانا
محبت میں نہ اتنا چاہیئے کم ظرف ہو کوئی — ذرا سی گرم روئی دیکھ جل جاتا ہے پروانا
دل مجروح ہے از بسکہ زخمی لذت غم کا — لہو اترا ہے چشم داغ میں سن نام مرہم کا

کشاکش زلف کی یہ کچھ ہے اور خط کا غبار ایسا
نہ ہو یارب کسو کا دل پریشاں روزگار ایسا

شکوۂ عشق اور شانِ جنوں کا رعب ہے بسمل
وگرنہ پاؤں پر رکھتا تھا کس کے سر کو خار ایسا

میں جنوں کا نہ اگر سلسلۂ جنباں ہوتا — شک نہیں، خانۂ زنجیر تو ویراں ہوتا
تب بجا ہوتا ملامت مجھے کرنا ناصح — ہاتھ میرے میں اگر تیرا گریباں ہوتا
اے شوخ جس خدا نے تجھے خوب رُو کیا — کچھ مصلحت تو ہوئے گی جو زشت خو کیا

جو نہ دی اے اشک نے آج اس دل پر خوں کی داد
پھر ملے گی حشر کو کیا خاطر محزوں کی داد

تضمین یقین

حال سے بسمل کے غافل ہے جو کہتا ہے یقیں
پھر کسو نے بعد مجنوں کے نہ دی ہاموں کی داد

لگتا نہیں نہ دشت نہ گلشن میں ان دنوں — لے جاوے ایسے دل کو کوئی اے خدا کدھر
بسمل جنوں میں آج ترے سر پہ کوئی نہیں — وہ عقل و ہوش تھے جو بڑے آشنا کدھر
زلف تیرے کے نہ تھی جو بھی نمودار ہنوز — تب سے ہوں دام محبت میں گرفتار ہنوز
کر چکا مجھ کو تو بسمل یہ فدا جانے کیوں — [illegible] (۱)

Marfat.com

شاغل

شاغل تخلص، جوانے بود (گاہ)[1] گاہے مصرعے موزوں می کرد۔ شاگرد بسمل مسعود (بودہ است)[2] پیش بندہ ہم دو سہ مرتبہ آمدہ، اکنوں بنظر نمی آید۔ از وست:

جانی نہیں ہے اس سے تری فکر زلف و رخ
شاغل کو روز و شب ہے تیرا ذکر زلف و رخ

بیرنگ

دلاور خاں۔ پیش ازیں ہمرنگ تخلص می کرد۔ حالا بیرنگ۔ (دبیرنگ) خوش کردۂ میاں یکرنگ است۔ مصرعے[3] درست موزوں می کند۔ از وست:

یار کا جب خیال آتا ہے — ہوش میرا تمام جاتا ہے
دل کوں تجھ عشق سے قرار نہیں — اب تلک تجکو اعتبار نہیں
نہیں مطلب مجھے کچھ باغباں اور — دیوانہ ہوں میں گل کے رنگ و بو کا
سدا بیدار رہ غفلت سے ہو ترش — مثل مشہور ہے سو یا سو چوکا
ہے ہاتھ ترا خون سے عاشق کے گر آلودہ — مہندی سے سجن مت کر بارد گر آلودہ
مفلس کی خبر کب ہے اے سیم بدن تجکو — افشاں سے ترا ماتھا رہتا ہے زر آلودہ
فرہاد کو محنت کی تلخی نہ کبھی ہوتی — شیریں کا جو ایک بوسہ ملتا شکر آلودہ
خط میرا اوس نگار نے نہ پڑھا — کیا لکھا تھا کہ یار نے نہ پڑھا
میں تو لکھتا تھا اس کو خط بیرنگ — اس تغافل شعار نے نہ پڑھا

(۱) انجمن : بلکہ
(۲) انجمن : می گفتہ
(۳) [illegible]

Marfat.com

قدرت

قدرت اللہ، قدرت تخلص ۔ اگرچہ عاجز سخن است لیکن برائے خاطر میر (محمد) عارف کہ (۱) از یاران درست فقیر است، نوشتہ شد ۔ (از قدرت است):

قاصد شتاب جا کے خبر لا تو یار کی
حالت پنٹھ بری ہے دل بے قرار کی

یکدل

میر عزت اللہ یکدل ۔ مردے سیدے بود، عاشق سخن ۔ اکثر (مدح و) منقبت می گفت ۔ در زمان محمد شاہ بادشاہ بنظر می آمد (و حالا معلوم نیست کہ کجا رفتہ) ایں ہم از زبان میر عارف بہ تحقیق رسیدہ (کہ) از وست:

(مخمس مدح)

نو گل باغ اِنَّمَا کی قسم — سرو گلزار ھَلْ اَتیٰ کی قسم
میر میدان لَافَتَا کی قسم — میں تو عاشق ہوں مرتضیٰ کی قسم
دل فدا ہے مجھے خدا کی قسم (۲)
شاعروں میں نہ میں خیالی ہوں — والہ و مست ہوں ولا کی قسم

میر

فقیر حقیر میر محمد تقی مؤلف ایں نسخہ ۔ متوطن اکبر آباد است ۔ بہ سبب گردش لیل و نہار از چندے در شاہجہان آباد است (چندے از خود نوشتہ می آید)

---

(۱) پیرس میں عبارت اس طرح ہے:
کہ از یاران یکرنگ فقیر است و باعث شدہ نویسانیدہ است ۔
(۲) پیرس میں اس مصرع کے بعد "الا (الیٰ) آخرہ" بھی ہے ۔

Marfat.com

(میر مؤلف)

سیر کے قابل ہے دل صد پارہ اس نخچیر کا
جس کے ہر ٹکڑے میں ہو پیوستہ پیکاں تیر کا

جو تیرے کوچہ میں آیا پھر نہیں کاڑھا اُسے
تشنہ خوں میں تو ہوں اس خاک دامن گیر کا

کس طرح سے مانیے یاراں کہ یہ عاشق نہیں
رنگ اُڑا جاتا ہے ٹک چہرہ تو دیکھو میر کا

شب درد و غم سے عرصہ میرے جیو پہ تنگ تھا
آیا شبِ فراق تھی یا روز جنگ تھا

مت کر عجب جو میر ترے غم میں مر گیا
جینے کا اس مریض کے کوئی بھی ڈھنگ تھا

جو اس شور سے میر روتا رہے گا — تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا
تو یوں گالیاں غیر کو شوق سے دے — ہمیں کچھ کہے گا تو ہوتا رہے گا
عید آئندہ تک رہے گا گلا — ہو چکی عید تو گلے نہ ملا
آنکھوں میں جیو میرا ہے ادھر یار دیکھنا — عاشق کا اپنے آخری دیدار دیکھنا
ہونا نہ چار چشم دل اس ظلم پیشہ سے — ہوشیار، زنہار، خبردار دیکھنا
تجھ سے ہر آن میرے پاس کا آنا ہی گیا — کیا گلا کیجے غرض اب وہ زمانہ ہی گیا
ہم اسیروں کو بھلا کیا جو بہار آئی نسیم — عمر گذری کہ وہ گلزار کا جانا ہی گیا
جی گیا میر کا اس لیت و لعل میں لیکن — نہ گیا ظلم ہی تجھ سے نہ بہانا ہی گیا
بھری تھی آگ ترے درد دل میں میر ایسی تو — کہ کہتے ہی سخن کے روبرو قاصد کا منہ آیا
کفِ جاناں سے ممکن نہیں رہائی میر کوئی ہووے — اچنبھا ہے جو اس کے ہاتھ سے رنگِ حنا چھوٹا

Marfat.com

اب وہ جگر طپش سے تڑپتا ہے تشنہ لب — مدت تلک جو میر کا لوہو پیا کیا
دل میں بھر از بسکہ خیال شراب تھا — مانند آئینہ کے مرے گھر میں آب تھا

تک دیکھ آنکھیں کھول کے اس دم کی حسرتیں
جس دم یہ سوجھے گی کہ یہ عالم بھی خواب تھا

جو اے قاصد وہ پوچھے میر بھی ادھر کو چلتا تھا
تو کہیو جب چلا ہوں میں تب اس کا جیو نکلتا تھا

نہ گئی تسبیح اس کی نزع میں بھی میر سے ہرگز
اسی کے نام کی سمرن تھی جب منکا ڈھلکتا تھا

مغاں مجھ مست بن پھر خندۂ قلقل نہ ہووے گا
مئے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لے کے رووے گا

اب تو جاتا ہی ہے کعبہ کو بت خانے سے — جلد پھر یوں تجھے اے میر خدا کو سونپا
ترے عشق سے آگے سودا ہوا تھا — پر اتنا میں ظالم نہ رسوا ہوا تھا
خزاں الفت اس پہ نہ کرنی بجا تھی — یہ غنچہ چمن میں ابھی وا ہوا تھا
کہاں آتے میسر مجھکو تجھ سے خود نما اتنے — بحسن اتفاق آئینہ تیرے روبرو ٹوٹا
طراوت تھی چمن میں سرو کو یہ اشک قمری سے — ادھر آنکھیں مندی اسکی کہ اودھر آب جو ٹوٹا
شب زخم سینہ اوپر چھڑکا تھا میں نمک کر — ناسور تو کہاں تھا، ظالم بڑا مزا تھا
آنکھیں کھلیں جب جیو میر کا گیا تب — دیکھے سے تجھ کو ورنہ میرا بھی جیو چلا تھا
ہم نے کہا تھا تیرے تئیں آ دیکھ یہ ظلم کر — آخر کار بے وفا جیو ہی گیا نہ میر کا
قابو خزاں سے ضعف کا گلشن میں بن گیا — دوش ہوا پہ رنگ گل و یاسمن گیا
برگشتہ بخت دیکھ کے قاصد سفر میں ہے — پہنچا تھا اس کے پاس سو میرے وطن گیا
مرگیا سہ سنگسار کیا — نخل ماتم مرا یہ پھل لایا

Marfat.com

دیر و حرم میں کیونکے قدم رکھ سکوں میں میر
مجھ سے ادھر تو بت پھرے اودھر خدا پھرا

جب کہ تابوت مرا جائے شہادت سے اُٹھا
شعلۂ آہ دل گرم محبت سے اُٹھا

عمر گذری مجھے بیمار ہی رہتے ہے بجا
دل عزیزوں کا اگر میری عیادت سے اُٹھا

یک پارہ جیب کا بھی بجا میں نہیں سیا
وحشت میں کوئی سیا سو کہیں کا کہیں سیا

دل پہنچا ہلاکت کو پنٹھ کھینچ کسالا
لے یار مرے سلۂ اللہ تعالیٰ

جس گھر میں ترے جلوے سے ہو چاندنی کا فرش
وہاں چادر مہتاب ہے مکڑی کا سا جالا

کچھ میں نہیں اس دل کی پریشانی کا باعث
برہم ہی مرے ہاتھ لگا تھا یہ رسالا

پل میں جہاں کو دیکھتے میرے ڈبو چکا
ایک وقت میں یہ دیدہ بھی طوفان رو چکا

افسوس میرے مردہ پر اتنا نہ کر کہ اب
پچتاونا جیث ہے جو ہونا تھا ہو چکا

ایک چشمک پیالہ ساقی بہار عمر
جھپکی کی کہ دور یہ آخر ہی ہو چکا

ہر صبح حادثہ سے یہ کہتا ہے آسمان
دے جام خون میر کو گر منہ وہ دھو چکا

میں بھی دنیا میں ہوں ایک نالہ پریشاں یکجا
دل کے سو ٹکڑے میرے اور سبھی نالاں یکجا

سر سے باندھا ہے کفن عشق میں تیرے یعنی
جمع ہم نے بھی کیا ہے سر و ساماں یکجا

گزرا بنائے چرخ سے نالہ پگاہ کا
خانہ خراب ہو اس جیو کی چاہ کا

آنکھوں میں جیو مرا ہے ادھر دیکھتا نہیں
مرتا ہوں میں تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا

یک قطرہ خون ہو کے مژہ سے ٹپک پڑا
قصہ یہ کچھ ہوا دل غفراں پناہ کا

ظالم زمیں سے لوٹتا دامن سمیل کے پہن
ہوگا کہیں میں ہاتھ کسی دادخواہ کا

کیا طرح ہے آشنا گاہے، گہے ناآشنا
یا تو کچھ نہ ہی رہیو، ہو جیو یا آشنا

پائمال صد جفا ناحق نہ ہوئے عندلیب
سبزہ بیگانہ کبھی تھا اس چمن کا آشنا

Marfat.com

قطعہ

بلبلیں رو رو کے یہ کہتی تھیں ہوتا کاش کے
یک مژہ رنگ قراری اس چمن کا آشنا

گو گل و لالہ کہاں سنبل و سمن اور نسترن
خاک سے یکساں ہوئے ہیں ہائے کیا کیا آشنا

کیا دن تھے مرے کہ یہاں بھی دل آرمیدہ تھا
رو آشیاں طائر رنگ پریدہ تھا

قاصد جو واں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا
بیچارہ گریہ ناک و گریباں دریدہ تھا

حاصل نہ پوچھ باغ شہادت کا بوالہوس
یہاں پھل ہر یک درخت کا حلق بریدہ تھا

مت پوچھ کس طرح سے کٹی رات ہجر کی
ہر نالہ میری جان کو تیغ کشیدہ تھا

خواہ مجھ سے لڑ گیا اب خواہ اس سے مل گیا
کیا کہوں اے ہم نشیں میں تجھ سے حاصل دل گیا

اے نکیلے یہ تھی کہاں کی ادا
کھپ گئی جیو میں تیری بانکی ادا

خاک میں مل کے سیراب سمجھے
بے ادائی تھی آسماں کی ادا

سنو ہو جل ہی بجھوں گا کہ ہوا ہوں میں
چراغ مضطرب الحال صبح گاہی کا

گرچہ سردار مزوں کا ہے اسیری کا مزا
چھوڑ لذات کو اور لے تو فقیری کا مزا

اسے کہ آزاد ہے ٹک چکھ نمک مرغ کباب
تا تو جانے کہ یہ ہوتا ہے اسیری کا مزا

موند رکھنا چشم کا ہستی میں عین دید ہے
کچھ نہیں آتا نظر جب آنکھ کھولے ہے حباب

مت ڈھلک مژگاں سے سیرا اے سرشک آبدار
مفت ہی جاتی رہے گی تیری موتی کی سی آب

دیکھ خورشید تجھ کو اے محبوب
عرق شرم میں گیا ہے ڈوب

میر شاعر بھی زور کوئی تھا
دیکھتے ہو نہ بات کا اسلوب

دست صیاد ملک بھی میں نہ پہنچا جیتا
بے قراری میں لیا مجھ کو تہ دام بہت

سہل سوجھیں تجھے دشواریاں عاشق کی آہ
حسرتیں کتنی گرہ تھیں رشتہ ایک ماں کے ہم

Marfat.com

حال گلزار زمانہ کا ہے مانا بہ شفق — رنگ کچھ اور ہی ہو جائے ہے اک آن کے بیچ
تاک کی چھاؤں میں جوں مست پڑے سوتے ہو — اینڈتی ہیں نگہیں سایۂ مژگاں کے بیچ
نکلے گی میری قبر سے آواز میرے بعد — ابھریں گے دل سے عشق ترے راز میرے بعد
بن گل ہوائے آہ میں تو جا کے لوٹیو — صحن چمن میں لے پر پرواز میرے بعد
میرے سنگ مزار پر فرہاد — رکھ کے تیشہ کہے ہے یا اُستاد
ادھر تلک ہے عرش کے مشکل سے تک گزر — اے آہ پھر اثر تو ہے برچھی کی چوٹ پر
ہم تو اسیر کنج قفس ہو کے مر چلے — اے اشتیاق سیر چمن تیری کیا خبر
پاس رہنے کا نہیں ایک بھی تار آخر کار — ہاتھ سے جائے گا سر رشتہ کلا آخر کار
نہ ہو ہرزہ درا اتنا خموشی اے جرس بہتر — نہیں اس قافلے میں اہل دل ضبط نفس بہتر
نہ ہونا ہی بھلا تھا سامنے مجھ چشم گریاں کے — نظر اے ابر اب آپ ہی نہ آوے گا برس بہتر
دیکھوں میں اپنی آنکھوں سے آوے مجھے قرار — اے انتظار تجھ کو کسی کا ہوا انتظار
ساقی تو ایک بار تو توبہ توڑا میری — توبہ کروں جو پھر میں تو توبہ ہزار بار

کر رحم ٹک کب لگ ستم مجھ پر جفا کا اس قدر
ایک سینہ خنجر سینکڑوں ایک جان و آزار اس قدر
بھاگے مری صورت سے وہ عاشق میں اس کی شکل پر
میں اس کا خواہاں یہاں تلک وہ مجھ سے بیزار اس قدر

قطعہ

دل دماغ اور جگر یہ سب اک بار — کام آئے فراق میں اے یار
کیوں نہ ہو فتح ضعف اعضا پر — مر گئے اس فسون کے سر دار
مجکو پوچھا بھی نہ یہ کون ہے غمناک ہنوز — ہو چکی حشر میں روتا ہوں تہہ خاک ہنوز
اشک کی لغزش مستانہ پہ مت کیجو نظر — دامن دیدۂ گریاں ہے مرا پاک ہنوز

Marfat.com

باقی نہیں ہے دل میں یہ غم ہے بجا ہنوز
ٹپکے ہے خون دمبدم آنکھوں سے تا ہنوز

احوال نامہ بر سے مرا سُن کے کہہ اُٹھا
جیتا ہے وہ ستم زدہ مہجور کیا ہنوز

بارہا چل چکی تلوار تری چال پہ شوخ
تو نہیں چھوڑتا اس طرز کی رفتار ہنوز

منظر قتل کے وعدہ کا ہوں اپنے یعنی
جیتا ہے مرنے کو کہا ہے یہ گنہگار ہنوز

اے ابر تر تو اور کسی سمت کو برس
اس ملک میں ہماری ہیں یہ چشم تر ہی بس

حرماں تو دیکھ پھول بکھیرے تھی کل صبا
اک برگِ گل گرا نہ جہاں تھا میرا قفس

مر گیا میں ملا نہ یار افسوس
آہ افسوس صد ہزار افسوس

یوں گنواتا ہے دل کوئی مجکو
یہی آتا ہے بار بار افسوس

آج کل کا ہے کو بتلاتے ہو گستاخی معاف
راستی یہ ہے کہ وعدے ہیں تمہارے سب خلاف

پانو پر سے اپنے میرا سر اُٹھانے مت جھکو
تیغ باندھی ہے میاں تم نے کمر میں خوش خلاف

سب پہ روشن ہے کہ شب مجلس میں جب آتی ہے شمع
تجھ بھبھوکے سے کو بیٹھا دیکھ بجھ جاتی ہے شمع

بالیں پہ میرے گھر سے تو آوے گا جب تلک
کر جاؤں گا سفر ہی میں دنیا سے تب تلک

اتنا دن اور دل سے تپش کرے کاوشیں
یہ مجھا تمام ہی ہے آج شب تلک

نقاش کیوں نہ کھینچ چکا شبیہ یار
کھینچوں ہوں ایک ناز ہی اس کے میں اب تلک

فصل خزاں میں سیر کی ہم نے بھی جائے گل
چھانی چمن کی خاک نہ تھا نقش پائے گل

اللہ رے عندلیب کی آواز دلخراش
جیو ہی نکل گیا جو کہا ان نے ہائے گل

گل کی جفا بھی دیکھی دیکھی وفائے بلبل
یک مشت پر پڑے ہیں گلشن میں جائے بلبل

Marfat.com

بھلا تم نقد دل لے کر ہمیں، دشمن گنواب تو
کبھی کچھ ہم بھی کر لیں گے حساب دوستاں دل

کیا بلبل اسیر ہے بے بال و پر کہ ہم
گل کب رکھے ہے ٹکڑے جگر اس قدر کہ ہم

جیتے ہیں تو دکھا دیں گے دعوائے طبیب
گل بن خزاں میں اب کے وہ رہتی ہے مر کہ ہم

گرچہ آوارہ جوں صبا ہیں ہم
لیک لگ چلنے کو بلا ہیں ہم

آستاں پر ترے گذر گئی عمر
اسی دروازے کے گدا ہیں ہم

تیرے کوچہ میں تا بمرگ رکھا
کشتۂ تلخیِ وفا ہیں ہم

ہم چشم ہے ہر آبلہ پا کا مرا اشک
از بسکہ تیری راہ میں آنکھوں سے چلا ہوں

دامن نہ جھٹک ہاتھ سے میرے کہ ستمگر
ہوں خاک سر راہ کوئی دم میں ہوا ہوں

آتے ہیں مجھے خوب یہ دونوں ہنر عشق
رونے کے تئیں آندھی ہوں، کڑھنے کو بلا ہوں

گر تک ہو درد آئینہ کو چرخ زشت میں
ان صورتوں کو صرف کرے خاک و خشت میں

تو گلی میں اس کی جا آوے اے صبا نہ چنداں
کہ گڑے ہوئے پھر اکھڑیں، دل چاک دردمنداں

تیرے تیر ناز کے جو یہ ہدف ہوئے ہیں ظالم
مگر آہنیں توے ہیں جگر نیازمنداں

کوئی نہیں جہاں میں جو اندوہگیں نہیں
اس غمکدے میں آہ دل خوش کہیں نہیں

آگو تو لعل نوخطِ خوباں کے دم نہ مار
ہر چند اے مسیح وہ باتیں رہیں نہیں

سن گوشِ دل سے اب تو سمجھ بے خبر کہیں
مذکور ہو چکا ہے مرا حال ہر کہیں

اب فائدہ سراغ سے بلبل کے باغباں
اطراف باغ ہوں گے پڑے مشت پر کہیں

کیا میں نہیں رو کر فشارِ گریباں
رگِ ابر تھا تارِ تارِ گریباں

دیکھیں تو تیری کب تک یہ کج ادائیاں ہیں
اب ہم نے بھی کسی سے آنکھیں لڑائیاں ہیں

Marfat.com

ٹک سُن کہ سو برس کی ناموس خامشی کھو
دو چار دن کی باتیں اب صفحۂ پرائیاں میں

مرے آگو نہ شاعر نام پاویں
قیامت کو مگر غرصہ میں آویں

نہ ایک یعقوب رویا اس الم میں
کُوا اندھا ہوا یوسف کے غم میں

تیری زلفِ سیہ کی یاد میں آنسو ٹپکتے ہیں
اندھیری رات ہے برسات ہے جگنو چمکتے ہیں

عام حکم شراب کرتا ہوں
محتسب کو کباب کرتا ہوں

ٹک تو رہ اے بنائے ہستی تو
تجھکو کیسا خراب کرتا ہوں

ملنے لگے ہو دیر دیر دیکھیے کیا ہے کیا نہیں
تم تو کرو ہو صاحبی بندہ میں کچھ رہا نہیں

بوئے گُل اور رنگ گُل اللہ ہی اللہ ہے نسیم
ایک بقدر یک نگاہ دیکھیے تو وفا نہیں

ایسے محروم گئے ہم تو گرفتارِ چمن
کہ موئے قید میں دیوار بہ دیوارِ چمن

سینہ پر داغ کا احوال میں پوچھوں ہوں نسیم
یہ بھی تختہ کبھی ہووے گا سزاوارِ چمن

خوں ٹپکے ہے پڑا نوک سے ہر ایک کے ہنوز
کس شہیدہ کے مژگان ہیں یہ خارِ چمن

عاشق ہے یا مریض ہے پوچھو تو میر سے
پاتا ہوں زرد روز بروز اس جواں کو میں

میں وہ پژمردہ سبزہ ہوں کہ ہو کر خاک سے سرزد
یکایک آگیا اس آسماں کی پائمالی میں

مرے اُستاد کو فردوسِ اعلیٰ میں ملے جا کر
نہ سکھلایا بغیر از عشق مجکو خورد سالی میں

آہ اور اشک ہی سدا ہے یہاں
روز برسات کی ہوا ہے یہاں

جس جگہ ہو زمیں تفتہ سمجھ
کہ کوئی دل جلا گڑا ہے یہاں

یغلط کہ میں پیا ہوں قدح شراب تجھ بن
نہ گلے سے میرے اُترا کبھی قطرہ آب تجھ بن

یہ ہے بستی عاشقوں کی کبھی سیر کرنے چل تو
کہ محلے کے محلے ہیں پڑے خراب تجھ بن

میں لہو پیو ہوں غم میں عوضِ شراب ساقی
شب تیغ ہو گئی ہے شب ماہتاب تجھ بن

کٹی عمر میری ساری جیسے شمع باؤ کے بیچ
یہی رونا جلنا گلنا یہی اضطراب تجھ بن

نسیم مصر کدا آئی سوادِ شہر کنعاں کو
کہ بھر جھولی نہ یہاں سے لے گئی گلہائے حرماں کو

Marfat.com

کوئی کانٹا سر رہ کا ہماری خاک پر بس ہے گل گلزار کیا درکار ہے گور غریباں کو
زبانِ نوحہ گر ہوں میں قضا نے کیا ملایا تھا
میری طینت میں یارب سودۂ دلہائے نالاں کو
گل و سنبل میں نیرنگ قضا سے سرسری گزرے
کہ بگڑے زلف و رخ کیا کیا بناتے اس گلستاں کو
کریں بال ملک فرش رہ اس ساعت کہ محشر میں
لہو ڈوبا کفن لادیں شہیدِ نازِ خوباں کو
صدائے آہ جیو کے پار ہوئی ہے تیری شاید
کسی بیدرد نے کھینچا کسی کے دل کے پیکاں کو
کیا سیر اس خرابہ کا بہت اب چل کے سو رہیے
کسو دیوار کے سایہ میں منہ پر لے کے داماں کو
کیا ہے گر بدنامی و حالت تباہی بھی نہ ہو عشق کیسا جس میں اتنی روسیاہی بھی نہ ہو
جب سے جہاں ہے ہر سحر تیری کروں ہوں جستجو
خانہ بہ خانہ، در بہ در، کوچہ بہ کوچہ، کو بہ کو
ہر نگہوں سے دل تلک ہیں چنے خوان آرزو
نو امیدیاں ہیں کتنی ہی مہمانِ آرزو
اس محلے کو سیر کروں کب تلک کہ ہے
دستِ ہزار حسرت و دامانِ آرزو
دلِ پُرخوں ہے یہاں تجکو گماں ہے شیشہ
شیخ کیوں مست ہوا ہے تو کہاں ہے شیشہ
شیشہ بازی تو ٹک ایک دیکھنے آ آنکھوں کی ہر مژہ پر مرے اشکوں سے رواں ہے شیشہ

Marfat.com

قطعہ

جا کے پوچھا جو میں کل کارگہِ مینا میں
دل کی صورت کا بھی اے شیشہ گراں ہے شیشہ
کہنے لاگے کہ کدھر بہکا پھرا ہے اے مست
ہر طرح کا جو تو دیکھے ہے کہ یہاں ہے شیشہ
دل ہی سارے تھے یہ اک وقت میں جو کر کے گداز
شکل شیشہ کی بنائیں ہیں کہاں ہے شیشہ

جو ہوشیار ہو سو آج ہو شراب زدہ — زمینِ میکدہ یکدست ہے گنا آب زدہ
بنے یہ کیونکے ملے تو ہی یا ہمیں سمجھیں — ہم اضطراب زدہ اور تو حجاب زدہ
کہتے ہیں اڑ بھی گئے جل کے پر پروانہ — کچھ سنی سوختگاں نے خبرِ پروانہ
سعی اتنی تو ضروری ہے اٹھے بزمِ سلگ — اے جگر تفتگیٔ بے اثر پروانہ
بزمِ دنیا کی تو دل سوزی سنی ہوگی میر — کس طرح شام یہاں ہو سحرِ پروانہ

اس اسیری کے نہ کوئی اے صبا پالے پڑے
یک نظر گل دیکھنے کے بھی ہمیں لالے پڑے
حسن کو بھی عشق نے آخر کیا حلقہ بگوش
رفتہ رفتہ دلبروں کے کان میں بالے پڑے
اس واسطے کانپوں ہوں کہ ہے آہ نپٹ سرد
پہ باؤ کلیجے کے کہیں پار نہ ہووے
کرے ہے خندۂ دنداں نلو میں بھی رو دوں گا
چمکتی زور ہے بجلی مقرر آج باراں ہے
چمن پر نوحہ و زاری سے ہے کس گل کا یہ ماتم
جو شبنم ہے تو گریاں ہے جو بلبل ہے تو نالاں ہے

Marfat.com

الم سے یہاں تئیں میں مشق ناتوانی کی
کہ میری جان نہیں تن پر میرے گرانی کی
چمن کا نام سنا تھا ولے نہ دیکھا ہائے
جہاں میں ہم نے قفس ہی میں زندگانی کی
سمجھے ہے نہ پروانہ تھا نبے ہے زباں شمع
وہ سوختنی ہے تو یہ گردن زدنی ہے
لیتا ہی نکلتا ہے میرا لخت جگر اشک
آنسو نہیں گویا کہ یہ ہیرے کی کنی ہے
اے میر جگر ٹکڑے ہوا دل کی طپش سے
شاید کہ مرے جیو پر اب آن بنی ہے
گرم ہیں شور سے تجھ حسن کے بازار کئی
رشک سے جلتے ہیں یوسف کے خریدار کئی
اپنے کوچہ میں نکلیو تو سمھالے دامن
یادگار مژۂ میر ہیں وہاں خار کئی
صبح سے بن علاج تو خوش ہے
تیرا بیمار آج تو خوش ہے
میر پھر کہیو سرگزشت اپنی
بارے یہ کہہ مزاج تو خوش ہے
مر ہی جائیں گے بہت ہجر میں ناشاد رہے
بھول تو گئے ہو ہمیں پر یہ تمھیں یاد رہے
ہم سے دیوانہ پھریں شہر میں سبحان اللہ
دشت میں قیس پھرے کوہ میں فرہاد رہے
میرے دودِ دل کا تو یہ جوش ہے
کہ عالم جوانِ سیہ پوش ہے
گیا روبرو اس کے کیوں آئینہ
کہ بیہوشی اوس کا دم اور ہوش ہے
اچنبھا ہے اگر چپکا رہوں مجھ پر عتاب آوے
وگر قصہ کہوں اپنا تو سنتے اس کو خواب آوے
لپیٹا ہے دلِ سوزاں کو اپنے میں نے خط میں
الٰہی نامہ بر کو اس کے لے جانے کی تاب آوے

Marfat.com

اس دشت میں اے سیل سمھل ہی کے قدم رکھ
ہر سمت کو یاں دفن مری تشنہ لبی ہے

بتاں تو چھوڑ دینے کر کے خاکِ راہ کے صدقے
مجھے محفوظ رکھا اپنے میں اللہ کے صدقے

کیا خط لکھوں میں گریہ سے فرصت نہیں ہی — لکھتا ہوں تو پھرے ہے کتابت بھی بہی
لوں کیونکہ ہم رنگ ہو تجھ سے ظالم — ترا رنگ شعلہ مرا رنگ کاہی
اب خدا مغفرت کرے اس کو — صبر مرحوم تھا عجب کوئی

سبھوں کے خط لئے پوشیدہ قاصد آج جاتا ہے
چلا ہے یار کے کوچہ کو اور مجھ سے چھپاتا ہے

ہو گئی شہر شہر رسوائی — اے مری موت تو بھلی آئی
میر جب سے گیا ہے دل تب سے — میں تو کچھ ہو گیا ہوں سودائی
بارے نسیم ضعف سے کل ہم اسیر بھی — سنا ہے میں جیو کے گلستاں تلک گئے
صد کاروان وفا ہے کوئی پوچھتا نہیں — گویا متاع دل کے خریدار مر گئے
تمام اس کے قد میں سناں کی طرح ہے — نکیلی پنٹھ اس جواں کی طرح ہے

قطعہ (بند)

اوڑے خاک گاہے رہے گاہ ویراں — خراب اور پریشاں یہاں کی طرح ہے
تعلق کرو میر اس پر جو چاہو — مری جان یہ کچھ جہاں کی طرح ہے
آتش کے شعلے سر سے ہمارے گزر گئے — بس اے تپ فراق کہ گرمی میں مر گئے
ناصح نہ رووے کیونکہ محبت کے جیو کو ہم — اے خانماں خراب ہمارے تو گھر گئے
ہنگامہ میری نعش پہ تیری گلی میں ہے — لے جائیں گے جنازہ کشاں یہاں سے کب تجھے
کاتب کہاں دماغ جواب شکوہ اٹھائے — بس ہے یہ ایک حرف کہ مشتاق جانئے

Marfat.com

شب خواب کا لباس ہے عریانی میں یہ — جب سوئیے تو چادر مہتاب تانیے
کب تلک جیو رُکے خفا ہووے — آہ کرنے کی ٹک ہوا ہووے
بے کلی مارے ڈالتی ہے نسیم — دیکھیے اب کے سال کیا ہووے
ہے یہ بازار جنوں منڈی ہے دیوانوں کی — یہاں دوکانیں ہیں کئی چاک گریبانوں کی
خانقہ کا تو نہ کر قصد ٹک اے خانہ خراب — یہی اک رہ گئی ہے بستی مسلمانوں کی
کیونکہ کہیئے کہ اثر گریۂ مجنوں میں نہ تھا — گرد نمناک ہے اب تک بھی بیابانوں کی
نہیں وسواس جیو گنوانے کے — ہائے رے ذوق دل لگانے کے
میری تغیر حال پر مت جا — اتفاقات ہیں زمانے کے
غافل میں رہا تجھ سے پٹھ تا بہ جوانی — اے عمر گزشتہ میں تیری قدر نہ جانی
مدت سے ہیں ایک مشت پر آوارہ چمن میں — نکلی ہے یہ کس کی ہوس بال فشانی
یہ جان اگر بیدمولہ کہیں دیکھے — رہ گئی ہے کسی موئے پریشاں کی نشانی
بھاتی ہے مجھے ایک طلب بوسہ میں یہ آن
لکنت سی اُلجھ جا کے تجھے بات نہ آنی
بسکہ ہے گردونِ دوں پرور، دنی — ہوئے پیوند زمیں یہ کشتنی
بزم میں سے اب تو چل اے رشک صبح — شمع کے منہ پر تو پھر گئی مُردنی
اس ستم دیدہ کی صحبت سے جگر لوہو ہے — آب ہو جائے کہ یہ دل خلۂ پہلو ہے
دہر بھی میر طرفہ مقتل ہے — جو ہے سو کوئی دم کو فیصل ہے
روز کہتے ہیں ملنے کو خوباں — لیکن اب تک تو روز اول ہے

قطعہ (بند)

ہجر باعث ہے بدگمانی کا — غیرتِ عشق ہے تو کب کل ہے
مر گیا کوہکن اسی غم سے — آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے

Marfat.com

خنجر بکف وہ جب سے سفاک ہو گیا ہے — ملک ان ستم زدوں کا سب پاک ہو گیا ہے
دیوار کہنہ ہے یہ مت بیٹھ اس کے سائے — اُٹھ چل کہ آسماں سب کا داک ہو گیا ہے
زیر فلک بھلا تو رووے ہے آپ کو میر — کس کس طرح کا عالم یہاں خاک ہو گیا ہے

ساقی گھر چاروں اُور آیا ہے — دے بھی مے ابر زور آیا ہے
ذوق تیرے وصال کا، میرے — ننگے سر تا بہ گور آیا ہے

کل ہم سے اس سے بارے ملاقات ہو گئی — دو دو بچن کے ہونے میں اک بات ہو گئی
کن کن مصیبتوں سے ہوئی صبح شام ہجر — سو زلفیں ہی بناتے اسے رات ہو گئی
گردش نگاہ مست کی موقوف ساقیا — مسجد تو شیخ جیو کی خرابات ہو گئی
کتنا خلاف وعدہ ہوا ہو گا وہ کہ یہاں — نومیدی اور امید مساوات ہو گئی
اپنے تو ہونٹھ بھی نہ ہلے اس کے روبرو — رنجش کی وجہ میر وہ کیا بات ہو گئی

چل قلم غم کی رقم کوئی حکایت کیجے — ہر سر حرف پہ فریاد نہایت کیجے
قصد اگر امتحان ہے پیارے — اب تلک نیم جان ہے پیارے
سجدہ کرتے ہی سر کٹیں ہیں جہاں — سو ترا آستان ہے پیارے
میر عمداً بھی کوئی مرتا ہے — جان ہے تو جہان ہے پیارے

رباعیات (۱)

تجھ رو سے محال ہے اٹھانا مجکو — خبطی کہے کوئی کوئی سیانا مجکو
سر میرا لگا ہے نقش پا سے تیرے — سجدہ کو خدا کے بھی بجانا مجکو

مسجد میں تو شیخ کو خروشاں دیکھا — میخانہ میں جوش بادہ نوشاں دیکھا
اک گوشہ عافیت جہاں میں ہم نے — دیکھا سو محلۂ خموشاں دیکھا

---

(۱) پیرس: رباعی

Marfat.com

کاہے کو کوئی خراب خواری ہوتا　　کاہے کو کسی پہ جان بھاری ہوتا
دلخواہ ملاپ ہوتا تو ملتے　　اے کاش کہ عشق اختیاری ہوتا

جگ میں جوں شمع پانو جل کر رکھنا　　یا بن کے بگولا ہاتھ مل کر رکھنا
آیا ہے قمار خانۂ عشق میں تو　　سر بازی ہے یہاں قدم سنبھل کر رکھنا

کیا کرے بیاں مصیبت اپنی پیارے　　دن عمر کے میری غم میں گزرے سارے
رنج و ضعف و بلا، مصیبت، محنت　　پنپا ہی نہیں تو ان دکھوں کے مارے

پیغمبر حق نے حق دیکھا یا اس کا　　معراج ہے کمترین پایا اس کا
سایہ جو اسے نہ تھا یہ باعث ہے گا　　کل حشر کو ہو گا سب پہ پایا اس کا

دل تجھ پہ جلے نہ کیونکہ میرا بیتاب　　یہاں مجکو توقع ہے کہ لاتا ہے جواب
وہاں ان نے شراب پی کے مستی میں میر　　کر کھا دے بھی نامہ بر کبوتر کے کباب

Marfat.com

خاتمہ

بدانکہ ریختہ برچندیں قسم است۔ ازانجملہ آنچہ معلوم فقیر است نوشتہ می آید۔

اول آنکہ یک مصرعش فارسی و یک ہندی چنانچہ قطعہ (از) حضرت امیر (خسرو) علیہ الرحمۃ نوشتہ شد۔ دویم آنکہ نصف مصرعش ہندی و نصف (دیگرش) فارسی چنانچہ شعر میر معز (موسوی مرقوم) کہ نوشتہ آمد۔ سیوم آنکہ حرف و فعل فارسی[۲] بکار می برند و ایں قبیح است۔ چہارم آنکہ ترکیبات فارسی می آرند۔ اکثر ترکیب کہ مناسب زبان ریختہ می افتد، آں جائز است و ایں را غیر شاعر نمی داند و ترکیبے کہ نامانوس[۳] ریختہ می باشد، آں معیوب است و دانستن ایں نیز موقوف (بر) سلیقۂ شاعری است و مختار[۴] فقیر ہم ہمین است (کہ) اگر ترکیب فارسی موافق گفتگوے ریختہ بود، مضائقہ ندارد۔ پنجم ایہام است کہ در شاعران سلف این[۵] فن رواج داشت۔ اکنوں طبعہا مصروف ایں صنعت کم است مگر بسیار بہ شستگی[۶] بستہ شود۔ و معنی ایہام اینست کہ لفظے[۷] کہ بر و بناے بیت بود آں دو معنی داشتہ باشد، یکے قریب و یکے بعید و بعید منظور شاعر باشد و قریب متروک او۔ ششم انداز است کہ ما اختیار کردہ ایم و آں محیط ہمہ صنعتہا است۔ تجنیس (و) ترصیع (و) تشبیہ (و) صفائے گفتگو (و) فصاحت (و) بلاغت (و) ادابندی (و) خیال وغیرہ۔ این ہمہ ما در ضمن ہمین است و فقیر ہم از ہمیں و تیرہ محظوظم۔ ہر کرا دریں فن طرز خاص است، ایں معنی را می فہمد، با عوام کار ندارم۔ اینکہ نوشتہ ام برائے یاران من سند است

(۱) انجمن : اینکہ (۲) انجمن : پارسی

(۳) پیرس : نامناسب (۴) پیرس : و فقیر ہم ہمین اختیار کردہ است

(۵) انجمن : دریں (۶) پیرس : شکستگی (۷) پیرس : حرفے

Marfat.com

نہ برائے ہر کس زیرا کہ عرصۂ سخن وسیع است واز تلون چمنستان ظہور آگہم۔ مصرع

ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است

(وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ۔ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ وَالْعَافِیَةِ)

ترقیمہ انجمن

تمام شد نکات الشعراء ہندی من تصنیف میر محمد تقی میر تخلص، بحسب الفرمائش حضرت سید عبدالولی صاحب و قبلہ عزلت تخلص۔ کاتب الحروف سید عبدالنبی ابن سید محمود ابن میر محمد رضا اصفہانی غفر اللہ ذنوبہما و ستر عیوبہما، در بلدۂ فرخندہ بنیاد ابد بنیاد۔ تحریر فی التاریخ ہفدہم رمضان المبارک ۱۱۶۲ھ یک ہزار یک صد و ہفتاد و دو من الہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترقیمہ پیرس

بتاریخ ہفدہم شہر شوال روز چہارشنبہ ۱۱۶۸ھ ہجری در بندر سورت بموجب خواہش جمیع دوستان بہ اتمام رسید۔

Nizami Book Depot
BIJNOR (U.P.)

Marfat.com